سرکاری رپورٹ

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات2016

منگل،28۔جون2016

(یوم الثلاثہ،22۔رمضان المبارک1437ھ)

سولھویں اسمبلی: بائیسواں اجلاس

جلد 22: شمارہ 10

621

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ28۔جون2016

تلاوت قرآن پاک وترجمہ اور نعت رسول مقبول ﷺ

سرکاری کارروائی

"ضمنی بجٹ برائے سال 16-2015 پر عام بحث"

623

صوبائی اسمبلی پنجاب

سولہویں اسمبلی کا بائیسواں اجلاس

منگل،28-جون2016

(یوم الثلاثہ،22-رمضان المبارک1437ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں صبح 10 بج کر 46منٹ پر زیر صدارت جناب سپیکر رانا محمد اقبال خان منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ قاری محمد علی قادری نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِo

إِنَّ هَٰذَا الْقُرْآنَ يَهْدِي لِلَّتِي هِيَ أَقْوَمُ وَ
يُبَشِّرُ الْمُؤْمِنِينَ الَّذِينَ يَعْمَلُونَ الصَّالِحَاتِ أَنَّ لَهُمْ أَجْرًا
كَبِيرًا ﴿٩﴾ وَأَنَّ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ أَعْتَدْنَا
لَهُمْ عَذَابًا أَلِيمًا ﴿١٠﴾ وَيَدْعُ الْإِنْسَانُ بِالشَّرِّ دُعَاءَهُ
بِالْخَيْرِ وَكَانَ الْإِنْسَانُ عَجُولًا ﴿١١﴾ وَجَعَلْنَا اللَّيْلَ وَ
النَّهَارَ آيَتَيْنِ فَمَحَوْنَا آيَةَ اللَّيْلِ وَجَعَلْنَا آيَةَ النَّهَارِ
مُبْصِرَةً لِتَبْتَغُوا فَضْلًا مِنْ رَبِّكُمْ وَلِتَعْلَمُوا عَدَدَ
السِّنِينَ وَالْحِسَابَ وَكُلَّ شَيْءٍ فَصَّلْنَاهُ تَفْصِيلًا ﴿١٢﴾
وَكُلَّ إِنْسَانٍ أَلْزَمْنَاهُ طَائِرَهُ فِي عُنُقِهِ وَنُخْرِجُ لَهُ يَوْمَ
الْقِيَامَةِ كِتَابًا يَلْقَاهُ مَنْشُورًا ﴿١٣﴾ اقْرَأْ كِتَابَكَ كَفَىٰ بِنَفْسِكَ
الْيَوْمَ عَلَيْكَ حَسِيبًا ﴿١٤﴾

سورة بنیٓ اسرآئیل آیات 9 تا 14

یہ قرآن وہ رستہ دکھاتا ہے جو سب سے سیدھا ہے اور مومنوں کو جو نیک عمل کرتے ہیں بشارت دیتا ہے کہ اُن کے لئے اجر عظیم ہے(9)اور یہ بھی (بتاتا ہے) کہ جو آخرت پر ایمان نہیں رکھتے اُن کے لئے ہم نے دکھ دینے والا عذاب تیار کر رکھا ہے(10)اور انسان جس طرح (جلدی سے) بھلائی مانگتا ہے اسی طرح برائی مانگتا ہے اور انسان جلد باز (پیدا ہوا) ہے(11)اور ہم نے دن اور رات کو دو نشانیاں بنایا ہے رات کی نشانی کو تاریک بنایا اور دن کی نشانی کو روشن تاکہ تم اپنے پروردگار کا فضل (یعنی) روزی تلاش کرو اور برسوں کا شمار اور حساب جانو اور ہم نے ہر چیز کی (بخوبی) تفصیل کر دی ہے(12)اور ہم نے ہر انسان کے اعمال کو (بہ صورت کتاب) اس کے گلے میں لٹکا دیا ہے اور قیامت کے روز (وہ) کتاب اسے نکال دکھائیں گے جسے وہ کھلا ہوا دیکھے گا(13)(کہا جائے گا کہ) اپنی کتاب پڑھ لے۔ تو آج اپنا آپ ہی محاسب کافی ہے(14)

وماعلینا الاالبلاغo

نعت رسول مقبولﷺ جناب سرور حسین نقشبندی نے پیش کی۔

نعت رسول مقبولﷺ

دلوں سے غم مٹاتا ہے محمد نام ایسا ہے
نگر اجڑے بساتا ہے محمد نام ایسا ہے
انہی کے نام سے پائی فقیروں نے شہنشاہی
خدا سے بھی ملاتا ہے محمد نام ایسا ہے
محبت کے کنول کھلتے ہیں ان کو یاد کرنے سے
بڑی خوشبوئیں لاتا ہے محمد نام ایسا ہے

تحاریک استحقاق

جناب سپیکر: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔اب تحاریک استحقاق کا وقت ہے تو پہلی تحریک استحقاق نمبر16/29جناب شہزاد منشی کی ہے۔

چوہدری عبدالرزاق ڈھلوں: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، میں ان کی بات سن لوں۔پوائنٹ آف آرڈر سے ذرا پرہیز کیا جائے۔آپ کی بڑی مہربانی اگر کوئی ضروری بات ہے تو وہ کریں۔

چوہدری عبدالرزاق ڈھلوں: جناب سپیکر! معاملہ کچھ اس طرح سے ہے کہ ہمارے سرگودھا شہر میں تھانہ سٹی کے آس پاس63دکانوں کا1992میں پولیس سے ایکagreementہوا اور تین سال بعد10فیصد کرایہ بڑھانے کے لئے اُن کے ساتھ ایکagreementطے پا گیا۔ایک لاکھ روپیہ نقد دینے کے بعد انہوں نے وہ دکانیں جن جن کے نام تھیں اُن کو تعمیر کروایا۔اُس کے بعد2015میں بشارت صاحب ڈی پی او سرگودھا نے اس کا کرایہ100فیصد بڑھانے کے بعد اس کا سالانہ10فیصد اضافی کرایہ بڑھانے کاagreementکر لیا۔اب ایک سال کے بعد موجودہ ڈی پی او کے آنے کے بعد انہوں نے سب دکانداروں کو بُلا لیا اور حکم صادر کیا کہ اس کا کرایہ300فیصد بڑھایا جائے گا تو دکانداروں نے کہا کہ ابھی ایک سال پہلے100فیصد کرایہ بڑھایا گیا تھا۔۔۔

جناب سپیکر: آپ اسissueپر کوئی چیز لکھ کر لائیں۔

چوہدری عبدالرزاق ڈھلوں: جناب سپیکر! میں اس پر آخری بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: آپ اس کے لئے کوئی تحریر لکھ کر لائیں۔

چوہدری عبدالرزاق ڈھلوں: جناب سپیکر! تاجروں کے اوپر تین جھوٹے پرچے کئے گئے ہیں تاجروں سے زیادتی کی گئی ہے ہم ڈی پی او سے بھی ملے ہیں، ہم آر پی او سے بھی ملے ہیں یہ سکھا شاہی ہے کہ میرے شہر کے تاجروں کے خلاف جھوٹے پرچے کئے جائیں۔اس معاملہ کو مجلس استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے جو زیادتی ہوئی ہے اُس کا ازالہ کیا جائے۔اس سے پہلے میں آئی جی صاحب سے بھی بات کر چکا ہوں، وزیر قانون رانا ثناء اللہ سے بھی بات ہو چکی ہے، یہ شہر میں زیادتی ہے تین جھوٹے پرچے ڈی پی او نے دیئے ہیں یہ معاملہ استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔

جناب سپیکر: آپ کی بڑی مہربانی آپ اسے تحریر میں لائیں۔ آپ کا شکریہ۔ جی، جناب شہزاد منشی اپنی تحریک استحقاق پڑھیں۔

اے ایم ایس چلڈرن ہسپتال لاہور کا معزز ممبر اسمبلی سے نامناسب روّیہ

جناب شہزاد منشی: جناب سپیکر میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ مورخہ 21-جون 2016 بروز منگل دوپہر تقریباً 2 بج کر 15 منٹ پر میں نے چلڈرن ہسپتال کے اے ایم ایس ڈاکٹر حسن رضا سے فون پر بات کی۔ دوران گفتگو ان کا روّیہ میرے ساتھ اچھا نہ تھا۔ انہوں نے کہا چل چل جلدی جلدی گل کر جیڑی کرنی اے۔ مسئلہ یہ تھا کہ میں ایک عوامی نمائندہ ہوں اور بروز ہفتہ 18-جون 2016 کو تین سینٹری ورکرز پر الزام عائد ہوا کہ وہ دوران ڈیوٹی شراب پی رہے تھے۔ بغیر میڈیکل ثبوت ان پر چلڈرن ہسپتال کی پولیس چوکی میں جسمانی تشدد کیا گیا جبکہ وہ ہسپتال ہے وہاں پر وہ ٹیسٹ بھی کر سکتے تھے اور زبردستی کورے کاغذ پر انگوٹھوں کے نشان لگوا کر نصیر آباد چوکی بھیجا گیا وہاں پر بھی اُن پر تشدد کیا گیا اور ان بچوں کے والدین سے ڈاکٹر صاحب نے اپنے پاؤں کو ہاتھ لگوا کر پولیس سٹیشن سے فارغ کروایا۔ اس سارے واقعہ کی تصدیق کے لئے جب میں نے ڈاکٹر حسن رضا سے رابطہ کیا تو ان کا روّیہ میرے ساتھ بھی ایسا ہی تھا جیسا کہ میں ان کا مجرم ہوں، بغیر میرے سوال کے جواب دیئے اور یہ کہہ دیا کہ ایم ڈی سے رابطہ کریں اور فون بند کر دیا۔ ڈاکٹر صاحب کے اس روّیہ کی وجہ سے میں نے دوبارہ کال کی جو انہوں نے نہ اٹھائی۔ میں نے تیسری بار کال کی تو انہوں نے کال اُٹھائی اور ناروا طریقہ سے گفتگو کرتے ہوئے اور ایک عوامی نمائندہ کی توہین اور استحقاق کو مجروح کرتے ہوئے فون بند کر دیا لہٰذا میری اس تحریک کو ایوان میں پیش کرنے کی اجازت دی جائے اور اسے باضابطہ قرار دیتے ہوئے مجلس استحقاقات کے سپرد کیا جائے۔ شکریہ

جناب سپیکر: جی، آپ نے تحریک استحقاق پڑھ دی ٹھیک ہے لیکن ابھی ہیلتھ کے پارلیمانی سیکرٹری بھی نہیں ہیں تو اس تحریک استحقاق کو کل تک کے لئے pending کیا جاتا ہے۔

رپورٹیں

(جو پیش ہوئیں)

جناب سپیکر: اب یہ رپورٹس ہیں۔ رانا محمد افضل مجلس قائمہ برائے امور داخلہ کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنا چاہتے ہیں۔ میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ رپورٹیں پیش کریں۔

مسودات قانون (ترمیم) امن عامہ کا قیام پنجاب 2016 اور دہشت گردی کے متاثرین شہری (ریلیف و بحالی) پنجاب 2016 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے امور داخلہ کی رپورٹوں کا ایوان میں پیش کیا جانا

رانا محمد افضل: جناب سپیکر! میں

1. The Punjab Maintenance of Public Order (Amendment) Bill 2016 (Bill No.16 of 2016) and
2. The Punjab Civilian Victims of Terrorism (Relief and Rehabilitation) Bill 2016 (Bill No.18 of 2016)

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے امور داخلہ کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرتا ہوں۔

(رپورٹیں پیش ہوئیں)

رپورٹیں

(میعاد میں توسیع)

جناب سپیکر: جی، اب چودھری محمد اقبال تحریک استحقاق کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع لینا چاہتے ہیں میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ توسیع کی تحریک پیش کریں۔

تحاریک استحقاق برائے سال14-2013اور16-2015کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع

چودھری محمد اقبال: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"تحریک استحقاق نمبر12 بابت سال2013، تحاریک استحقاق نمبر20,31 بابت سال2014، تحاریک استحقاق نمبر5,12,14,17,18,19,20,22اور27 بابت سال2015، تحاریک استحقاق نمبر2,3,5,6,7,8,9,10,11,12,14, 15,16,17,18اور19 بابت سال2016کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں دو ماہ کی توسیع کر دی جائے۔"

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"تحریک استحقاق نمبر12 بابت سال2013، تحاریک استحقاق نمبر20,31 بابت سال2014، تحاریک استحقاق نمبر5,12,14,17,18,19,20,22اور27 بابت سال2015، تحاریک استحقاق نمبر2,3,5,6,7,8,9,10,11,12,14, 15,16,17,18اور19 بابت سال2016کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں دو ماہ کی توسیع کر دی جائے۔"

یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور اب سوال یہ ہے کہ:

"تحریک استحقاق نمبر12 بابت سال2013، تحاریک استحقاق نمبر20,31 بابت سال2014، تحاریک استحقاق نمبر5,12,14,17,18,19,20,22اور27 بابت سال2015، تحاریک استحقاق نمبر2,3,5,6,7,8,9,10,11,12,14, 15,16,17,18اور19 بابت سال2016کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں دو ماہ کی توسیع کر دی جائے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

جناب سپیکر: یہ توسیع تو کر دی گئی ہے لیکن چودھری صاحب! اس کو ذرا expedite کروائیں۔

چودھری محمد اقبال: جی، بہتر جناب!

رپورٹیں
(جو پیش ہوئیں)

جناب سپیکر: چودھری محمد اقبال تحاریک استحقاق کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنا چاہتے ہیں میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ رپورٹیں پیش کریں۔

تحاریک استحقاق نمبر 125 بابت سال 2015 اور نمبر 4 بابت سال 2016 کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹوں کا ایوان میں پیش کیا جانا

چودھری محمد اقبال: جناب سپیکر! میں

"تحاریک استحقاق نمبر 1,25 بابت سال 2015 اور 4 بابت سال 2016 کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرتا ہوں۔"

(رپورٹیں پیش ہوئیں)

جناب سپیکر: جی، اب جناب ذوالفقار غوری مجلس قائمہ برائے لائیو سٹاک وڈیری ڈویلپمنٹ کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنا چاہتے ہیں میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ رپورٹیں پیش کریں۔

مسودات قانون (دوسری ترمیم) اینیمل سلاٹر کنٹرول 2016 اور پنجاب پولٹری پروڈکشن 2016 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے لائیو سٹاک وڈیری ڈویلپمنٹ کی رپورٹوں کا ایوان میں پیش کیا جانا

جناب ذوالفقار غوری: جناب سپیکر! میں

1. The Punjab Animals Slaughter Control (Second Amendment) Bill 2016 (Bill No.22 of 2016); and
2. The Punjab Poultry Production Bill 2016 (Bill No. 24 of 2016)

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے لائیو سٹاک وڈیری ڈویلپمنٹ کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرتا ہوں۔

(رپورٹیں پیش ہوئیں)

سرکاری کارروائی

بحث

ضمنی بجٹ برائے سال 16-2015 پر عام بحث

جناب سپیکر: جی، اب ضمنی بجٹ پر بحث کا آغاز کیا جاتا ہے آخر میں محترمہ وزیر خزانہ wind up کریں گی۔ جی، قائد حزب اختلاف!

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! اپوزیشن کی طرف سے جناب محمد شعیب صدیقی ضمنی بجٹ پر بحث کا آغاز فرمائیں گے۔

جناب سپیکر: جی، جناب محمد شعیب صدیقی!

جناب محمد شعیب صدیقی: نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم۔ اما بعد فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ ایاک نعبد وایاک نستعین۔ جناب سپیکر! مجھے آج ضمنی بجٹ پر بحث کا آغاز کرنے کے لئے کہا گیا ہے۔ سب سے پہلے تو یہ حکومت خادم اعلیٰ کی گڈ گورننس کا نمونہ کہلاتی ہے جیسے پورا سال بجٹ دیا جاتا ہے اور ان کی گڈ گورننس کی کیا بات ہے کہ ان کے اپنے تابع ادارے اور ان کے اپنے سیکرٹریٹ کے لئے بجٹ رکھا گیا وہ خرچ کرنے کے بعد اب پھر ضمنی بجٹ مانگ رہے ہیں۔ اس کے اندر چاہے وزیر اعلیٰ کے دورے ہوں، چاہے ان کے افسر شاہی کے بیرون ملک کے دورے ہوں، چاہے ان کے علاج ہوں اور سب سے بڑی بات کہ خادم اعلیٰ اپنے دور میں مینار پاکستان میں بیٹھ کر جو بڑی اچھی فلم چلاتے تھے، ہاتھ میں پنکھا پکڑ کر تمام بیوروکریسی کو مینار پاکستان میں بٹھا کر لوڈ شیڈنگ کے خلاف احتجاج کرتے تھے کہ ملک کے اندر لوڈ شیڈنگ ہو گئی ہے اور عوام مر رہی ہے۔ اسی ایوان کے اندر انہوں نے اپنی گڈ گورننس کی کیا مثال دی وہ کہتے ہیں کہ میرے دور حکومت میں کہیں مظاہرے نہیں ہو رہے ہیں، لوڈ شیڈنگ کے خلاف لوگ باہر نہیں آ رہے ہیں۔ شاید وزیر اعلیٰ کے ارد گرد ان کے حواری ہیں، حکومتی نمائندے اور افسر شاہی انہیں یہ نہیں بتاتی کہ کوئی دن ایسا نہیں ہے۔۔۔

جناب سپیکر: آپ ضمنی بجٹ پر آئیں۔

جناب محمد شعیب صدیقی: جناب سپیکر! میں ضمنی بجٹ کی ہی بات کر رہا ہوں۔ میں آپ کو اس ضمنی بجٹ کے حوالے سے ہی بتا دیتا ہوں کہ اس ضمنی بجٹ میں ہی صفحہ نمبر 292 پر ماڈل ٹاؤن ہاؤس جو ان کا اپنا گھر ہے، یہ بڑا واویلا کرتے تھے کہ مشرف دور میں اس پر قبضہ کر لیا، ہمیں گھر سے بے گھر کر دیا۔ ان

کی افسر شاہی کا یہ دورہ ہے کہ اپنے گھر کے لئے 84لاکھ روپے کا جنریٹر بھی حکومت کے پیسوں سے لیا گیا۔ ڈوب مرنے کا مقام ہے۔

جناب سپیکر! یہ میں بجٹ کی بات کر رہا ہوں، یہ میں ان پنکھوں کی بات کر رہا ہوں جو مینار پاکستان میں بیٹھ کر جھولا کرتے تھے اور کہا کرتے تھے کہ حکومت کچھ نہیں کر رہی ہے۔ جب ان کی حکومت آئی تو کیا یہ اپنے گھر کے لئے ایک جنریٹر تک نہیں لے سکتے؟ 25۔ جون کو سماء ٹی وی نے ایک خبر نشر کی کہ وزیر اعلیٰ اور ان کی افسر شاہی بیرونی دورے کر رہے ہیں اور یہ بھی اسی ضمنی بجٹ کے صفحہ نمبر 32 پر ہے کہ وزیر اعلیٰ اپنے دورے کے اخراجات بھی پنجاب حکومت سے لیتے ہیں۔ یہ تو انڈیا تک بھی گورنمنٹ کے پیسوں سے جاتے ہیں، چائنا بھی حکومت کے پیسوں سے جاتے ہیں۔

جناب سپیکر! یہ کہتے ہیں کہ ہم پاک چائنا اہداری پر معاہدہ کرنے کے لئے جا رہے ہیں یہ اپنے شاہی اخراجات کرنے کے لئے جا رہے ہیں۔ اگر وزیر اعلیٰ سیکرٹریٹ کو دیکھیں تو اس لئے 15-2014 میں 21 کروڑ 99 لاکھ روپے رکھے گئے اور انہوں نے یہ 45 کروڑ روپیہ خرچ کر دیا۔ کیا انہیں پتا نہیں تھا کہ ہم نے اس وزیر اعلیٰ سیکرٹریٹ پر جو خرچہ کرنا ہے وہ کتنا ہوگا؟ 16-2015 میں 34 کروڑ 42 لاکھ روپے رکھے گئے اور 57 کروڑ 24 لاکھ روپے خرچ کر دیا۔ وزیر اعلیٰ ہاؤس کے اندر وہ کون سے ایسے خرچے ہیں کہ جب ADP بنتا ہے تو انہیں پتا ہی نہیں ہوتا؟

جناب سپیکر: وزیر اعلیٰ صاحب اس کا ذکر پہلے کر چکے ہیں۔ اب مہربانی کریں اور ایسے نہ کریں۔

جناب محمد شعیب صدیقی: جناب سپیکر! میں وہ بات کر رہا ہوں جو ضمنی بجٹ میں ہے اور میں تو آپ کو ان صفحات کا حوالے بھی دے رہا ہوں جو انہوں نے بیرون ملک دورے کئے ہیں۔ اس کے بعد خزانے سے بندر بانٹ کی بات ہوتی ہے ضمنی بجٹ میں یہ صفحہ نمبر 33 سے 36 تک ہے۔ پنجاب حکومت نے اپنا ایڈووکیٹ جنرل بنایا ہے اس کی تنخواہ مقرر ہے، اس کا دفتر مقرر ہے مگر اسے پھر بھی حکومتی خزانہ سے نوازا جا رہا ہے اور اس کو مزید پیسے دیئے جا رہے ہیں جو 75 لاکھ 27 لاکھ 12 لاکھ 96 ہزار روپے ہیں۔ کیا اس لئے ضمنی بجٹ رکھا گیا ہے کہ ہم حکومتی پیسوں کو جو عوام کے ٹیکسوں سے اکٹھا کیا گیا ہے اسے بے دردی کے ساتھ اڑا دیا جائے؟ کیوں ضمنی بجٹ پیش کرنے کی نوبت آتی ہے؟ جب ہم ADP میں پیسے مختص کرتے ہیں وہ ترقیاتی سکیموں پر چاہے وہ ہیلتھ ہو، چاہے ایجوکیشن ہو، چاہے لاء اینڈ آرڈر ہو اس پر خرچ نہیں کرتے۔ ان کا یہ حال ہے کہ ضمنی بجٹ کے صفحہ نمبر 294 پر ہے کہ:

Financial assistance to the medical treatment from Ittefaq Hospital, Lahore of Hashim Khan Son of Head Constable Khalid Mahmood No.880 of CPO Gujranwala.

جناب سپیکر! گوجرانوالہ کے CPO کے ہیڈ کانسٹیبل کا علاج ہوتا ہے تو وہ بھی ان کے اپنے ہسپتال سے ہوتا ہے جسے خیراتی ہسپتال کہتے ہیں وہاں پر بھی 6لاکھ روپے دیئے گئے ہیں۔ان کو تو غریب لوگوں کے علاج کے لئے بھی اپنے ہسپتالوں کے اوپر یقین نہیں ہے۔یہ اپنا علاج بیرون ملک جاکر کراتے ہیں اور یہاں غریب لوگوں کے علاج کے لئے بھی انہیں یقین نہیں کہ ہمارے ہسپتال کے ادارے ہمارے ملازمین کے بچوں اور ان لوگوں کا علاج کر دیں گے۔یہ ان کی گڈ گورننس کا حال ہے کہ یہاں پر تعلیم کی کوئی صورتحال بہتر ہے اور نہ ہی صحت کی صورتحال بہتر ہے اس لئے ضمنی بجٹ دیا گیا ہے کہ ADP کے اندر تو یہ ہسپتالوں کی حالت زار بہتر نہیں کر سکے جو کہ انہیں صرف اورنج لائن ٹرین اور میٹرو بس کے علاوہ کوئی چیز نظر نہیں آتی جس پر عوام کے ٹیکسز کے پیسے اور عوام کی روزمرہ کی کمائی کے پیسے سے سبسڈی دے کر ان اداروں کو چلایا جارہا ہے۔یہاں پر لاہور کی کچی آبادی کو مسمار کر کے اس پر سے اورنج لائن ٹرین کو گزارا جارہا ہے جہاں پر لوگوں کو نہ صاف پانی پینے کی سہولت میسر ہے۔پینے کے صاف پانی کے لئے تو گورنمنٹ کا یہ حال ہے کہ 11۔ارب روپے رکھے گئے تھے ان میں سے صرف 4۔ارب 98کروڑ روپے خرچ کر سکے۔آج ملک کے اندر اس صوبہ پنجاب میں لاکھوں لوگ صرف صاف پانی نہ پینے کی وجہ سے ہیپاٹائٹس جیسی مہلک بیماریوں کا شکار ہو رہے ہیں۔آج ہسپتالوں کی صورتحال جاکر دیکھیں کہ وہاں پر وینٹی لیٹرز ہیں، آکسیجن کے سلنڈرز ہیں اور نہ ہی ایمرجنسی کی دوائیاں ہیں کہ مریضوں کو دے دی جائیں۔مگر ADP کے اندر وہ تمام اخراجات چاہے وہ وزیراعلیٰ سیکرٹریٹ کے شاہانہ اخراجات ہیں جو کہ ADP کے اندر نہیں رکھے گئے۔اسی طرح ضمنی بجٹ میں وزیراعلیٰ کے بیرونی دوروں کے لئے پیسے رکھ دیئے گئے۔جب اس رمضان بابرکت مہینے میں لوگ گرمی سے مر رہے ہیں تو یہ کہیں پر پاور پلانٹ لگاتے لیکن انہوں نے اپنے گھر کے لئے جنریٹر لے کر رکھ دیا کہ عوام مرتی ہے تو مرے مگر ہم کم از کم اپنے گھر کے اندر تو جنریٹر استعمال کریں اور یہ ان کی گڈ گورننس کی اعلیٰ مثال ہے۔وزیراعلیٰ نے جو میگا پراجیکٹس دیئے کسی بھی ایک میگا پراجیکٹ کی تکمیل اپنے بجٹ کے اندر نہیں کر سکے اور آج اربوں روپے کا ضمنی بجٹ ایوان میں پیش کر دیا، میں نے اپنی بجٹ اور پری بجٹ تقریر کے اندر بھی کہا تھا کہ وہ تمام ترقیاتی منصوبے چاہے وزیرآباد کا کارڈیالوجی ہسپتال ہو، چاہے لاہور کے

منصوبے ہوں خدا کے لئے جو پچھلی حکومتوں نے شروع کئے تھے آپ ان منصوبوں کو مکمل کریں۔ اگر میں پنجاب کے علاوہ اپنے حلقے پر focus کروں تو وہ تمام ترقیاتی کام اور منصوبے اس بجٹ کے اندر میاں میر ہسپتال کی widening of road کے لئے 227 بلین روپے رکھے گئے ہیں، ہسپتال میں تمام عملہ موجود ہے، ایم ایس، ڈی ایم ایس اور ڈاکٹرز صاحبان بھی موجود ہیں مگر آپ ہسپتال کی حالت زار دیکھیں تو وہاں پر کوئی بیڈ ہے اور نہ ہی ایمرجنسی کے اندر کوئی آلات ہیں۔ یہاں پر ہسپتال میں ان چیزوں کے لئے رقم رکھی جاتی مگر widening of roads کے لئے رقم رکھ دی گئی ہے۔ جمیل آباد کے اندر کروڑوں روپے کی لاگت سے سیوریج کا منصوبہ بنایا گیا، پچھلے دور حکومت کے اندر مکمل ہوا، آج منصوبے کا کچھ حصہ مکمل نہیں کیا جارہا کیوں نہیں کیا جارہا کہ وہاں پر ہمارے ناموں کی تختی لگی ہے۔ میں نے پہلے بھی کہا تھا کہ خدا کے لئے ہمارے ناموں کی تختی ہٹا کر اپنے ناموں کی تختیاں لگالیں مگر عوام کے منصوبوں کو مکمل کریں، لوگوں کو سہولیات دیں، لوگوں کو ہسپتال کی سہولیات دیں تاکہ وہ وہاں پر اپنا علاج کروا سکیں۔ میں آخر میں اپنی تقریر اس بات پر ختم کروں گا کہ:

تا محشر زمانہ تمھیں مکار کہے گا
تم عہد شکن ہو تمھیں غدار کہے گا

جناب سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ میاں محمد رفیق صاحب! گوہر آفشانی فرمائیں!

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! آپ کا بے حد شکریہ۔ ضمنی بجٹ statement میرے سامنے ہے اور ضمنی بجٹ کوئی اچھی روایت نہیں ہوتی کیونکہ main budget میں اس کی ساری آمدن اور اخراجات کی estimation ہوتی ہے۔ بنیادی طور پر اس budgeting کی تعبیر کو communism معیشت سے اختیار کیا گیا ہے۔ تاہم بعض اوقات فوری تعمیرات یا کام ایسے ہوتے ہیں جن میں ضمنی بجٹ کی ضرورت پڑ جاتی۔

جناب سپیکر! اب میں سب سے پہلے irrigation and land reclamation کو take up کروں گا۔ اریگیشن میں ایک ڈرامہ ہو رہا ہے جو کہ سیکرٹری اریگیشن سیاسی اور کمیشن مافیا کے ساتھ مل کر رہے ہیں، TS Link Canal کی سیم زدگی کی وجہ سے 80 ہزار ایکڑ جوہڑ بن چکا ہے اور نیسپاک کی اس میں رپورٹ شامل ہے کہ اس میں ان کی recommendation ہے اس کو پختہ کیا جانا لازم ہے لیکن خود ہی نیسپاک سے اس کی feasibility بنوائی گئی اور خود ہی اس کا حل نکالا گیا ہے کہ کسی

طرح ان پیسوں سے کھانے پینے کا انتظام کر لیا جائے۔ نہر کو پختہ کیا جانا جو کہ نیسپاک کی پہلی recommendation ہے اس کو چھوڑ کر صرف ڈرین کے لئے 2.5- ارب روپے رکھے گئے ہیں یہ سراسر کھانے پینے کا پروگرام ہے کیونکہ یہ ثابت ہو چکا ہے کہ 2004 میں ڈرین اور pumping کے ذریعے 400 کے قریب ٹیوب ویل پمپ لگائے گئے اور اربوں روپے سے یہ سکیم مکمل کر کے 2004 میں محکمے کے حوالے کی گئی لیکن پھر بھی یہ ناکام ہوئی۔

جناب سپیکر! اب سیکرٹری اریگیشن فرماتے ہیں کہ ہم خالی ڈرین سے ہی اس کی سیم زدگی دور کر دیں گے۔ یہ تُرا تماشا ہماری سمجھ سے باہر ہے اس لئے میری آپ سے، وزیر اعلیٰ اور چیف سیکرٹری سے درخواست ہے کہ لازمی طور پر پہلے اس کی کوئی میٹنگ کروائی جائے اور بیرونی consultants کو بلا کر ایسی consultancy حاصل کی جائے کہ کیسے اس کا تدارک کیا جا سکتا ہے۔

جناب سپیکر! میری ایگریکلچر کے حوالے سے عرض ہے اور ایگریکلچر کے حوالے سے وزیر زراعت نے گوہر افشانیاں فرمائی ہیں کہ اس کے لئے سبسڈی رکھی گئی ہے۔ یہ پروگرام تو زندہ رکھنے کے لئے ہے جب ہم بہت عرصہ پہلے پڑھتے تھے اور سٹوڈنٹس تھے تو ہم نے ایک فلم Benhur دیکھی، جس کسی نے دیکھی ہے یا نہیں دیکھی تو وہ فلم دیکھے اس میں قیدیوں سے کیپٹن جہاز چلواتا ہے اور ڈائیلاگ بولتا ہے کہ .we keep you alive to row well ہم تمھیں زندہ رکھے ہوئے ہیں تاکہ تم کشتی کو اچھی طرح سے چلاؤ۔ اس سبسڈی کا مطلب بھی یہی ہے ہمیں یعنی کاشتکار کو زندہ رکھنے کے لئے سبسڈی دی جاتی ہے، 70 فیصد کاشتکار جو کہ اس ملک کے لئے غلہ بھی اگاتے ہیں، غلہ اگا کر پیداوار تو بڑھا لو گے لیکن اس کی قیمتوں کا تعین کون کرے گا؟ ان کی فصلیں سڑکوں پر رُل جاتی ہیں۔

جناب سپیکر! آپ یہ دیکھیں کہ پچھلے سالوں میں کاشتکار کی کپاس 1800 سے 1900 روپے فی من میں فروخت ہوئی اور اس کو کھل کی بوری بھی اتنے کی خریدنا پڑی تو وہ پوچھتا ہے کہ میری کپاس کہاں گئی؟ اسی طرح چاول یا مونجی ہے وہ بھی 700 سے 900 روپے فی من فروخت ہوئی جبکہ چاول کی پھک 1200 روپے من میں فروخت ہوئی تو کاشتکار پوچھتا ہے کہ میرا چاول کہاں گیا اور وہی اس کو 4000 سے 5000 روپے فی من خریدنا پڑتا ہے۔ یہی گنّے کے کاشتکار کے ساتھ سلوک ہو رہا ہے اور شوگر ملز والے کاشتکار کے پیسے سے کاروبار کرتے ہیں۔

جناب سپیکر! میں اگلی بات irrigation worth کے حوالے سے کر رہا ہوں کہ یہ بھی ایک کمال ہے کہ LCC East کا ایک ٹیل ہیڈ بھاگٹ سب ڈویژن ٹوبہ ٹیک سنگھ میں ہے اور وہ سارا brackish zone ہے۔ بھاگٹ سب ڈویژن سے ایک khaki نہر نکلتی ہے اسے پختہ کیا گیا ہے۔ اس میں ڈیزائن کا کمال آپ دیکھیں کہ نہر کو بنا کر handover کیا گیا اور نہ ہی محکمہ آبپاشی نے اس کو takeover کیا۔ اس کا Bed ہی کھل کر پتا نہیں کہاں چلا گیا ہے اور موگوں کے اڑھائی، تین فٹ پانی نیچے بہہ رہا ہے لیکن موگوں کے اندر پانی نہیں چل رہا اس لئے میری آپ سے توقع ہے، یہ میرا ہی حلقہ ہے کہ اب یہ ضمنی گرانٹ تو منظور کی جانے والی ہے۔ اس کی distributary اور Bed کو ٹھیک کرنے کے لئے بھی کوئی گرانٹ رکھ دی جائے۔

جناب سپیکر! آخری بات جو میں کرنا چاہوں گا وہ pollution اور صاف پانی کے بارے میں ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ وزیراعلیٰ کا بڑا وژن ہے کہ کڑوے زون میں جہاں pollution بہت زیادہ ہے صاف پانی کے لئے پلانٹ لگائے جا رہے ہیں لیکن میرا سوال یہ ہے کہ کیا یہ صاف پانی بیماریوں سے بچا لے گا۔ یہ جو جگر، گردوں کی بیماریاں ہیں ان کے لئے یہ بہت ضروری ہے کہ لازمی طور پر ایسی کوئی اتھارٹی بنائی جائے جو اس بات کی ریسرچ کرے کہ یہ بیماریاں کیوں پھیل رہی ہیں؟ اس کے لئے میں آپ کی وساطت سے یہ گزارش کرتا ہوں اور آپ کی توجہ بھی چاہتا ہوں، وزیراعلیٰ، چیف سیکرٹری، محکمہ پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ تک میرا یہ پیغام جانا چاہئے کہ محکمہ تحفظ ماحول تو ہم نے ایک سفید ہاتھی باندھا ہوا ہے۔ ہماری اپوزیشن کو تو صرف "قینچی، قینچی" نظر آئی ہے تحفظ ماحول کا محکمہ تو نظر ہی نہیں آیا۔ ہمارے تین دریا جو کہ فروخت کر دیئے گئے ہیں، ایک جنرل نے فروخت کر دیئے، دوسرے جنرل نے ہمارے ڈیم کو freeze کر دیا، تیسرے جنرل نے انڈیا کو کھلی چھٹی دے دی کہ آپ اپنے جتنے مرضی ڈیم بناتے جاؤ۔ اب یہ تین دریا یعنی ستلج، راوی، بیاس گندے پانی کے نالے بنے ہوئے ہیں۔ لاہور کا گندا پانی وہاں پر جاتا ہے، اس سے فصلیں کاشت ہوتی ہیں، سبزیاں کاشت ہوتی ہیں اور میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا یہ جلد، گردوں کی بیماریوں کا سبب نہیں ہے؟ اسی طرح سے یہ pollution چاہے زمینی پانی میں ہے، چاہے surface water میں ہے یا تحفظ ماحول میں ہے۔

جناب سپیکر! اس کے علاوہ بھٹے، کارخانوں کی چمنیاں، کارخانوں کا گندا پانی ہے، اس کو بھی treat نہیں کیا جاتا اور وہ گندا پانی بھی ان دریاؤں نالوں میں جاتا ہے۔ اس پانی سے چارہ کاشت ہوتا ہے، سبزیاں کاشت ہوتی ہیں اور ہم لوگ انہیں استعمال کرتے ہیں۔

جناب سپیکر! میں تو خود اس کا victim ہوں، میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ میرے لئے مہربانی فرمارہے ہیں۔ابھی recently مرغی خانوں کے جو نئے شیڈ بنے ہیں controlled shed بنے ہیں، ان کے رُخ سڑکوں اور آبادیوں کی طرف ہیں۔اس کی وجہ سے ہوا میں pollution آرہی ہے اس سے بھی جلد کی بیماریاں، سانس کی بیماریاں پیدا ہورہی ہیں۔ میں یہ تصور کرتا ہوں کہ pollution کے بغیر تحفظ ماحول کا محکمہ جو کہ سفید ہاتھی ہم نے باندھا ہوا ہے یہ کمیشن پر جی رہا ہے ۔ یہ صاف پانی اور treatment plant کیوں نہیں لگواتا؟

جناب سپیکر: بڑی مہربانی۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! آخری بات کرتے ہوئے میں اپنی بات کو ختم کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: آپ تیسری دفعہ آخری بات کر رہے ہیں۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! اب میں آخری بات کر رہا ہوں۔ میں خود سانس کی بیماری کا victim ہوں، مجھے یہ بھی پتا ہے کہ آپ میرے لئے بہت کچھ کر رہے ہیں، میں محکمہ تحفظ ماحول سے ایک بند شیشوں والی گاڑی claim کرنے والا ہوں کیونکہ میرے پاس تو بند شیشوں والی گاڑی نہیں ہے ، کھلے شیشوں والی گاڑی میں چلتا ہوں، سانس کی بیماری ہے، ٹیومر ہے، کینسر ہونے کا خطرہ ہے۔۔۔

جناب سپیکر: اللہ خیر کرے گا۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! میں بند شیشوں والی گاڑی اور بیرون ملک علاج کا claim کرنے والا ہوں۔ وزیر خزانہ سے claim تو نہیں کروں گا، وزیر اعلیٰ سے بھی گزارش کروں گا کہ تحفظ ماحول جب تک ٹھیک نہیں ہوتی۔۔۔

جناب سپیکر: بڑی مہربانی، بہت شکریہ

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! آکسیجن کے سلنڈر مہیا کئے جائیں۔

جناب سپیکر: بڑی مہربانی۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! آپ جب اپوزیشن کی طرف دیکھتے ہیں تو مونچھوں کو تاؤ دے رہے ہوتے ہیں، ہمارے لوگ سہم جاتے ہیں اپوزیشن کی طرف آپ مسکرا کر دیکھا کریں۔ (قہقہہ)

جناب سپیکر: نہیں، نہیں کوئی ایسی بات نہیں ہے۔ میرے لئے کوئی اپوزیشن ہے نہ کوئی گورنمنٹ ہے دونوں برابر ہیں۔آپ کی مہربانی۔ میاں محمد اسلم اقبال!

میاں محمد اسلم اقبال: شکریہ۔ جناب سپیکر!

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمO

بسم اللہ الرحمٰن الرحیمO

ایاک نعبدو و ایاک نستعین O

الھم صل علیٰ سیدنا محمد والہ و عترتہ بعدد کل معلوم لک استغفر اللہ

تمام تر تعریفیں اس رب کائنات کے لئے جو سب جہانوں کا پالنے والا ہے۔ درود پاک اس نبی پاک کے لئے جن کی خاطر یہ جہاں بنایا گیا۔ بے شک۔

جناب سپیکر! بہت شکریہ۔ آپ نے مجھے موقع فراہم کیا کہ میں ضمنی بجٹ16-2015 پر اپوزیشن کی طرف سے بات کر سکوں۔ ہمارے ذہن میں جو کچھ سوالات ہیں وہ حکومتی بنچوں کے سامنے رکھ سکیں تاکہ وہ اس کا جواب دے سکیں۔ گزارش یہ ہے کہ یہ ضمنی بجٹ جو پچھلے کئی سالوں سے پیش کیا جا رہا ہے اور یہ ایک بڑی تجربہ کار حکومت ہے، کہتے ہیں ہمیں بہت تجربہ ہے، ہمیں بھی پتا ہے کہ انہیں تجربہ کس کس مد میں حاصل ہے اور کہاں کہاں پر ان کا تجربہ روزانہ کی بنیاد پر استعمال ہوتا ہے، ان کا تجربہ کس طرح سے عوام کے لئے مفید اور کس طرح سے مفید نہیں ہے۔ پچھلے پچیس سالوں سے کس طرح سے غریب عوام کا یہ اپنے تجربہ کی بنیاد پر خون چوس رہے ہیں، وہ سب کے سامنے ہے۔ جو ضمنی بجٹ ہوتا ہے وہ میں سمجھتا ہوں کہ unprofessional approach ہوتی ہے۔ کیا آپ کو اتنا پتا نہیں ہے کہ آپ نے جو سالانہ بجٹ allocate کیا ہے، جو آپ نے ہاؤس سے منظور کروایا ہے، اس کے اندر کون سی چیزیں آپ کو چاہئیں تھیں اور کون سی چیزیں نہیں چاہئیں تھیں۔ ایڈہاک ازم پر آپ پلاننگ کرتے ہیں، آپ کو پتا نہیں ہوتا، آپ ایک ایسی مد سے پیسے withdraw کر لیتے ہیں جہاں پر پیسے کی اشد ضرورت ہوتی ہے جس کا اپوزیشن رونا رو رہی ہوتی ہے۔ تعلیم کے اوپر پیسے خرچ کئے جائیں، صحت پر پیسے خرچ کئے جائیں لیکن بد قسمتی سے وہاں سے پیسے withdraw کر لئے جاتے ہیں اور جہاں پر کمیشن مافیا بیٹھا ہوا ہے آپ پیسے اس مد میں ڈال دیتے ہیں تاکہ وہاں پر پراجیکٹس بنیں۔ اورنج لائن ٹرین بنے، میٹرو بس بنے، پل بنیں، انڈر پاسز بنیں، سڑکیں بنیں، آپ کو اس کی کوئی پروا نہیں ہے، آپ وہاں سے پیسے withdraw کر لیتے ہیں۔ اس کی مثال جو کچھ آپ نے یہاں پر کیا ہوا ہے وہ میں ضرور دوں گا۔

جناب سپیکر! ایک اور بات جو میں یہاں پر کہنا چاہ رہا تھا، مختلف مدات کے اندر جو پیسے استعمال کئے گئے، خاص طور پر جب ضمنی الیکشن آتے ہیں ان الیکشنوں کے دوران حکومت کے خزانے عوام کے لئے کھول دیئے جاتے ہیں، ٹھیکیداروں کے لئے کھول دیئے جاتے ہیں۔ میرے حلقہ میں این اے۔122 کا جب ضمنی الیکشن ہوا، اس الیکشن کے دوران جو پیسے خرچ کئے گئے اور اس کی زندہ مثال اس ضمنی بجٹ کے اندر موجود ہے کہ کس طرح سے آپ نے اللے تللے اخراجات کئے ہیں۔ ابھی میں یہاں پر ایک چھوٹی سی مثال آپ کی خدمت میں پیش کر رہا ہوں۔ اس میں ایک ٹیوب ویل کا ذکر کیا گیا ہے، اچھرہ میں ایک گنج بخش روڈ ہے یہ ٹیوب ویل وہاں پر لگایا گیا ہے۔ میں تو یہ دیکھ کر پریشان ہو گیا ہوں کیونکہ وہاں پر تو ٹیوب ویل نام کی کوئی چیز نہیں ہے، وہاں پر تو کوئی جگہ ہی نہیں ہے کہ جہاں پر ٹیوب ویل لگایا جا سکے۔ میں آپ کو صفحہ نمبر بھی بتا دیتا ہوں بے شک آپ اسے لکھ لیں تاکہ آپ کو سوال کا جواب دیتے ہوئے آسانی پیدا ہو جائے۔ صفحہ نمبر 87 ضمنی بجٹ 16-2015 اس کا پوائنٹ نمبر 72 ہے۔ جس کے اوپر لکھا ہوا ہے کہ:

Two Cusec Feet Tubewell at Ganj Baksh Road District Lahore Ichra.

جناب سپیکر! مجھے تو وہاں پر کوئی ٹیوب ویل نظر نہیں آیا، میں تو وہاں پر رہتا ہوں اور مجھے پتا ہے کہ وہاں پر ٹیوب ویل نام کی کوئی چیز نہیں ہے۔ آپ پیسے کے ساتھ "کھلواڑ" تو کر ہی رہے ہیں تو کم از کم یہاں پر Head تو ٹھیک لکھ دیں تاکہ ہمیں پتا تو چل جائے۔ اب یہ اگر بجٹ کی کاپی وہ متعلقہ لوگ پڑھیں گے تو کیا کہیں گے کہ ہمارا ٹیوب ویل کدھر چلا گیا ہے، آسمان پر لگا ہے یا زمین کی کسی تہہ کے اندر آپ نے لگا دیا ہے تاکہ انہیں پتا ہونا چاہئے کہ اس طرح کی بے شمار چیزیں۔

جناب سپیکر! میں نے اپنے حلقے کے حوالے سے دیکھی ہیں جن میں صفحہ نمبر 85 سے لے کر 91 تک آپ نے اس حلقے کے اندر ٹیوب ویل، سیوریج، واٹر سپلائی کا کام کروایا ہے۔ میڈم منسٹر صاحبہ سے صرف ایک request ہے کہ مہربانی کر کے ذرا کسی third party سے ان کا آڈٹ کروا دیں، "ورنہ انہاں ونڈے ریوڑیاں بھوں چوں اپنیاں وچ" پتا چلے کہ کسی اپنے ہی واسا کے بندے کو انکوائری دے دی ہے اور مجھاں مجھاں دیاں بھیناں ہوندیاں نیں پتا چلے کہ اہنے اہدا آڈٹ کیتا اے اور اس نے clear کر دتا اے۔ ذرا یہ کروا کر بتائیں تاکہ ہمیں پتا چلے کہ عوام کا پیسا کہاں پر استعمال ہوا ہے۔

جناب سپیکر!اس صفحہ پر تین طرح کے ضمنی بجٹ دیکھنے میں آ رہے ہیں،اس کے انڈیکس میںsupplementary demandکی مد میں ہے،اس کے بعدtoken supplementary demandہے پھرsupplementary demand chargedہے یعنی دوvotedہیں اور ایک chargedہے۔آپvotedکے اندر دیکھیں کہ جہاں جہاں پر بجٹ چاہئے تھا جہاں جہاں پر انہوں نے ضمنی بجٹ استعمال کرنا تھا جیسے میں نے بات کی ہے کہ وہ پلوں پر استعمال ہونا ہے،شوگر پر استعمال ہونا ہے،ڈویلپمنٹ پر استعمال ہونا ہے،roads and bridgesپر استعمال ہونا ہے۔

جناب سپیکر!میں مختصراً عرض کروں گا کہstate trading in food grains and sugarکے لئے17۔ارب46کروڑ روپے ہے چونکہ شوگر مافیا حکومت میں بیٹھی ہوئی ہے۔ ڈویلپمنٹ پر67بلین46کروڑ روپے خرچ کیا،پھرroads and bridgesپر6۔ارب41کروڑ روپیہ خرچ کیا،پھر انہوں نےMunicipal Autonomous Bodiesکے لئے4۔ارب روپے سے زیادہ قرضہ دیا ہے۔

جناب سپیکر!میں نے پہلے بھی کہا تھا کہ آڈیٹر جنرل بار بار اپنی رپورٹس لا کر ہاؤس سے کہہ رہا ہے کہ آپ کے ڈیپارٹمنٹس کاsupervisory role weaknessہے اسے بہتر کریں۔تو آپ میونسپل کمیٹیز،autonomous bodiesکو جو پیسے دے رہے ہیں آپ مہربانی کر کے ان کا آڈٹ کروادیں،اب آپ کہیں گے کہ آڈٹ ہوتا ہے۔میونسپل کمیٹیز کا تو آڈٹ ہو ہی نہیں رہا بلکہ عرصہ دراز سے نہیں ہو رہا۔اگر آپ مہربانی کر کے آڈٹ کے آرڈر کر دیں گے تو اس سے ایکtransparency سامنے آئے گی،شفافیت آئے گی اور وزیر اعلیٰ جو گڈ گورننس کا نعرے لگاتے ہیں وہ لوگوں کے سامنے آئے گا اورthird partyکے ذریعےproveہوگا کہ یہ گڈ گورننس کہاں تک اچھی ہے؟پھر اس کے بعد یہ دیکھیں کہ جہاں سے پیسےwithdrawکئے گئے یعنی پہلے آپ نے جو بجٹ منظور کروایا پھر وہاں سے پیسےwithdrawکئے۔جیسے پہلا صفحہ ڈویلپمنٹ کا ہے میں نے اس میں پڑھا کہbridgesکو، underpasses،اور رنج لائن ٹرین کو پیسے دے دیئے۔۔۔

جناب محمد شعیب صدیقی:جناب سپیکر!یہاں پر وزیر خزانہ ہیں اور نہ ہی پارلیمانی سیکرٹری توpoints کونnoteکر رہا ہے؟

میاں محمد اسلم اقبال:جناب سپیکر!انہیں پتا ہی ہے۔جناب یہ کون لکھے گا؟

جناب محمد شعیب صدیقی: جناب سپیکر! میاں صاحب حلقے کی بات کر رہے ہیں لیکن یہاں کون لکھے گا؟

جناب سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری برائے خزانہ بابر صاحب! اگر آپ میری آواز سن رہے ہیں تو جلدی آ جائیں۔ مواصلات و تعمیرات کے منسٹر صاحب point note کریں۔ جی، فرمائیں!

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! اگر آپ اجازت دیں تو جب وہ تشریف لے آئیں پھر بات کر لی جائے اس لئے دو منٹ انتظار کر لیں۔

جناب سپیکر: آپ کے points تو note کر رہے ہیں ویسے آپ کی مرضی ہے۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! میں نے انہیں note کروا کر کیا کرنا ہے؟ جنہوں نے بجٹ پیش کیا ہے بتانا تو ان کو ہے۔

جناب سپیکر: ان کا محکمہ بھی ہے۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! میرے سوال تو ان سے ہیں جنہوں نے جواب دینا ہے۔ اگر تو انہوں نے جواب دینا ہے تو میں ابھی ضمنی بجٹ پر اپنی تقریر مکمل کر لیتا ہوں لیکن اگر انہوں نے آ کر ایک رٹا رٹایا اور پڑھا پڑھایا جواب دینا ہے تو پھر اس لحاظ سے کر لیتے ہیں۔

معزز ممبران: جناب سپیکر! آپ بھی تو رٹا لگا کر آتے ہیں۔

رپورٹیں

(میعاد میں توسیع)

جناب سپیکر: میاں ممتاز احمد مہاروی مجلس قائمہ برائے کالونیز کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع لینا چاہتے ہیں۔ میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ توسیع کی تحریک پیش کریں۔

نشان زدہ سوالات نمبر 3254، 3529، 3690، 4400، 6778 اور 6950 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے کالونیز کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع

میاں ممتاز احمد مہاروی: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

Starred Questions No. 3529, 3690, 4400 and 6778 asked by Mr Amjad Ali Javaid MPA (PP-86);

Starred Question No. 3254 asked by Ch. Iftikhar Hussain Chhachhar MPA (PP-188);
Starred Question No. 6950 asked by Mr Abu Hafs Muhammad Ghiyas-ud-Din MPA (PP-133)

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے کالونیز کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں دو ماہ کی توسیع کر دی جائے۔

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

Starred Questions No. 3529, 3690, 4400 and 6778 asked by Amjad Ali Javaid MPA (PP-86);
Starred Question No. 3254 asked by Ch. Iftikhar Hussain Chhachhar MPA (PP-188);
Starred Question No. 6950 asked by Mr. Abu Hafs Muhammad Ghiyas-ud-Din MPA (PP-133)

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے کالونیز کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں دو ماہ کی توسیع کر دی جائے۔

یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور اب سوال یہ ہے کہ:

Starred Questions No. 3529, 3690, 4400 and 6778 asked by Amjad Ali Javaid MPA (PP-86);
Starred Question No. 3254 asked by Ch. Iftikhar Hussain Chhachhar MPA (PP-188);
Starred Question No. 6950 asked by Mr. Abu Hafs Muhammad Ghiyas-ud-Din MPA (PP-133)

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے کالونیز کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں دو ماہ کی توسیع کر دی جائے۔

(تحریک منظور ہوئی)

جناب سپیکر: میاں ممتاز احمد مہاروی مجلس قائمہ برائے مواصلات و تعمیرات کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع لینا چاہتے ہیں۔ میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ توسیع کی تحریک پیش کریں۔

نشان زدہ سوال نمبر 3527 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے مواصلات و تعمیرات کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع

میاں ممتاز احمد مہاروی: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

Starred Question No. 3527/2016 asked by Mr Amjad Ali Javaid MPA (PP-86)

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے مواصلات و تعمیرات کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں دو ماہ کی توسیع کر دی جائے۔

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

Starred Question No. 3527/2016 asked by Mr Amjad Ali Javaid MPA (PP-86)

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے مواصلات و تعمیرات کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں دو ماہ کی توسیع کر دی جائے۔

یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور اب سوال یہ ہے کہ:

Starred Question No. 3527/2016 asked by Mr Amjad Ali Javaid MPA (PP-86)

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے مواصلات و تعمیرات کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں دو ماہ کی توسیع کر دی جائے۔

(تحریک منظور ہوئی)

(اس مرحلہ پر پارلیمانی سیکرٹری برائے خزانہ رانا بابر حسین ایوان میں تشریف لائے)

جناب سپیکر: میں آپ پر افسوس ہی کر سکتا ہوں اس سے زیادہ آپ کو کیا کہا جائے۔ آپ اپنی سیٹ پر چلے جائیں۔ جی، میاں صاحب! Carry on.

بحث

ضمنی بجٹ برائے سال16-2015 پر عام بحث

(---جاری)

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! شکریہ۔ میں عرض کر رہا تھا کہ انہوں نے ضمنی demand کے ذریعے ایک کھرب 46۔ارب روپے کا بجٹ منظوری کے لئے ایوان میں رکھا ہے، یہ 146۔ارب روپیہ ہے آپ ان کی misplanning چیک کر لیں کہ کس طرح سے ہر سال بجٹ ضمنی کی شکل میں لا کر استعمال کرتے ہیں۔

جناب سپیکر! دوسرا part جسے میں explain کر رہا تھا وہ یہ تھا کہ جن مدات سے یہ پیسے کھینچ کر اپنے ڈویلپمنٹ کے بجٹ کو دے رہے ہیں وہ محکمے سن لیں۔ ان محکموں میں پولیس، ایجوکیشن، ہیلتھ سروسز، پبلک ہیلتھ اور ہاؤسنگ اینڈ فزیکل پلاننگ ڈیپارٹمنٹ ہیں۔ اب مجھے یہ بتائیں کہ اس صوبے کے اندر جو لاء اینڈ آرڈر کی situation ہے جہاں پر آپ سے چھوٹو گینگ سنبھالا نہیں جاتا اس محکمے سے بھی پیسے نکال کر underpasses پر لگا رہے ہیں تو آپ اس صوبے کا نظام کس طرح سے چلائیں گے؟ ویسے تو حکومت کے اندر جو لوگ چھوٹو گینگ کی شکل میں بیٹھے ہوئے ہیں ان کو ختم کرنے کی ضرورت ہے تاکہ وہ چھوٹو گینگ ختم ہو۔ اس چھوٹو گینگ کی وجہ سے ہی صوبے کی یہ حالت ہوئی ہے اسے ختم کرنے کی ضرورت ہے۔

جناب سپیکر! آئین کا آرٹیکل (A)25 کہتا ہے کہ پانچ سال سے لے کر سولہ تک کے بچے کی ایجوکیشن کی ذمہ داری حکومت کی ہے، سٹیٹ کی ہے، ریاست کی ہے اور ماں کی ہے۔ کیا یہ ماں کا role ہے کہ آپ نے ماں کے پیسے بھی چھین کر underpasses اور شوگر مافیا کو دے دیئے ہیں؟ یہ میں نہیں کہہ رہا بلکہ آپ کے بجٹ کے اندر لکھا ہوا ہے۔ نہ لکھا کریں اس کی کوئی اور heading بنوا لیں۔ بیوروکریسی سے پوچھیں تاکہ وہ کوئی اس طرح کا لفظ نکالے تاکہ ہمیں پتا ہی نہ چلے، ساڈی اکھاں وچ مرچاں پاؤتے اس توں بعد بجٹ دے دیو۔

جناب سپیکر! اب میں ہیلتھ کے بارے میں بات کروں گا کہ پچھلے بجٹ میں اور اس بجٹ کے اندر حکومتی اور حزب اختلاف کے ممبران کی طرف سے ایک بات کی گئی کہ ہمارے ڈی ایچ کیو، ٹی ایچ کیو اور بڑے ہسپتالوں کے اندر ہیلتھ کی تمام سہولتیں میسر نہیں ہیں۔ یہاں پر اگر ایک وینٹی لیٹر کی ضرورت پڑتی ہے تو وہ بھی میسر نہیں۔ آپ جنرل ہسپتال چلے جائیں جس کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ

یہ ایک بہت بڑا ہسپتال ہے۔ خدا نخواستہ اگر کسی جوان بچے یا otherwise کسی کا ایکسیڈنٹ ہو جائے تو جنرل ہسپتال میں وینٹی لیٹر میسر نہیں ہوتا۔ آپ ہیلتھ کی مد سے پیسے نکال کر اورنج لائن ٹرین یا پلوں پر لگا رہے ہیں۔ کوئی خوف خُدا کر لیں۔ آپ نے کہیں پر جواب بھی دینا ہے۔ چلیں اس اسمبلی کو جواب نہیں دینا کیونکہ آپ بادشاہ لوگ ہیں۔ ہم اور ساری عوام آپ کی رعایا ہے۔ بادشاہ سلامت کی جس کام کی طرف انگلی اُٹھے گی وہی ہوگا کیونکہ وہ بادشاہ سلامت ہیں اور بادشاہ سلامت کے اپنے فیصلے ہوتے ہیں۔

جناب سپیکر: میاں صاحب! یہاں جمہوریت ہے بادشاہت نہیں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! اگر جمہوریت ہوتی تو ضمنی بجٹ نہ آتا، جمہوریت ہوتی تو پھر بجٹ کی shape اور ہوتی اور جمہوریت ہوتی تو لوگ بُھوک سے نہ مر رہے ہوتے۔۔۔

MR SPEAKER: Be relevant.

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! جمہوریت ہوتی تو لوگوں کو علاج کی سہولتیں مل رہی ہوتیں۔ اس حکومت نے آشیانہ ہاؤسنگ سکیم شروع کی اور بعد میں اس سکیم کے پیسے نکال کر میٹرو بس اور اورنج لائن ٹرین کے منصوبوں پر خرچ کر دیئے۔ آشیانہ ہاؤسنگ سکیم کے تحت اب تک کتنے گھر بنائے گئے ہیں اور کتنے لوگوں کو دیئے ہیں؟ ہمارے وزیر اعلیٰ کے اندر ایک دَم لہر اُٹھتی ہے۔ کبھی بھٹہ مزدوروں کے پیچھے ہوتے ہیں تو سارے اخبارات کے اندر اور ٹیلیویژن پر اس حوالے سے اشتہارات چل رہے ہوتے ہیں۔ ایک دَم ان کے ذہن میں آتا ہے کہ اب آشیانہ ہاؤسنگ سکیم کے اندر جانا ہے تو ان کا ہیلی کاپٹر بھی وہیں پر جا کر اُترتا ہے اور ہر کام وہیں پر ہو رہا ہوتا ہے، پھر اچانک وہ پراجیکٹ بجٹ کی کتابوں سے غائب ہو جاتا ہے اس لئے کہ وہ ناکام گیا ہے، پھر ایک دَم ان کو یاد آتا ہے کہ نندی پور پراجیکٹ کو دیکھنا ہے تو نندی پور کی طرف جانا شروع کر دیتے ہیں اور بعد میں پتا چلتا ہے کہ وہ بھی ناکام ہو گیا، پھر ایک دَم قائداعظم سولر پارک کی طرف جانا شروع کر دیتے ہیں اور معلوم ہوا کہ وہ پراجیکٹ بھی ناکام ہو گیا۔

جناب سپیکر! اس کے بعد ساہیوال میں کول پاور پراجیکٹ کی طرف بار بار جاتے ہیں وہاں پر اپنے من پسند اور چہیتے آدمی کو سولہ لاکھ روپے ماہانہ کی تنخواہ پر رکھ لیتے ہیں اور ساتھ ہی اس کو VTI گاڑی بھی دے دی جاتی ہے۔ صوبائی سیکرٹری کی تنخواہ ڈیڑھ لاکھ روپے نہیں اور آپ نے اس پراجیکٹ کے لئے 16 لاکھ روپے ماہانہ تنخواہ پر آدمی کو بھرتی کر لیا ہے۔ آپ تنخواہ تو 16 لاکھ روپے دے رہے ہیں لیکن اس کی out put کیا ہے؟ out put یہ ہے کہ "ان کا یہ چہیتا ہے" اس لئے کہ وہ حکومت کی تمام کرپشن کو defend کرتا ہے۔ آپ چھوٹے گریڈ کے بندے کو بڑے گریڈ کے عہدے پر لگا دیتے

ہیں، جس نے پندرہ بیس سال بعد جاکر اس سیٹ کو دیکھنا تھا آپ اسے تعینات کر دیتے ہیں تاکہ وہ خود perks and privileges سے فائدہ اُٹھا سکے اور آپ کو protect کرتا رہے۔کیا یہ آپ کی گڈ گورننس ہے اور کیا یہی آپ کا merit ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے خزانہ (رانا بابر حسین): خیبر پختونخوا کی حکومت نے جو 30 کروڑ روپے طالبان کو دیئے ہیں پہلے ان کا حساب تو دیں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! آپ کے جو سیاسی باپ تھے اور جن کی گود میں بیٹھ کر آپ پلے تھے یعنی جنرل ضیاء الحق یہ انہی کا مدرسہ ہے۔ پہلے آپ اپنے گریبان میں بٹن کھول کر دیکھیں۔ ہم تو جنرل مشرف کو مان رہے ہیں لیکن آپ تو مانتے بھی نہیں۔ جب جنرل ضیاء الحق کا نام آتا ہے تو آپ اندر چُھپ جاتے ہیں۔ میں تو اعلان کرتا ہوں کہ جب جنرل مشرف برسر اقتدار تھے تو میں کابینہ میں تھا۔

MR SPEAKER: No, cross talk please.

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! پنجاب کی موجودہ کابینہ میں 75 فیصد وہ لوگ ہیں جو کہ جنرل مشرف کی کابینہ میں بھی شامل تھے۔ محترمہ وزیر خزانہ کی طرف سے کل بجٹ کے حوالے سے ایک بات کی گئی کہ ہم نے چیمبرز آف کامرس کے visit کئے، ہم چیمبرز آف کامرس کے لوگوں کے ساتھ بیٹھے اور بجٹ بناتے ہوئے ان کی تجاویز کو مدنظر رکھا۔ آپ بجٹ کی تیاری کے لئے دو فیصد اشرافیہ کے پاس جا کر مشورے کرتے ہیں۔ کیا آپ کے معاشی ماہرین نے کبھی کسی مزدور کے ساتھ مشاورت کی ہے کہ جس کو دو وقت کی روٹی میسر نہیں ہے؟ آپ چیمبر آف کامرس کے ٹھنڈے کمرے میں بیٹھ کر بجٹ کے حوالے سے مشاورت کرتے ہیں۔ کیا چیمبر آف کامرس مزدور کی بہتری کے لئے تجاویز دے گا، کیا ہسپتالوں میں جاکر اور وہاں پر داخل مریضوں کے ساتھ مشاورت کے بعد ہیلتھ کا بجٹ بنایا گیا ہے، کیا بجٹ بناتے ہوئے ان لوگوں سے پوچھا گیا ہے کہ جن کے بچے سکول نہیں جاتے، جس ملازم یا مزدور کی تنخواہ دس یا بارہ ہزار روپے ہے کیا آپ نے اس سے پوچھا ہے کہ وہ اپنے گھر کا خرچہ کیسے چلا رہا ہے؟

جناب سپیکر! محترمہ وزیر خزانہ کی طرف سے یہاں ہمیں بتایا جا رہا ہے کہ ہم نے بجٹ کی تیاری کے سلسلے میں چیمبر آف کامرس میں جا کر ہاتھ ہلا ہلا کر بات کی اور مشاورت کی ہے۔ انھیں یہ سوچنا چاہئے کہ غریب آدمی کیوں بُھوک سے مر رہے ہیں اور مائیں کیوں خودکشیاں کر رہی ہیں، کیا بجٹ بنانے سے پہلے آپ نے کسی مزدور اور ریڑھی والے سے مشورہ کیا، جو مائیں اپنے بچوں کو دودھ پلائے بغیر، روٹی کھلائے بغیر صرف تسلی دے کر سُلا دیتی ہیں کیا آپ نے ان ماؤں سے مشاورت کی، جن لوگوں

نے روٹی کے بغیر روزے رکھے ہیں، جنہوں نے کپڑوں کے بغیر عید منائی ہے کیا آپ ان کے ساتھ بیٹھے ہیں؟ آپ کو صرف انڈر پاس، فلائی اوور اور اورنج لائن ٹرین کی فکر ہے۔ آپ کو ان پراجیکٹس کی فکر ہے کہ جہاں سے کمیشن آتی ہے۔ آپ گڈ گورننس کی بات کرتے ہیں۔ کیا یہ گڈ گورننس ہے کہ ایک بارش کی وجہ سے پورا شہر پانی کے اندر ڈوب گیا ہے؟ آپ میرے علاقے کے اندر جائیں وہاں پر اربوں روپے خرچ کئے گئے ہیں لیکن اس کے باوجود ہر جگہ پانی کھڑا ہے، کشتیاں لے کر جانا پڑ رہا ہے۔ اس علاقے میں سیوریج کا پانی گلیوں میں کھڑا ہے اور لوگ مساجد میں نہیں جا سکتے۔ لوگوں کے لئے پینے کا پانی میسر نہیں۔ میں کہتا ہوں کہ اس علاقے میں جو پیسے خرچ کئے گئے ہیں اس کا آڈٹ کروائیں تاکہ معلوم ہو سکے کہ پیسے کہاں لگے ہیں؟ یہ عوام کے خون پسینے کی کمائی کے پیسے ہیں جو کہ حکومت کو ٹیکسوں کی صورت میں ملتے ہیں۔ آپ نے indirect tax کی مد میں غریب آدمی کی کھال ہی اُتار دی ہے۔ آپ نے غریب آدمی کو ایسے ننگا کر دیا ہے جس طرح مرغ کو روسٹ کرنے کے لئے کھال اُتار کر لٹکا دیا جاتا ہے۔

جناب سپیکر: میاں صاحب! ضمنی بجٹ پر بات کریں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! میں ضمنی بجٹ پر ہی بات کر رہا ہوں۔ جب میں اس ضمنی بجٹ کی کتاب کو پڑھ رہا تھا تو مجھے دیکھ کر انتہائی افسوس ہوا۔ موجودہ حکمران ایک huge رقم block allocation میں رکھ لیتے ہیں اس کے بعد بھی ان کا من نہیں بھرتا۔ Block allocation کا مطلب ہے کہ من پسند projects پر رقوم خرچ کرنی ہیں یعنی جہاں بادشاہ سلامت کا دل کرے گا ادھر وہ رقم خرچ کر لیں گے اسے block allocation کہتے ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے خزانہ (رانا بابر حسین): جناب سپیکر! ہمارے وزیر اعلیٰ بادشاہ نہیں بلکہ خادم اعلیٰ ہیں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! بالکل خادم اعلیٰ ایل ڈی اے، خادم اعلیٰ اورنج لائن ٹرین، خادم اعلیٰ میٹرو بس۔۔۔

جناب سپیکر: میاں صاحب! relevant رہیں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! بہتر ہے۔ کم از کم ضمنی بجٹ پیش کرنے سے پہلے یہ ضرور دیکھ لیا جائے کہ آپ نے اپنی unprofessional approach کے ساتھ پہلے غلط بجٹ بنایا تھا اور بجٹ کے

حوالے سے لوگوں کو غلط figures دیئے تھے۔ بجٹ پیش کرنے کے بعد آپ ان تمام مدات سے بھی پیسے withdraw کر لیتے ہیں کہ جہاں پر عوام کو بہت ضرورت ہوتی ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ بہت بڑا ظلم ہے۔ ان کا دعویٰ ہے کہ ہمارے پاس بہت اچھے ماہرین معاشیات ہیں لیکن اس کے باوجود ہر سال ضمنی بجٹ پیش کر دیا جاتا ہے۔ بہت شکریہ

جناب سپیکر: شکریہ۔ محترمہ جوئیس روفن جولیس۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ جناب کانجی رام۔۔۔ موجود نہیں ہیں تو اب ان دونوں کو ضمنی بجٹ پر تقریر کرنے کا موقع نہیں ملے گا، انہیں بتا دینا۔ جناب شہزاد منشی! آپ نے ضمنی بجٹ پر بحث کرنی ہے اور اگر آپ اِدھر اُدھر کی ہانکیں گے تو میں آپ کا mic بند کر دوں گا۔

جناب شہزاد منشی: جناب سپیکر! بڑی مہربانی۔ میں سب سے پہلے تو حکومت پنجاب اور خاص طور پر میاں محمد شہباز شریف اور وزیر خزانہ جو پہلے صاحب تھے اور اب صاحبہ ہیں اُن کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں کہ جب سے ہمارا یہ tenure چل رہا ہے تب سے ہر سال بجٹ میں minority package رکھا جاتا رہا ہے۔ میں اگر 14-2013 کے بجٹ کی بات کروں تو اُس میں minorities کے لئے 20 کروڑ روپیہ رکھا گیا تھا اور اُس میں سے تقریباً 7 کروڑ روپیہ minorities کو دیا گیا۔

جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ میاں محمد شہباز شریف minorities کے ساتھ محبت تو کرتے ہیں اور اُن کے لئے بجٹ بھی مختص کراتے ہیں لیکن پی اینڈ ڈی اور ہمارا نہایت ہی اہم محکمہ انسانی حقوق و اقلیتی امور جس نے پچھلے تین سالوں میں minorities کے حقوق کے لئے بہت ہی اہم کردار ادا کیا اس کی مثال کہیں ملتی ہی نہیں ہے۔

جناب سپیکر! 15-2014 کے بجٹ میں 50 کروڑ روپیہ کا اعلان کیا گیا جس میں سے ہمیں تقریباً 7 کروڑ روپیہ ہی ملا اور باقی بجٹ پتا نہیں کہاں استعمال ہوا؟ 16-2015 میں وزیر خزانہ ڈاکٹر عائشہ غوث پاشا نے minorities کے لئے ایک ارب روپے کا اعلان کیا تو ہمارے minorities کے ممبران کو اڑھائی اڑھائی کروڑ روپیہ بجٹ دیا گیا ہے جن میں تین خواتین بھی ممبران ہیں تو اس طرح ہمیں ایک ارب روپیہ میں سے 25 کروڑ روپیہ ملا ہے اور ہمیں نہیں پتا باقی رقم کہاں استعمال ہوئی؟ اس بجٹ میں ایک ارب اور 60 کروڑ روپیہ minorities کے لئے مختص کیا گیا ہے تو یہاں پر محترمہ وزیر خزانہ بیٹھی ہیں تو میں اُن سے التجاء کروں گا کہ minorities کے جو ممبران ہیں وہ صرف لاہور سے نہیں ہیں بلکہ یہ پنجاب کے 36 اضلاع میں approach کرتے ہیں اگر یہ فنڈ اُن کو دے دیا

جائے تو میں سمجھتا ہوں کہ پورے پنجاب میں غیر مسلموں کی جو آبادیاں ہیں اُن میں کافی حد تک ڈویلپمنٹ کے کام ہو سکتے ہیں۔

جناب سپیکر! میں یہاں پر ایک بڑی اہم بات کرنا چاہوں گا۔ یہ سامنے پاکستان کا پرچم لگا ہوا ہے اور ہم سب کہتے ہیں کہ سبز حصہ majority کی نمائندگی کرتا ہے اور سفید حصہ minorities کی نمائندگی کرتا ہے جس کے پیچھے ایک bar بھی لگی ہوئی ہے جس نے اس پرچم کو تھاما ہوا ہے لیکن میں سمجھتا ہوں کہ سفید حصہ جس نے اس bar کی وجہ سے پرچم کو تھاما ہوا ہے تو ان کو اسی طرح مضبوط کرنے کے لئے یہاں پر جو فنڈز بتائے جاتے ہیں کاش! وہ فنڈز پوری طرح لگا دیئے جائیں۔ آج یہاں پر جو ضمنی demands for grants لکھی گئی ہیں کاش! ان demands 37 میں سے minorities کے بارے میں بھی لکھا ہوتا کہ اس میں اُن کا بھی حصہ ہے کیونکہ ہم نے اُن کا کام بھی کرانا ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ ہمارے لئے جتنے فنڈز کا اعلان کیا جاتا ہے وہ فنڈز بھی ہمیں نہیں دیئے جاتے تو یہاں پر کم از کم اس چیز کو دیکھ لینا چاہئے۔

جناب سپیکر! میاں محمد شہباز شریف minorities کے لوگوں کے ساتھ بہت محبت کرتے ہیں اور انہیں کرسمس، ہولی اور دیوالی پر grants دیتے ہیں لیکن ابھی تک وہ grant نہیں مل سکی۔ اس کے ساتھ ساتھ میں یہ بات بتاتا چلوں کہ وزیراعلیٰ minorities کے طلباء کے لئے ایک package دیتے ہیں لیکن 16-2015 میں اُن طلباء کو ابھی تک وہ وظائف نہیں ملے۔ اسی طرح ہر بجٹ میں Green Cab, Yellow Cab, Green Tractor and Ashiana Housing Scheme کے لئے پیسے رکھے جاتے ہیں تو پورے پاکستان اور خاص کر صوبہ پنجاب میں غیر مسلموں کی بہت بڑی تعداد بستی ہے تو براہ مہربانی بجٹ میں minorities کا حصہ بھی رکھا جائے تاکہ وہ محرومیوں کا شکار نہ ہوں۔

جناب سپیکر! ہر محکمہ کی ایک سٹینڈنگ کمیٹی بنائی گئی ہے جبکہ ہمارے محکمہ کی سٹینڈنگ کمیٹی نہیں ہے۔ پنجاب اسمبلی میں constitutionally 8 members ہیں اُن کی ایک advisory council بنا دی گئی ہے اور کتنی ستم ظریفی ہے کہ پنجاب اسمبلی میں minorities کے آٹھ ممبران ہیں تو اُس advisory council کا convener کسی بھی minority member کو نہیں بنایا گیا۔ میں آپ کے توسط سے یہ بات کرنا چاہتا ہوں کہ اُس advisory council committee کو تحلیل

کر کے minorities کے ممبران میں سے ایک ممبر کو advisory council کا convener بنایا جائے تاکہ وہ minorities کے مسائل کو اُجاگر کرنے کے لئے صحیح طور پر اپنا کردار ادا کر سکے۔

جناب سپیکر! ہمارے محکمہ انسانی حقوق و اقلیتی امور کی سٹینڈنگ کمیٹی بنائی جائے جس میں minorities کے ڈویلپمنٹ کے مسائل اور دیگر مسائل کو لایا جائے۔ اُن مسائل کو سٹینڈنگ کمیٹی میں approve کر کے اس ہاؤس میں لایا جائے تو میں سمجھتا ہوں کہ minorities کے جملہ مسائل کو حل کرانے میں یہ سٹینڈنگ کمیٹی اپنا مؤثر کردار بھی ادا کر سکے گی۔ میں آج اس ہاؤس میں آپ کے توسط سے یہ التماس کرتا ہوں کہ minorities کی سٹینڈنگ کمیٹی بنائی جائے تاکہ ہمارے مسائل کا حل ہو سکے۔

جناب سپیکر! میں ایک بار پھر میاں محمد شہباز شریف کا مشکور ہوں کہ انہوں نے اس بجٹ میں minorities کے لئے ایک ارب 60 کروڑ روپیہ مختص کیا ہے تو میں یہاں پر محترمہ وزیر خزانہ اور آپ سے بھی ملتمس ہوں کہ minorities کے تمام ممبران کو یہ بجٹ equal دیا جائے تاکہ پورے پنجاب میں ڈویلپمنٹ کے حوالے سے ہمارے لوگوں کی جو محرومیاں ہیں انہیں دُور کیا جا سکے۔ محکمہ انسانی حقوق و اقلیتی امور جو سویا ہوا ہے اُس کو بھی فعال کرنے کے لئے ایکشن لیا جائے کیونکہ ہم جب بھی کسی ڈی سی او کے پاس ڈویلپمنٹ کے لئے جاتے ہیں تو وہ کہتے ہیں کہ آپ کے ڈیپارٹمنٹ کی طرف سے ہمیں کوئی written چیز نہیں آئی۔ یہ بہت بڑا محکمہ ہے لیکن اگر آپ پچھلے تین سال میں اس کی کارکردگی دیکھیں تو زیرو ہے۔ بہت شکریہ

جناب سپیکر: شہزاد منشی صاحب! آپ اجلاس کے بعد مجھے ملیں گے۔

جناب شہزاد منشی: جناب سپیکر! ٹھیک ہے۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! میں آپ کو inform کرنا چاہتی ہوں کہ اسمبلی کے باہر کچھ لوگ احتجاج کر رہے ہیں۔ قصور کا ایک بچہ اغواء ہوا ہے اور بہت بڑی تعداد میں اہلیانِ علاقہ خواتین اور بچے باہر احتجاج کر رہے ہیں۔ مجھے اندیشہ ہے کہ باہر کوئی ایسا واقعہ نہ ہو جائے کیونکہ اُن کا احتجاج ڈی پی او قصور کے خلاف ہے تو اُن کے ساتھ پولیس کا رویّہ ٹھیک نہیں ہے، وہاں پر پولیس عورتوں کو دھکے دے رہی ہے اور

مار کٹائی کر رہی ہے۔ میں ابھی پولیس کو بڑی مشکل سے سرزنش کر کے آئی ہوں کہ کسی عورت کے اوپر ہاتھ نہ اُٹھایا جائے تو وہاں پر کوئی بھی بڑا واقعہ ہو سکتا ہے۔ میں آپ کو ایف آئی آر کی کاپی بھی بھیج رہی ہوں تو آپ کسی کی ڈیوٹی لگائیں۔ شکریہ

جناب سپیکر: محترمہ! تشریف رکھیں۔ وہ خود انتظام کر لیں گے۔ اس طرح کوئی فائدہ نہیں ہے۔ جی، جناب محمد عارف عباسی!

جناب محمد عارف عباسی: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! بہت شکریہ۔ یہ جو ضمنی بجٹ ہے اصولی طور پر تو یہ ڈاکا ہے اور عوام کا پیسا ایوان کی منظوری کے بغیر خرچ کرنا بد دیانتی ہے۔ یہ ایک بُری روایت ہے جو ہمیشہ سے اس ایوان میں رہی ہے اور ہمیں یہ کرنا پڑتا ہے اور شروع سے کرتے آ رہے ہیں۔ مجھے یہ سمجھ نہیں آتی کہ یہ ڈیڑھ کھرب روپے کے قریب پیسا انہوں نے خرچ کیا ہے۔ اس سے عوام کو کیا فائدہ ہوا ہے، کیا کسی بھی شعبہ زندگی میں یعنی تعلیم و صحت میں بہتری آئی ہے اور غربت میں کمی ہوئی ہے؟ اگر کسی بھی جگہ عوام کو کوئی فائدہ ہوا ہوتا تو پھر تو ہم سمجھتے کہ یہ ٹھیک ہے۔ یہ پیسا انہوں نے کسی ایمر جنسی، طوفان، زلزلہ یا کوئی قیامت آئی تو خرچ کیا ہوتا تو ٹھیک ہے لیکن صرف اپنے اللے تللوں اور عیاشیوں میں اتنی بڑی رقم خرچ کرنے کو ہم کیا نام دیں؟ اس کو بے حسی، بد دیانتی یا عوام دشمنی کا نام دیں یہ تو میری سمجھ سے باہر ہے۔

جناب سپیکر! ایک مخصوص حکمران طبقہ جو مٹھی بھر لوگ ہیں اور اس صوبہ کے وسائل پر قابض ہیں۔ عام آدمی کی زندگی اجیرن بن کر رہ گئی ہے، اذیت بن کر رہ گئی ہے اور سزا بن کر رہ گئی ہے۔ ان کے جان و مال محفوظ نہیں ہیں، ان کے بچوں کے لئے تعلیم نہیں ہے، ٹرانسپورٹ نہیں ہے اور ان کے لئے ہسپتالوں میں ڈاکٹرز اور دوائیاں نہیں ہیں۔ یہ کھربوں روپیہ ضائع کرتے ہیں۔ اس پر مجھے سمجھ نہیں آتی کہ یہ صرف اپنے اللے تللوں پر لگاتے ہیں۔ بارش کا موسم آ رہا ہے۔ پنجاب میں پچھلے آٹھ سال سے ان کی حکومت ہے، ہر سال جب بارش ہوتی ہے، سیلاب آتا ہے، ہم غریب لوگ ڈوبتے ہیں، ہمارے بچے ڈوبتے ہیں، ہمارا مال مویشی ڈوبتا ہے اور نقصان ہوتا ہے۔ اس کے بعد پھر شو بازیاں اور ڈرامے بازیاں شروع ہو جاتی ہیں، پھر وہ لانگ بوٹ، عینکیں، ہیلمٹ اور کھدر کا سوٹ آ جاتا ہے۔ دس پندرہ دن ہفتہ وہ ڈرامے بازیاں اور شو بازیاں چلتی ہیں اور پھر اگلے سال تک وہ لانگ بوٹ، ہیلمٹ اور عینکیں وغیرہ رکھ دی جاتی ہیں کہ اگلے سال پھر یہ ڈوبیں گے اور پھر میں آؤں گا اور پھر یہ شو بازیاں اور ڈرامے بازیاں کروں گا۔ عوام ان کا کیا کر سکتے ہیں؟

جناب سپیکر! مجھے بڑا افسوس ہے کہ پچھلے اجلاس میں حکومت کی کارکردگی کی بات کروں گا کہ میں نے نالوں کے بارے میں سوال اٹھایا، معزز پارلیمانی سیکرٹری کی مہربانی کہ انہوں نے خط لکھا۔ میں یہ آپ کی حکومت کی efficiency کی بات کر رہا ہوں۔ وہ خط 9۔جون کو لکھا گیا اور پندرہ دن کا وقت دیا گیا آج 28۔جون ہے اس کا جواب آیا ہے اور نہ on ground کوئی کام ہوا ہے۔ ہمیں پتا ہے کہ کل بارش ہو گی تو ہم نے پھر ڈوبنا ہے، ہمارے بچوں نے پھر ڈوبنا ہے، ہمارے گھروں میں پھر پانی آنا ہے لیکن ان کی جانب سے بے حسی ہے۔اس حکومت کی اتھارٹی یہ ہے کہ اسمبلی کا letter گیا اور ایک کمپنی کا مینجنگ ڈائریکٹر جو 18ویں، 19ویں یا 20ویں سکیل کا ہو گا اس نے جواب دینا گوارا نہیں کیا۔ اس نے ground پر ایک انچ کے برابر کام نہیں کیا۔ اسے پتا ہے کہ میں نے کمیشن دینا ہے، میں نے پیسے دینے ہیں، میں پیسے دے کر لگا ہوں مجھے کوئی کچھ کہہ سکتا اور نہ ہی عوامی نمائندہ کہہ سکتا ہے۔ یہ معزز ہاؤس جس کی طرف سے اس کو letter گیا ہے نہ یہ کچھ کہہ سکتا ہے۔

جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ اس حکومت کو عوام دشمنی میں اتنا آگے نہیں جانا چاہئے کہ عوام کا اعتماد جمہوریت سے اٹھ جائے۔ عوام جمہوریت کو اپنے لئے عذاب سمجھنے لگے ہیں۔ عوام جمہوری دور کو اپنے لئے عذاب سمجھنے لگے ہیں کہ جو جمہوری دور کی لوٹ مار ہے، جو جمہوری دور کے ڈاکے ہیں اور جو جمہوری دور کا ظلم و ستم روا رکھا گیا ہے یہ شاید کسی ڈکٹیٹر کے دور میں بھی نہ ہوا ہو۔ یہاں عوام کا کوئی پرسان حال نہیں ہے۔

جناب سپیکر: آپ ضمنی بجٹ کی کون سی item پر بات کر رہے ہیں۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! میں ضمنی بجٹ پر ہی بات کر رہا ہوں۔ یہ رقم آپ نے خرچ کی ہے تو کہاں خرچ کی ہے اور عوام کو اس سے کیا فائدہ ہوا ہے؟ اگر یہ پیسا عوام کی فلاح و بہبود اور ترقی پر لگایا جاتا تو میں اس کو appreciate کرتا اور مبارکباد دیتا کہ آپ نے عوام کی ہمدردی میں پیسے خرچ کئے ہیں۔ یہ تو آپ نے اپنی عیاشیوں، اللوں تللوں کے لئے اور اپنے لوگوں کو نوازنے کے لئے خرچ کئے ہیں اس لئے ہمیں دکھ ہے کہ یہ عوام کے خون پسینے اور حق حلال کی کمائی ہے۔ یہ یہاں جواب نہیں دیں گے تو اللہ کو تو جواب دیں گے۔ ان کو تو مرنے کا خوف بھی نہیں ہے کہ انہوں نے کل اللہ کے حضور حاضر ہونا ہے اور اس امانت کا وہاں جواب دینا ہے۔ ہمارے ملک میں روٹی نہ ملنے کی وجہ سے لوگ خودکشیاں کر رہے ہیں اور جہاں مائیں اپنے بچوں کو بھوک اور افلاس کی وجہ سے نہروں میں پھینک رہی ہوں تو شرم آتی ہے۔

جناب سپیکر! ہسپتالوں میں وینٹی لیٹرز نہیں ہیں۔ میں پچھلے مہینے ڈی ایچ کیو ہسپتال گیا تو 13 میں سے 7 وینٹی لیٹرز خراب تھے۔ ان سے جب پوچھا گیا تو انہوں نے کہا کہ ہمارے پاس فنڈز نہیں ہیں۔ مریض مر رہے ہیں اور وینٹی لیٹرز نہیں ہیں۔ ہولی فیملی ہسپتال میں پتا کیا تو وینٹی لیٹرز نہیں ہیں۔ بے نظیر بھٹو ہسپتال میں پتا کیا تو وینٹی لیٹرز نہیں ہیں اور پتا چلا کہ اگر ہیں تو خراب پڑے ہیں جب معلوم کیا کہ وینٹی لیٹرز کیوں خراب ہیں تو کہتے ہیں کہ فنڈز نہیں ہیں۔ اگر عوام کے لئے فنڈز نہیں ہیں تو یہ جو پیسے آپ نے بغیر ایوان کی منظوری سے لگائے ہیں اور بغیر پوچھے لگائے ہیں تو یہ کہاں سے لگائے ہیں؟ ایسی کون سی ایمرجنسی تھی جہاں یہ پیسے لگائے گئے ہیں؟ یہ جمہوریت کے نام پر ڈاکے ہیں اور جمہوریت کے نام پر ٹھیکیداری سسٹم چلا رہے ہیں۔ پنجاب کی ہر چیز ٹھیکے پر دے دی گئی ہے اور پنجاب کی ہر چیز بیچ دی گئی ہے۔ اس پر کنٹرول کریں اور کوشش کریں کہ اس ایوان سے جو بجٹ منظور ہوتا ہے اسی میں رہیں۔ یہاں خدانخواستہ کوئی سیلاب یا آفات آ جاتی ہیں تو وہ اپنی جگہ ہیں لیکن اس طرح کے شاہانہ اخراجات ہیں کہ شاہی فیملی کے رائیونڈ کے محل کی دیواروں پر 40 کروڑ روپے لگا دیا گیا ہے۔ ان دیواروں سے شاہی خاندان نہیں بچ سکتے وہ اگر بچیں گے تو عوام کی خدمت سے بچیں گے۔

جناب سپیکر: بڑی مہربانی۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! اس کے بعد پاناما لیکس، دبئی میں بڑے بڑے ٹاور، انگلینڈ میں بڑی بڑی پراپرٹی۔۔۔

جناب سپیکر: آپ ضمنی بجٹ پر بات کریں۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! یہ پیسا یہیں سے گیا ہے۔ یہیں پر ڈاکے پڑے ہیں۔ یہیں سے چوریاں ہوئی ہیں نہیں تو ان کے پاس کون سی مشینیں ہیں کہ دبئی میں ٹاور بنا لئے۔

جناب سپیکر: بڑی مہربانی۔ شکریہ

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! یہ شو بازیاں اور ڈرامے بازیاں ہیں۔ ابھی کل بارش ہوئی ہے تو لاہور میں کیا حال ہوا ہے؟ سیلاب آئے گا تو پھر ہمارے لوگ ڈوبیں گے۔

جناب سپیکر: اللہ خیر کرے گا۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! میری درخواست ہے کہ عوام کی فلاح و بہبود کے لئے کوشش کریں کہ بڑے بڑے ڈاکے نہ پڑیں۔ اگر یہ اسمبلی رہی تو ان کے جو کرتوت ہیں مجھے نہیں لگتا کہ جمہوریت آگے چلنے والی ہے۔

جناب سپیکر: آپ اس ہاؤس کے تقدس کا خیال کریں، مہربانی کریں اور اپنی زبان کو کنٹرول کریں۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! اس ایوان میں عوامی نمائندے بیٹھے ہیں آپ عوام کے لئے سوچیں اور اس طرح کے اللے تللوں میں کھربوں روپیہ خرچ نہ کریں۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ سردار وقاص حسن موکل! کیا آپ بولنا چاہتے ہیں، صدقے جاؤں؟

سردار وقاص حسن موکل: جناب سپیکر! آپ ان محترمہ کو موقع دے دیں میں بعد میں بات کرلوں گا۔

جناب سپیکر: سردار صاحب! اگر آپ نے بعد میں بات کرنی ہے تو پھر آپ کا نمبر سب سے آخر میں آئے گا۔

سردار وقاص حسن موکل: جناب سپیکر! پھر میں ابھی بات کرنے کے لئے تیار ہوں۔

جناب سپیکر: جی، آپ بول لیں ورنہ میں شاہ صاحب کو floor دے رہا ہوں۔

سردار وقاص حسن موکل: جناب سپیکر! اگر اجازت ہو تو میں شروع کروں؟

جناب سپیکر: جی، آپ بات شروع کریں۔

سردار وقاص حسن موکل: جناب سپیکر! شکریہ۔ میرے خیال میں مجھ سے پہلے تمام ممبران نے ضمنی بجٹ کے بارے میں بڑی تفصیلاً بات کرلی ہے، کیا یہ محکمہ اتنا نااہل ہے کہ پورے ایک سال میں ان کو صرف یہ بات ہی سمجھ نہیں آتی کہ جو انہوں نے اربوں روپے کا بجٹ پیش کیا ہے اس میں انہیں مزید اربوں روپے کی ضرورت پڑ جائے گی۔ میرے خیال میں ضمنی بجٹ پیش کرنا حکومت کی سیدھی سادھی، جیتی جاگتی نااہلی ہے کیونکہ اس میں کوئی بھی ایسی چیز نہیں ہے جو کہ آپ already plan نہ کرسکتے ہوں یا آپ نے perceive نہیں کیا ہوا۔ بجٹ کا مطلب اور مقصد ہی یہ ہے کہ آپ اپنے آئندہ آنے والے سال میں ہر خرچے کی تیاری کے لئے پیسے رکھتے ہیں، وہ پیسے استعمال ہوں یا نہ ہوں وہ بعد کی بات ہے یہ بات تو چلیں سمجھ میں آتی ہے لیکن یہ کہ جو پیسے آپ نے اپنے جنرل بجٹ میں رکھے ہیں۔

جناب سپیکر! اس کے علاوہ اربوں روپے کا کاغذ present کر دینا اور اس کو approve کروا لینا، یہ سراسر زیادتی ہے۔ اب میں آگے چلتے ہوئے اس میں کچھ چیزیں highlight کروں گا اور میرے کچھ سوالات ہیں، اس پر میں چاہوں گا کہ محترمہ وزیر خزانہ کی اور ڈیپارٹمنٹ کی consideration آئے۔ ضمنی بجٹ میں ایک خواجہ حارث احمد ہیں جو کہ سپریم کورٹ کے ایڈووکیٹ ہیں وہ ہمیں ایک کیس میں 75 لاکھ روپے میں پڑے ہیں اور اس کے علاوہ 27 لاکھ۔۔۔

جناب سپیکر: میرا خیال ہے کہ آپ اس وقت موجود نہیں تھے جبکہ یہ بات ہو چکی ہے لہٰذا اس سے آگے چلیں۔

سردار وقاص حسن موکل: جناب سپیکر! کیا آگے چلیں، کیا یہ بات ہو گئی ہے کہ کروڑوں روپے میں ہمیں یہ وکیل صاحب پڑ گئے ہیں؟

جناب سپیکر: جی، ہو گئی ہے۔

سردار وقاص حسن موکل: جناب سپیکر! اچھی بات ہے معاملہ تو صرف اس کو highlight کرنا ہی تھا اگر ہو گئی ہے تو بڑی اچھی بات ہے لیکن میں یہ ضرور چاہوں گا کہ اس کا جو جواب آیا ہے وہ بھی بتا دیا جائے۔ اس ضمنی بجٹ میں پنشن کی مد میں 8۔ارب روپے رکھے گئے تو میرا سوال یہ ہے کہ کیا حکومت کو یہ پتا ہی نہیں تھا کہ اس سال لوگوں کو ریٹائرمنٹ یا پنشن کی مد میں کتنے پیسے دینے ہیں، پنشن کے لئے 8۔ارب روپے ضمنی فنڈ گرانٹ میں رکھنے کا مقصد کیا ہے؟ اس پر بھی ذرا تفصیلی بات کر لی جائے لیکن میں مختصراً بات کروں گا تاکہ بات میں clarity آ جائے۔ یہاں پر یہ clarity دی گئی ہے کہ funds for repair of office building of primary and secondary health department پرائمری اور سیکنڈری ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ کی انہوں نے bifurcation کر دی ہے اور اس کی وجہ یہ بتائی گئی ہے کہ پرائمری، سیکنڈری اور tertiary health care کا جو سیکرٹری صاحب یا پورا عملہ محکمہ صحت کا بیٹھا ہوا ہے وہ ایک نہیں سنبھال سکتا اس لئے اس کو divide کر دیا گیا ہے تو پھر پارلیمانی سیکرٹری بھی دو ہو جائیں، ایڈوائزر بھی دو ہو جائیں اور وزیر تو ماشاء اللہ ہے ہی نہیں، تو یہ ضمنی بجٹ میں ڈالنے کی کیا ضرورت تھی، کیا محکمہ صحت کو اس وقت نہیں پتا تھا کہ کیا کرنا ہے اور foresight وژن کدھر چلی گئی؟ یہاں پر آکر آپ نے جو چیز سوچے، سوچے سوچ لی وہ آپ نے ادھر ڈال کر اس کو approve کروا لیا ہے۔ اس پر بھی میں clarity چاہوں گا کہ نیچے دو

sub departmentsکام کر رہے ہیں اور اوپر ایک ہی کام چل رہا ہے۔ اس سے آگے میں اور بھی کچھ پوچھنا چاہوں گا اگر یہ کہیں گے تو میں صفحہ نمبر بھی ساتھ ساتھ بتاتا رہوں گا۔

جناب سپیکر! ایگریکلچر میں کارخانہ آلات زرعی بہاولپور دو ہزار روپے، agriculture censuses statistics دو ہزار روپے اور agriculture information bureau چار ہزار روپے تو کیا یہ تینوں important نہیں ہیں؟ اگر ہیں تو کیا اس کی مد میں صرف اتنے ہی پیسے رکھے گئے ہیں کیونکہ main budget میں بھی یہ مجھے کہیں نظر نہیں آئے اور ہم کہتے ہیں کہ زراعت ہمارے ملک کی ریڑھ کی ہڈی ہے اور ریڑھ کی ہڈی کے ساتھ ہم یہ سلوک کر رہے ہیں کہ اس کو بالکل ختم اور کھوکھلا کر کے چھوڑنے کو تیار ہیں تو اس پر میں آپ سے، ڈیپارٹمنٹ یا منسٹر صاحبہ جو بھی جواب دینا چاہے گا میں اس سے clarity چاہوں گا۔ آگے چلتے ہیں کہ میرے خیال میں جو ضمنی بجٹ ہے اور پتا نہیں کہ یہ پارلیمانی لفظ ہے یا نہیں وہ " فل کھانچے سیٹ "کرنے کا پروگرام ہے۔

جناب سپیکر! اب میں آپ کو اس کی ایک مثال دیتا ہوں اس کے صفحہ نمبر 105 پر ڈویلپمنٹ فنڈ میں provision of missing facilities in gymnasium پہلی بات یہ ہے کہ انہوں نے gymnasium کے spelling غلط لکھے ہوئے ہیں اور دوسری کمال کی بات یہ ہے کہ جھنگ، نارووال، اوکاڑہ، میانوالی اور ننکانہ صاحب ان پانچ شہروں میں gymnasiums میں یا ان کی مد میں 32 کروڑ 36 لاکھ 9 ہزار روپے freight out کو انہوں نے ہر جگہ پر missing facilities کی مد میں ڈال دیا ہے۔

جناب سپیکر! میرا سوال یہ ہے کہ کیا ان پانچ شہروں میں exact identical missing facilities تھیں کہ سب کے ایک ہی طرح کے دروازے غائب ہو گئے تھے، کیا gymnasium میں ایک ہی جیسے bench press غائب ہو گئے تھے۔ کوئی تو خدا کا خوف کر لیں کوئی دو چار نمبر یا روپے اوپر نیچے ہی کر لیتے تاکہ یہ ہیرا پھیری اتنی تو سیدھی نظر نہ آتی۔ آگے کی بات کرتا ہوں یہ پانچ freight out ایک ہی رقم ہے لیکن کسی جگہ پر شاید کسی ایم پی اے نے کم منت کی ہو گی یا کسی بابو نے پچھلے سال کوئی اور کھانچہ چلا لیا ہو گا۔ منڈی بہاؤالدین، لاہور میں کوئی جگہ ہے اس کا مجھے نام معلوم نہیں، بھکر اور ٹوبہ ٹیک سنگھ یہاں پر 27، 24 اور 12 یعنی یہاں پر variation چل رہی ہے لیکن ان پانچ شہروں کے gymnasium میں exact same amount missing facilities ہیں تو میں یہ بات پوری ذمہ داری کے ساتھ کہتا ہوں اور آپ کسی کے ذمے لگائیں کہ وہ جا کر وہاں check تو کرے کہ ان کو

32کروڑروپے میں ملا کیا ہے، کیا وہmissing facilitiesپوری ہو گئی ہیں جو کہmissingہو گئی تھیں اورgymnasiumمیں کیاmissing facilitiesہوں گی؟ ایک ہال ہو گا اور اندر مشینیں پڑی ہوں گی یہی ہوتا ہے ناںgymnasiumاور وہاں پر کوئی کمپیوٹر یا کتابیں تو نہیں ہوں گی۔ مجھے بتائیں کہ وہاں پر32کروڑروپے کی کون سیmissing facilitiesہیں؟یہاں پر سکولوں کی چھتیں نہیں ہیں، یہاں پر سکول نہیں ہیں اور ہم نے تندرست و توانا قوم بنانے کے لئے پانچ شہروں میں کروڑوں روپے کی رقم gymnasiumمیں لگادی ہیں۔40فیصد ہماری قوم ویسے ہیunder dictationہے یہWHOکی رپورٹ ہے۔ ہم32،32کروڑروپے شہروں میں لگا رہے ہیں کہ تندرست وتوانا پنجاب بنے گا۔کیا بات ہے کہmissing facilitiesوہ کیا ہوں گی کہ ایک ہال اور چار مشینیں یادس مشینیں ہوں گی۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر!میں آپ کو بتاتا ہوں۔

جناب سپیکر: cross talkنہ کریں۔ سردار صاحب!آپ اپنی بات جاری رکھیں۔

سردار وقاص حسن موکل: جناب سپیکر!ہم بھی پھر کوئیexerciseکرلیں۔ آگے چلتے ہیں۔ ایمانداری کی بات ہے کہ میرے پاس الفاظ ختم ہو گئے ہیں کیونکہ ضمنی بجٹ کے اندر سولنگ، نالیاں، ڈرین اور محلوں میں بنی ہوئی سڑکیں ہیں لیکن ان کے علاوہ اور کچھ نہیں ہے۔ میرا سوال اب صرف یہ ہے کہ 1681۔ارب روپے کا جو بجٹ ہے، مجھے یہ 1681۔ارب زبانی یاد ہو گیا ہے کیونکہ آپ نے اس دن کہا تھا کہ 1600۔ارب نہیں بلکہ 1681۔ارب روپے ہے جسے میں نے حفظ کر لیا ہے، یہ پنجاب کی تاریخ کا سب سے بڑا ضمنی بجٹpresentہوا ہے۔ کیا منسٹر صاحبہ ذمہ داری کے ساتھ یہ کہہ سکتی ہیں کہ اگلے سال ضمنی بجٹ نہیں آئے گا؟ کیا فنانس ڈیپارٹمنٹ بے شک پارلیمانی سیکرٹری ہوں یا منسٹر صاحبہ ہوں، یہ ذمہ داری کے ساتھ کہہ سکتے ہیں کہ تاریخ کا سب سے بڑا جو1681۔ارب روپے کا بجٹ پیش ہوا ہے اس کے بعد ضمنی بجٹ نہیں آئے گا؟ میں ذمہ داری کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ اگلے سال پھر آئے گا۔

جناب سپیکر: جو عوام کی بہتری کے لئے ہو گا وہ ضرور کریں گے۔

سردار وقاص حسن موکل: جناب سپیکر!آپ جواب نہ دیں اور محکمے کو بھی تھوڑا سا کام کر لینے دیں۔ سال میں ایک تو دن آتا ہے جس دن ان کو جواب دینا پڑتا ہے۔ میں آپ کی بات کو آگے لے کر چلتا ہوں

جو عوام کی بہتری کے لئے ہو گا لیکن عوام کی بہتری یہ ہے کہ جو بجٹ allocate ہو وہ equally لگے مگر afterthoughts نہ آئیں اور بیٹھے بیٹھے ہمیں خواب نہ آ جائیں کہ ہم نے 75 لاکھ روپے میں کوئی وکیل کرنا ہے۔ کیا وہ وکیل پنجاب کی existence کا کیس لڑے گا لیکن ہم نے پراسیکیوشن ڈیپارٹمنٹ اور اٹارنی جنرل کو کس دن کے لئے پالا ہوا ہے، اس کو ہم کس کے ٹیکس میں سے پیسے دے رہے ہیں اور کس جگہ پر approval لی گئی کہ یہ ہم وکیل رکھنے لگے ہیں اس کو ہم اتنے پیسے دیں گے؟ اس میں کروڑوں روپے کی بات ہو رہی ہے جس کو آپ تقسیم کریں مفت ادویات میں، اس کو تقسیم کریں بچوں کی تعلیم میں یا کسی اور چیز میں تقسیم کر لیں تو میرے خیال میں صرف justification ہی نکلتی ہے۔ یہ ضمنی بجٹ اس پنجاب کی عوام کے ساتھ مذاق ہے اور ان کو clearly بتا دیا گیا ہے کہ تمام پیسے ہماری مرضی سے لگیں گے، جب ہم چاہیں گے اور جیسے چاہیں گے لگیں گے۔ اگر ہماری مرضی ہو گی تو ہم کروڑوں اربوں روپے لگا دیں گے اور مرضی ہو گی تو نہیں لگائیں گے۔ یہ کس قسم کی planning ہے، کس قسم کا بجٹ ہے، کس کے لئے بجٹ ہے، کیا یہ صرف تقریروں کے لئے بجٹ ہے یا پرنٹنگ کے لئے بجٹ ہے کہ 20 کلو کا پلندا پکڑا دیا جائے کہ اس کو جا کر پڑھو۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! دکھ کی بات یہ ہے کہ یہ بجٹ حکومتی ایم پی ایز کے لئے بھی نہیں ہے۔ اگر یہ ایم پی ایز کے لئے ہوتا تو یہ بات ایم پی ایز یہاں نہ کر رہے ہوتے کہ پری بجٹ سے پہلے ہماری یہ سکیمیں لگا دو۔ یہ محکمے کیا کر رہے ہیں اگر سارے ایم پی ایز بشمول ہمارے اتنے نااہل ہیں کہ ان کو اپنے علاقے کی ضروریات کا پتا ہی نہیں ہے تو محکمے کس لئے ہیں اور کس محکمہ نے آج تک یہ بات کی ہے کہ فلاں جگہ پر یہ ضرورت ہے؟ ضمنی بجٹ اور regular بجٹ کے اندر اگر کوئی سکیم شامل ہوتی ہے تو جس نے جتنے زیادہ گوڈے پکڑ لئے اور جتنا زیادہ پاؤں کو ہاتھ لگا لیا اُس کی اتنی ہی زیادہ کمائی ہے۔ میں ان کی عظمت کو سلام پیش کرتا ہوں کہ پھر بھی وہ یہاں آ کر تعریفیں کرتے ہیں۔ ابھی میرے بھائی نے تقریر کی جس کی تقریر سے میں بڑا خوش ہوں اور میرے خیال میں آپ نے چیمبر میں بلا کر ڈانٹنا بھی ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: جی، میں نے اُن سے کوئی کام کہنا ہے۔

سردار وقاص حسن موکل: جناب سپیکر! ہتھ ہولا رکھیا جے۔ میں صرف اتنا کہوں گا کہ حکومت کے زمرے میں بالکل آتا ہے کہ وہ اچھا بجٹ پیش کرے، اس کے اوپر ڈگیاں مارے، سب کچھ کرے کیونکہ یہ ان کا حق ہے اور مجھے اس سے کوئی اختلاف نہیں ہے لیکن میرا اختلاف یا سوال صرف اتنا ہے کہ اگر ایک commitment کی گئی ہے کہ صحت کی مد میں، تعلیم، اقلیتی امور، انسانی حقوق اور جس مد میں بھی

پیسے رکھے گئے ہیں کم از کم وہ لگیں تو صحیح، یہاں یہ بات نہ ہو کہ وہ پیسے allocate ہوئے تھے لیکن ہمیں نہیں ملے۔ اپوزیشن کی یہ بات آخر میں کرنی بنتی ہے ناں۔ اللہ کا شکر ہے کہ ضمنی بجٹ میں بھی اپوزیشن کے لئے ایک ٹکا نہیں ہے۔

جناب سپیکر! میں پھر بھی وزیر اعلیٰ کی عظمت کو سلام پیش کرتا ہوں کہ اڑھائی کروڑ عوام کی نمائندگی کے لئے جو اس طرف بیٹھے ہیں ان کے لئے ایک روپیہ بھی نہیں ہے اور ضرورت ہی نہیں ہے کیونکہ انہوں نے کون سے پاؤں کو ہاتھ لگانا ہے اور منتیں کرنی ہیں یا اس عوام کی نمائندگی کی کیا ضرورت ہے؟ مجھے منسٹر صاحبہ اور معزز پارلیمانی سیکرٹری دکھا دیں کہ ایک بھی پراجیکٹ ضمنی بجٹ کے اندر ہو۔ یہ afterthoughts ہی تھے۔

جناب سپیکر: چلیں، ٹھیک ہے۔ بہت شکریہ

سردار وقاص حسن موکل: جناب سپیکر! یہ مہربانی تو آپ کی ہے اور آپ کی وساطت سے حکومت کی ہے کہ ایک سال مزید گزر گیا ہے لیکن کوئی کالج، کوئی ہسپتال، کوئی سڑک، نہ کوئی لینا دینا بلکہ دینا بھی نہیں۔ یہ کہتے ہیں کہ ہم واقعی سب کو ساتھ لے کر چلیں گے، ہمیں بے شک ساتھ لے کر نہ چلیں لیکن کم از کم پنجاب کی عوام کو ہی ساتھ لے کر چل پڑیں اور ان بے چاروں کے لئے ہی خیال کر لیں۔

جناب سپیکر: شاباش، بس اب آپ wind up کریں۔

سردار وقاص حسن موکل: جناب سپیکر! بس تھوڑی سی بات کر لینے دیں۔

جناب سپیکر: جی، بڑی مہربانی۔

سردار وقاص حسن موکل: جناب سپیکر! یہ آپ کی مہربانی ہے کیونکہ سال میں ایک ہی موقع ملتا ہے۔ میں نے کوئی غلط بات تو نہیں کی اگر کی ہے تو آپ مجھے بتا دیں۔

جناب سپیکر: جی، اب آپ مہربانی کریں اور wind up کریں۔

سردار وقاص حسن موکل: جناب سپیکر! اگر آپ اجازت دیں تو صرف دو تین points زمینداروں اور کسانوں کے لئے ہیں۔ ایگریکلچر اور شوگر facility کے حوالے سے میرے بھائی نے by the way بات کر لی ہے جس کو میں تھوڑا اس لئے آگے لے کر چلوں گا کیونکہ وہ شہر کے نمائندے ہیں جبکہ میرا دیہات سے تعلق ہے، وہ میرا حلقہ بھی بنتا ہے اور کسان اور زمیندار سے روزانہ میرا پالا پڑتا ہے۔ چونیاں کی جو برادرز شوگر مل بند پڑی ہے جس کے تقریباً ایک ارب روپے کے ارد گرد dues pending ہیں

لہٰذا حکومت ہی ان کسانوں کو facilitate کر دے۔ان کے پاس اربوں روپے ہیں اور ایک ارب روپے سے کچھ بھی نہیں ہونا اور شاید پتا بھی نہیں لگنا لیکن جو زمیندار کسان پچھلے دو سالوں سے در در کی ٹھوکریں کھا رہے ہیں اس کا بھلا ہو جائے گا۔اب ایڈمنسٹریشن کے پاس ایک بہترین جواب آ چکا ہے کہ معاملہ litigation میں چلا گیا ہے اس میں چاہے دس بیس سال لگ جائیں یعنی اس سے زمیندار ختم ہو گیا۔

جناب سپیکر! ہمارے ہمسایہ ملک کی میں آپ کو latest مثال دے دیتا ہوں کہ وہاں کپاس کی قیمت میں تھوڑی سی کمی آ گئی لیکن اس حکومت نے کسان سے 90 percent on international prices ساری کی ساری کپاس خریدی اور remaining 10 percent کے حوالے سے کہا کہ جب کپاس بک جائے گی تو ہم آپ کو دے دیں گے۔کیا پنجاب حکومت یہ نہیں کر سکتی؟ میں یہاں چونیاں کی برادرز شوگر مل کی بات نہیں کروں گا بلکہ پورے پنجاب میں جہاں جہاں پر جو شوگر ملیں کسی بھی کسان کی دینے دار ہیں، کیا گورنمنٹ intervention کر کے یہ نہیں کر سکتی کہ وہ پیسے کسانوں کو دے دے اور شوگر ملوں سے نکلوائے۔یہ کالک اپنے منہ سے حکومت اب دھو دے کہ شوگر مافیا سے ہمارا کوئی تعلق نہیں ہے، ہم جانیں اور شوگر ملیں جانیں اور زمیندار جس نے دن رات محنت کی ہے وہ اپنے پیسے لے اور اپنی اگلی فصل کی طرف دھیان دے۔

جناب سپیکر! اس بات کو دوسرا سال چل رہا ہے اور اگر اس طرح سے نہ کیا گیا تو چار سال بھی لگ سکتے ہیں۔میری آخری request یہی ہو گی کہ اگلے سال ضمنی بجٹ تو آنا ہی آنا ہے اور انشاء اللہ ضرور آئے گا کیونکہ ہماری management ہی بڑی زبردست ہے، اگر اس میں میری تجویز ڈال دی جائے گی تو کسانوں کا بھلا ہو گا اور وہ دعائیں دیں گے۔

جناب سپیکر: پھر آپ اس بات کو قبول کریں ناں۔

سردار وقاص حسن موکل: جناب سپیکر! اگر آپ نے نعرے لگوانے ہیں تو ہم لگانے کو تیار ہیں۔بہت شکریہ

جناب سپیکر: چلیں، آپ کی مہربانی۔محترمہ شُنیلا رُوت!

محترمہ شُنیلا رُوت: جناب سپیکر! آپ کا بہت شکریہ کہ آپ نے مجھے ضمنی بجٹ میں حصہ لینے کا موقع عنایت کیا۔ضمنی بجٹ 2015 پر بات کرنا چاہوں گی اور میں سمجھتی ہوں کہ ضمنی بجٹ کا جو concept ہے یہ کوئی اچھی exercise نہیں ہے۔اس سے یہ صاف ظاہر ہوتا ہے کہ poor

planning, lack of vision, lack of being able to see کہ آگے ہم کیا کرنے جا رہے ہیں؟

جناب سپیکر! میں سمجھتی ہوں کہ حکومت کا یہ بہت بڑا failure ہے کیونکہ وہ نظر نہیں رکھتی کہ آنے والے دنوں میں اس نے کس طرح سے اپنے پروگرام اور بجٹ کو لے کر چلنا ہے؟ ہم کہتے ہیں اور بڑے بلند دعوے بھی کرتے ہیں کہ وزیراعلیٰ visionary leader ہیں لیکن مجھے سمجھ نہیں آئی کہ ہمارے visionary leader صاحب نے کیوں نہیں دیکھا کیونکہ ہم تین سال سے دیکھ رہے ہیں کہ ضمنی بجٹ آ رہا ہے؟ یہ ضمنی بجٹ نہ صرف ہر سال آ رہا ہے بلکہ ہر سال بڑھتا جا رہا ہے۔ چلیں، کوئی بات نہیں یہ ضمنی بجٹ آ گیا ہے جس کو ہم accept کرتے ہیں لیکن ان حالات میں accept کرتے ہیں جہاں پر کوئی ایمرجنسی ہو یا ایسا کوئی کام ہو جس کے لئے واقعی فنڈز کی ضرورت تھی اور جہاں پر اس کو بجٹ نہ دیا جا سکا ہو۔ ہم نے یہاں پر 16-2015 میں جو بجٹ رکھا تھا اس کو بھی خرچ نہیں کر سکے۔ کسی مد میں 35 فیصد، کسی مد میں 40 فیصد، کسی میں 50 فیصد اور کسی مد میں 60 فیصد پیسے خرچ ہی نہیں کر سکے اور اہلیت ہی نہیں تھی یا ہم نے وہ پیسے کسی اور مد میں ڈال دیئے ہیں تو اب ہم ضمنی بجٹ کیوں مانگ رہے ہیں؟ اگر آپ بڑے بڑے ممالک کو دیکھیں، میں امریکہ اور انگلینڈ کی بات نہیں کرتی بلکہ اپنے ہمسایہ ممالک کو ہی دیکھ لیں مثلاً انڈیا، بنگلہ دیش اور سری لنکا میں ضمنی بجٹ کبھی بھی دو یا تین فیصد سے اوپر نہیں جاتے لیکن ہمارے ہاں روایت کچھ اس طرح سے ہے۔

جناب سپیکر! میں اس حوالے سے ضمنی بجٹ کے تھوڑے سے اعداد و شمار بتانا چاہوں گی کہ 14-2013 میں ہم نے 21 بلین ضمنی بجٹ رکھا جو کل بجٹ کا 1.78 فیصد تھا، 15-2014 میں تقریباً 42 بلین رکھا جو 3.11 فیصد بنتا ہے اور اس سال 16-2015 میں 150 بلین سے زائد ضمنی بجٹ رکھا جو 10.3 فیصد تھا۔ پہلے دو سالوں میں ہم نے 50 فیصد بجٹ کا حصہ دیا اور اس مرتبہ ہم نے 122 فیصد بجٹ کر ڈالا جو کہ اچھی بات اور روایت نہیں ہے کہ ہم اپنے ضمنی بجٹ سے اتنا زیادہ تجاوز کر جائیں۔

Mr Speaker! This is a classical example of mismanagement and inefficiency; lack of sightedness and "Claims of good Governance"

جناب سپیکر! ہم کہتے ہیں کہ ہمارا صوبہ بڑا اچھا چل رہا ہے اور ہر چیز اچھے طریقے سے چل رہی ہے۔ لوگوں کو تعلیم بھی مل گئی ہے اور ان کی صحت کے بھی سارے انتظامات ہو گئے ہیں۔ صاف پینے کا

پانی بھی مہیا ہو گیا ہے اس لئے ہم نے بہت بڑے بڑے کام بھی کر لئے ہیں لیکن پھر بھی اس دفعہ ضمنی بجٹ 122 فیصد زیادہ ہے جو کہ آپ کے بجٹ کا 10.3 فیصد ہے جو بہت ہی افسوس کی بات ہے۔اس سال 2015-16 کے بجٹ کا aggregate is 1.50 billion 934 million 993 lacs ہے۔

جناب سپیکر! میں ریلیف package پر بات کرنا چاہوں گی کہ اگر آپ ریلیف package دیکھیں جو وزیراعلیٰ نے پنجاب کے لئے 20.609 بلین روپے کا اعلان کیا۔ پنجاب کے لئے یہ کہا جاتا ہے اور کبھی یہ بات صحیح ہوا کرتی تھی کہ .Punjab is a bread basket for Pakistan میرا خیال ہے کہ اب یہ صرف ایک terminology رہ گئی ہے جبکہ حقائق سے ہم بہت دور چلے گئے ہیں it is no more a bread basket for Pakistan بلکہ اب ہمارے کسان، مزدور، agriculturist پس چکے ہیں اور ان کو crush کر دیا گیا ہے۔کیا ہمیں پتا نہیں تھا کہ ہمارے فارمرز، ہمارے agriculturists کی کیا problems ہیں اور کیا مشکلات ہیں اور ہم نے ضمنی بجٹ کیوں لیا اور اگر ہم بھارتی پنجاب کی طرف دیکھیں یا نظر دوڑائیں تو وہاں کا کسان ہمارے کسان سے کہیں زیادہ بہتر ہے جبکہ ہمارے فارمرز کے problems اور issues دن بدن بڑھتے چلے جا رہے ہیں۔

جناب سپیکر! میں دو، تین سوالات کرنا چاہوں گی ایک تو یہ import یا سمگلنگ کی مد میں ہندوستان سے جو آئیٹمز آرہے ہیں جن میں پیاز، آلو، ٹماٹر اور اس طرح کی اور چیزیں ہیں، کیا اس کی روک تھام کے لئے حکومت نے کوئی اقدامات کئے ہیں؟ Has any effort been made to stop it? جس کی وجہ سے ہمارا کسان بے بس ہو گیا ہے اور ان کا مال فروخت ہی نہیں ہوتا۔ یہ بھی میں سوال کرنا چاہتی ہوں have we been able to resolve the issue of water and electricity?

جناب سپیکر! تیسری بات یہ کہ مڈل مین بھی کسان کے لئے بہت ہی مصیبت اور مشکل کا سبب ہوتا ہے کیونکہ کسان جو مرضی بھی کر لے لیکن مڈل مین اس کی آمدن کا جو major chunk ہے وہ لے جاتا ہے so یہ issues ہیں جنہیں ہم نے address نہیں کیا۔ان کے لئے ایک package announce کر دیا ہے تاکہ ہم political mileage gain کر سکیں۔

جناب سپیکر! میں یہ بھی کہوں گی کہ ہماری priorities کیا ہیں؟ ہم نے فارمرز کو تو 20 بلین روپے دیئے لیکن اس کے ساتھ ساتھ اورنج لائن ٹرین کے لئے پنجاب میں 54.50 بلین روپیہ

ضمنی بجٹ میں رکھا جس کی تفصیلات آپ کو صفحہ نمبرز 74 اور 75 پر مل سکتی ہیں۔ راتوں رات ہمارے visionary leader کو خواب آیا اور صبح اٹھ کر انہوں نے اورنج لائن ٹرین کو بنانا شروع کر دیا۔ کوئی پیسے نہیں تھے، کوئی PC-1 نہیں تھا، کوئی پلاننگ نہیں تھی اور اِدھر اُدھر سے پیسے لے کر، یہ 54 بلین روپے بہت بڑی رقم ہے جو ہم نے اورنج لائن ٹرین پر لگا دی۔

(اس مرحلہ پر معزز خواتین ممبران حزب اقتدار کی طرف سے
"اورنج لائن ٹرین کی تکلیف ہے" کی آوازیں)

جناب سپیکر! آپ انہیں روکیں یہ کیوں interrupt کرتی ہیں؟

جناب سپیکر: آپ کے کان میں پتا نہیں کہاں سے آواز پڑ گئی ہے۔ آپ اپنی بات جاری رکھیں۔ میں آپ کی بات سن رہا ہوں۔ آرڈر پلیز، آرڈر پلیز۔ (شور وغل)

قاضی احمد سعید: جناب سپیکر! یہ اپنے اندر سننے کا حوصلہ پیدا کریں۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ! آپ اپنی بات جاری رکھیں۔

محترمہ شُنیلا رُوت: جناب سپیکر! اس سے پتا چلتا ہے کہ ہماری پنجاب حکومت کی priorities کیا ہیں۔ فارمرز اور ان کے مسائل و مشکلات ہماری priorities نہیں ہیں بلکہ ہماری priority اورنج لائن ٹرین ہے یا میٹرو بس ہے یا بڑے بڑے پل اور انڈر پاسز ہیں۔

جناب سپیکر! میں دوسری بات کا ذکر کرنا چاہوں گی کہ loans to municipalities/ autonomous bodies کے لئے چار بلین روپے صفحہ نمبرز 272 اور 273 پر اسے دیکھ سکتے ہیں۔ یہ loan بلدیاتی الیکشن کے وقت لئے گئے تھے اور اس وقت پنجاب حکومت کے پاس پیسے نہیں تھے کیونکہ پنجاب حکومت اپنے سارے پیسے اورنج لائن ٹرین پر لگا چکی تھی اس لئے انہیں وفاقی حکومت سے یہ پیسے لینے پڑے۔۔۔

جناب سپیکر: محترمہ! آپ جان بوجھ کر بات کسی اور طرف لے جاتی ہیں اور آپ relevant کیوں نہیں رہتیں؟

(اس مرحلہ پر معزز خواتین ممبران حزب اقتدار کی طرف سے
"جھوٹ، جھوٹ" کی آوازیں)

محترمہ شُنیلا رُوت: جناب سپیکر! وہ مجھے کیوں interrupt کرتی ہیں؟

جناب سپیکر: محترمہ! آپ relevant ہو جائیں میں انہیں بھی منع کرتا ہوں آپ کی مہربانی۔ ضمنی بجٹ پر بات کریں۔ آرڈر پلیز، آرڈر پلیز۔

محترمہ شُنیلا رُوت: جناب سپیکر! آپ صفحہ نمبرز 272 اور 273 پر دیکھیں کہ وفاقی حکومت سے پیسے لئے گئے تھے اور یہ پیسے ان لوگوں کو دیئے گئے جو غیر منتخب تھے تو انہیں دینے کی کیا ضرورت تھی۔ میرا یہ سوال وزیر خزانہ اور محکمہ خزانہ سے ہے کہ where was this money spent یہ پیسے کہاں خرچ کئے گئے اور کیا یہ پیسے سکولوں کو بنانے کے لئے خرچ کئے گئے؟۔۔۔

جناب سپیکر: محترمہ! منسٹر صاحبہ اس حوالے سے اپنی wind up speech میں بتائیں گی۔ آپ اپنی تقریر کو wind up کریں۔

محترمہ شُنیلا رُوت: جناب سپیکر! مجھے بات تو کرنے دیں ناں۔ میں سوال کر رہی ہوں۔

I am only asking a question. Sir, I am asking a very relevant question. My question is that where has this money that is 4 billion been spent. That is my question and I think the Finance Minister must answer my question.

جناب سپیکر: جی، میں ان سے پوچھتا ہوں۔ آپ wind up کریں۔

محترمہ شُنیلا رُوت: جناب سپیکر! کیا ہم یہ سمجھیں کہ یہ پیسے بطور رشوت political bribes کے طور پر بلدیاتی الیکشن کے موقع پر دیئے گئے یا انہیں مثبت طریقے سے خرچ کیا گیا تھا؟ اس کا ہمیں جواب چاہئے۔۔۔

(اس مرحلہ پر معزز خواتین ممبران حزب اقتدار اپنی نشستوں پر کھڑی ہو گئیں)

جناب سپیکر: مجھے ان کی ضمنی بجٹ پر بحث سننے دیں۔ آپ اپنی نشستوں پر تشریف رکھیں۔ جی، محترمہ!

محترمہ شُنیلا رُوت: جناب سپیکر! 17.468 بلین روپے شوگر مافیا کو دیئے گئے اور میں یہاں پر یہ ضرور کہوں گی کہ ان میں سے 12۔ارب روپے انہیں دیا گیا جو ہماری حکومت own کرتی ہے کہ employees of police on special duty یعنی کہ پروٹوکول۔ پروٹوکول کی مد میں جو

پیسے ضمنی بجٹ میں رکھے گئے ہیں صفحہ نمبر 292 پر six crore forty two lac and eighty eight thousand انہوں نے کیا ایسا کارنامہ دکھایا تھا؟ جبکہ یہ محکمہ سے already تنخواہ لے رہے تھے پھر ان کو ان کی بہترین کارکردگی پر اضافی پیسے دیئے گئے۔

جناب سپیکر! میں آپ سے سوال کرنا چاہتی ہوں، ?why extra favour کیوں ان کو یہ extra favour دی گئی اور کون سا بہت بڑا کارنامہ انہوں نے کیا؟ جبکہ یہ already police department سے تنخواہیں لے رہے تھے۔

جناب سپیکر: جو اچھا کام کرتے ہیں آپ اُن کو پسند نہیں کرتے۔

محترمہ شُنیلا رُوت: جناب سپیکر! وزیر اعلیٰ کے ماڈل ٹاؤن میں جو انہوں نے اپنے لئے جنریٹر لگایا ہے میں اُس کا ذکر نہیں کروں گی لیکن میں ایک اور بہت important بات کرنا چاہتی ہوں ضمنی بجٹ book میں صفحہ نمبر 11 پر اگر آپ دیکھیں تو وزیر اعلیٰ کے لئے 8 کروڑ 42 لاکھ اور 26 ہزار روپے ضمنی بجٹ میں رکھے گئے۔

جناب سپیکر! آپ دیکھیں 16-2015 already میں وزیر اعلیٰ ہاؤس کے ایک دن کے اخراجات 17 لاکھ روپے ہیں اور ابھی اُن کو اضافی بجٹ بھی چاہئے، شرم آنی چاہئے۔

جناب سپیکر: اس پر پہلے بات ہو چکی ہے مہربانی کریں۔

محترمہ شُنیلا رُوت: جناب سپیکر! وزیر اعلیٰ اگر اپنے employees کی کچھ تعداد کم کر دیں جو کہ 15-2014 میں 635 تھی 16-2015 میں 655 تھی اور 17-2016 میں 675 ہے اس تعداد کو کم کریں تاکہ ضمنی بجٹ نہ لینا پڑے۔ 17 لاکھ روپیہ جو ہم وزیر اعلیٰ ہاؤس پر daily خرچ کر رہے ہیں اُس کو بھی کم کیا جائے تاکہ جو غریب لوگ ہیں وہ پیسا اُن کے لئے رکھا جا سکے۔ ان employees کے علاوہ دو درجن سے زیادہ ایسے employees ہیں جو اپنے اپنے محکموں سے بھی تنخواہیں لے رہے ہیں اور چیف منسٹر کے گھر میں کام بھی کر رہے ہیں۔ وزیر اعلیٰ ہاؤس کے لئے ہم نے 70 percent budgeted amount سے زیادہ بجٹ خرچ کیا میں سمجھتی ہوں کہ یہ بہت زیادتی کی بات ہے اور یہ آپ نے دوسرے بجٹ سے نکال کر ادھر ڈال دیا ہے۔

جناب سپیکر: مہربانی۔

محترمہ شُنیلا رُوت: جناب سپیکر! میں last but not the least میں minorities کا ذکر ضرور کرنا چاہوں گی۔ میں minorities کا ذکر اس لئے بھی کرنا چاہوں گی کیونکہ میرا اپنا تعلق minorities سے ہے۔

جناب سپیکر: Order please, Order please اُن کی بات سنیں۔

محترمہ شُنیلا رُوت: جناب سپیکر! اس سے پہلے کہ میں کچھ کہوں میں اپنے بھائی شہزاد منشی کا شکریہ ادا کرنا چاہتی ہوں کہ انہوں نے minorities کے issues کو اُجاگر کیا اور آپ سے سفارش بھی کرنا چاہوں گی کہ انہیں کچھ کہیے گا نہیں۔ جیسے کہ میرے بھائی نے بتایا میں اپنی بجٹ تقریر میں بھی کہہ چکی تھی 200 ملین روپیہ پچھلے سال رکھا گیا جس میں سے کوئی پیسا خرچ نہیں ہوا بالکل زیرو تھا۔ Nothing reported to have been spent out of last years budget اس دفعہ پھر آپ نے 200 ملین روپیہ رکھ دیا، 2016 میں reserve کر دیا اور پتا نہیں آپ کیوں allocate کرتے ہیں؟ آپ minorities کے لئے پیسے نہ رکھا کریں اگر آپ نے خرچ ہی نہیں کرنے۔ پاکستان میں بسنے والی minorities کی تو بڑی معصوم سی چھوٹی چھوٹی ضروریات ہیں خواہشات ہیں، اُس کے لئے بھی آپ اتنا ننھا منا سا بجٹ رکھتے ہیں اور وہ بھی آپ کو توفیق نہیں کہ آپ اُس کو اُن لوگوں کے لئے جو بے چارے اتنی مشکل میں رہ رہے ہیں اُن کے لئے خرچ کر سکیں۔

Mr Speaker! Rupees four sixty three million budget for development of Minorities and Human Rights PC-21042

پبلک بلڈنگ کی مد میں رکھا گیا اور اس میں سے بھی nothing were spent میرے بھائی نے تو کہا کہ ہمیں اڑھائی کروڑ ملا تھا لیکن اور budget books میں اس بارے میں خاموش ہیں اور budget books میں اس کے بارے میں کوئی ذکر نہیں۔

جناب سپیکر! میں سمجھتی ہوں کہ minorities اس ملک کی ریڑھ کی ہڈی ہیں، اس ملک کی پہچان ہیں، پاکستان معرض وجود میں نہیں آسکتا تھا اگر ہماری minorities، ہماری اُس وقت کی leadership پاکستان کے حق میں ووٹ نہ ڈالتی اور ہمارے پہلے سپیکر پنجاب اسمبلی کے بھی۔۔۔

MR SPEAKER: Every citizen of Pakistan has equal and basic rights.

محترمہ شُنیلا رُوت: جناب سپیکر! بے شک لیکن ایسا نہیں ہو رہا میں آپ کی وساطت سے یہ ضرور کہنا چاہوں گی کہ minorities کے لئے جو فنڈز مختص کئے جاتے ہیں اُن کے لئے رکھے جائیں۔ میرے بھائی

نے ایک اور ذکر کیا کہ آپ Minorities کے ایم پی ایز ہیں لیکن میں آپ سے کہنا چاہوں گی کہ جب میں انسانی حقوق و اقلیتی امور کے ڈیپارٹمنٹ میں گئی تو وہاں پر میرا نام نہیں تھا اُن کو صرف سات minorities کے ایم پی ایز کا پتا تھا اور جو اپوزیشن کی ایم پی اے ہے اُس کا اُن کے پاس نام ہی نہیں تھا، مجھے اپنا نام رجسٹر کروانا پڑا اور مجھے یہ کہنا پڑا کہ میں بھی ایم پی اے ہوں میرا نام بھی لکھیں یہ تو ہماری حکومت کے جو لوگ ہیں اُن کے حالات ہیں۔ وہ ہمیں acknowledge بھی نہیں کرنا چاہتے ٹائم دینا تو بہت دور کی بات ہے۔

جناب سپیکر: چلیں مہربانی۔ بہت شکریہ

محترمہ شُنیلا رُوت: جناب سپیکر! بہت افسوس کی بات ہے ایک آخری سوال چھوڑنا چاہتی ہوں اور وہ یہ ہے۔

Has the Punjab government been able to resolve the issue of minorities in Punjab?

جناب سپیکر! ضمنی بجٹ میں صفحہ نمبر 11 دس لاکھ روپے آپ نے سندھ حکومت کو minorities کے لئے دیئے جبکہ پنجاب کے minorities تو سسک رہے ہیں اور رو رہے ہیں ان کے مسائل تو آپ سے حل نہیں ہوتے۔ آپ سندھ چلیں گئے ہیں مجھے اس پر اعتراض کوئی نہیں ہے لیکن پہلے اپنے گھر کو دیکھیں۔

جناب سپیکر: جس پر آپ کو اعتراض نہیں ہے پھر بات کیوں کر رہی ہیں۔ جب اعتراض نہیں ہے تو پھر خاموش ہو جائیں۔

محترمہ شُنیلا رُوت: جناب سپیکر! مجھے اعتراض اس لئے نہیں ہے کہ وہاں پر آپ نے minorities کے لئے دیئے ہیں لیکن ہمارے فنڈز کہاں گئے؟

جناب سپیکر: جی، پوچھیں گے۔

محترمہ شُنیلا رُوت: جناب سپیکر! اس کے ساتھ میں آپ کا شکریہ ادا کرتی ہوں۔

جناب سپیکر: بہت شکریہ۔ مہربانی۔ ڈاکٹر نوشین حامد!

ڈاکٹر نوشین حامد: جناب سپیکر! بہت شکریہ۔ جس طرح سے ہم حکومت کی پچھلے سال کی کارکردگی دیکھتے ہیں تو over spending in non-development expenditure جو تھی وہ تقریباً

18 فیصد تھی پچھلی دفعہ کا بھی ضمنی بجٹ تھا وہ بھی موجود تھا۔اس دفعہ پھر 150 بلین روپے کا ضمنی بجٹ آج پیش کیا جا رہا ہے۔ میں پچھلی دفعہ کی مثالوں کو دیکھتے ہوئے سمجھتی ہوں کہ حکومت کو اپنی self correction کرنی چاہئے تھی اور اس چیز کی نوبت نہیں آنی چاہئے تھی کہ ایک دفعہ پھر اتنی بڑی amount کے ضمنی بجٹ کی ڈیمانڈ آتی۔ ہم جو حالات دیکھ رہے ہیں جس statistics سے ہم current budget کی study کرتے ہیں تو پھر یہ لگتا ہے کہ آئندہ سال بھی یہ شارٹ فال برقرار رہے گا اور اسی طرح ہم ضمنی بجٹ پر دوبارہ discussions کر رہے ہوں گے۔ جتنے بھی ڈیپارٹمنٹس ہیں اُن میں سے تقریباً ہر ڈیپارٹمنٹ نے one billion over spending کی ہے چاہے وہ پولیس، ایجوکیشن، ہیلتھ سروسز، fisheries،، museum، industries، communication اور Housing کا محکمہ تھا یہ سب کی سب non-development over spending کی مد میں کی گئی ہے کیونکہ یہ اپنا ڈویلپمنٹ بجٹ تو utilize کرنے میں بُری طرح سے ناکام ہو گئے تھے۔ جو over spending ہوئی ہے وہ صرف salaries، ٹی اے/ڈی ایز، perks and privileges، maintenance، offices کے rents میں۔ضمنی بجٹ کا یہ مقصد نہیں ہوتا ۔ضمنی بجٹ جو ہوتا ہے وہ unforeseen events کے اس قسم اور unpredictable disasters calamities آجاتے ہیں، unforeseen خرچے آجاتے ہیں یہ ان کے لئے ہوتا ہے۔ یہ ساری چیزیں avoid ہو سکتی ہیں اگر proper planning کی جائے۔

جناب سپیکر! میں سمجھتی ہوں کہ یہاں اس اسمبلی کے floor میں میری آپ سے request ہے کہ اس قسم کا کوئی اصول، اس قسم کے rules پاس کئے جائیں جس میں ضمنی بجٹ کے لئے کوئی ایک road map دیا جائے کہ صرف ان ان conditions میں ضمنی بجٹ پاس ہو سکتا ہے۔ گورنمنٹ کی priorities پبلک ہیلتھ، ایجوکیشن، ہیلتھ سروسز ہونی چاہئیں جبکہ ضمنی بجٹ پر ہم ایک نظر دوڑاتے ہیں تو سامنے صاف نظر آجاتا ہے کہ roads and bridges priorities ہیں، civil works ہیں، جنرل ایڈمنسٹریشن ہیں کسی بھی گڈ گورننس کے لئے یہ چیزیں مناسب نہیں ہیں۔

جناب سپیکر! میں آپ کو ضمنی بجٹ کی تھوڑی سی مثالیں دینا چاہتی ہوں کہ یہ پیسا ان چیزوں پر خرچ کیا گیا ہے جو avoid ہو سکتی تھیں اور اگلے سال کے بجٹ میں ڈالی جا سکتی تھیں۔ ان میں سے آپ دیکھیں گے کوئی بھی priority کی چیز نہیں تھی جس پر taxpayer کا پیسا خرچ کیا گیا،

ring road اور construction of inter changes کیا یہ چیزیں ضمنی بجٹ کی حقدار ہیں؟اس کے علاوہ

Purchase of 9 Toyota double cabin 4 x 4 Vigo for deployment as escort Vehicles with members of cabinet, sub committee on law and order including Minister for Law, Chief Secretary and Home Secretary.

جناب سپیکر! آج جب ہمارے بچے سڑکوں پر مر رہے ہیں، آج لاء اینڈ آرڈر کی صورتحال اتنی خراب ہے، عوام کو تو ہم تحفظ دے نہیں رہے ہیں اور ضمنی بجٹ میں وزیراعلیٰ، وزیر داخلہ، وزیر قانون اپنے لوگوں کے لئے 9 TOYOTA Vigo کروڑوں روپے کی لاگت سے خرید رہے ہیں۔ اسی طرح مجھے ضمنی بجٹ میں بڑی حیرت انگیز مد ملی کہ

Appointment of consultant for Balochistan Institute of Cardiology Quetta.

جناب سپیکر! کیا ہمارے پنجاب کے ہسپتالوں میں ڈاکٹرز مکمل ہو گئے ہیں، کیا ہمارے پاس سپیشلسٹ موجود ہیں، کیا ہمارا پنجاب کارڈیالوجی ideal situation میں کام کر رہا ہے؟ ہمارے پنجاب کے پاس تو خود ڈاکٹرز نہیں ہیں اور ہمارے ہسپتالوں کو خود پیسوں کی ضرورت ہے ایسے میں مجھے یہ سمجھ نہیں آیا کہ ضمنی بجٹ میں ہم کوئٹہ کے کارڈیالوجی کے consultant کو appoint کرنے کے لئے پیسے دے رہے ہیں۔ ٹھیک ہے اگر آپ ضمنی بجٹ میں جن چیزوں کے لئے پیسے لیتے ہیں ان کی performance دیں تو ہمیں ضمنی بجٹ پر بھی کوئی اعتراض نہ ہو مگر performance کیا ہے؟ ایک انہوں نے Prevention and control of Hepatitis Programme جو پرائم منسٹر کا پروگرام ہے اس کے لئے ضمنی بجٹ مانگا اور وہ صرف ان کی pays وغیرہ کے لئے مانگا ہے لیکن آج ہیپاٹائٹس کی کیا situation ہے، پورا پنجاب ہیپاٹائٹس میں جکڑا گیا ہے۔ پورے پورے گاؤں اس کی لپیٹ میں آ گئے ہیں ہر چوتھے فرد کا ہیپاٹائٹس positive آ رہا ہے۔ اس condition میں ہم اس پروگرام کے لئے پیسے دیتے ہیں تو ہمیں results بھی تو چاہئیں۔ یہ پروگرام total failure ہے اور اس کے لئے اصل بجٹ میں بھی کروڑہا روپے کے فنڈز لئے جا رہے ہیں اور ضمنی بجٹ میں بھی لئے جا رہے ہیں۔

جناب سپیکر! میں سمجھتی ہوں کہ یہ بالکل wasage of money ہے۔ پرائم منسٹر کے ٹی بی کنٹرول پروگرام کے لئے پیسے مانگے گئے۔ آج situation یہ ہے کہ ٹی بی کے insidents میں

پاکستان دنیا میں چھٹے نمبر پر ہے۔ٹی بی جیسا مرض جو اتنا آسانی سے treat ہونے والا مرض ہے ہم اس کو کنٹرول کرنے میں ناکام ہو گئے تو پھر اس کے لئے ضمنی بجٹ میں پیسے کیوں مانگے جا رہے ہیں؟ National Maternal and Child Health Programme بنایا گیا ہے۔ یہ بچوں اور ماؤں کو صحت اور تحفظ دینے کے لئے بنایا گیا ہے جبکہ ہم بار بار ذکر کرتے ہیں کہ آج پاکستان میں سب سے زیادہ مائیں دوران زچگی میں مرتی ہیں۔ باہر کے ممالک میں اگر کسی ہسپتال میں ایک ماں ڈیلوری کے دوران مر جائے تو وہ ہسپتال بند ہو جاتا ہے کیونکہ کوئی ایسی وجہ نہیں ہے کہ جس کو ہم کنٹرول نہ کر سکیں جس کی وجہ سے مائیں مرنے سے بچائی نہ جا سکیں۔

جناب سپیکر! آج دنیا میں ہماری سب سے زیادہ مائیں مرتی ہیں، سب سے زیادہ بچے پیدائش پر مرتے ہیں اور یہ سارے خرچے جو ڈیپارٹمنٹس کے لئے مانگے جا رہے ہیں یہ سب کے سب salaries and allowances کے لئے مانگے جا رہے ہیں۔ ایک پروگرام اور شروع کیا گیا تھا Integrated Reproductive Maternal New Born, Child Health and Nutrition Programme اس کے لئے ہم پیسے کیوں دیں جبکہ ہماری 40،50 فیصد آبادی malnourished ہے، stunting کی شکار ہے، wasting کی شکار ہے۔ 50 فیصد عورتیں اس وقت Anemia کا شکار ہیں ان میں خون کی کمی ہے۔ under 5 mortality rate پانچ سال سے کم عمر بچوں کا جو death rate ہوتا ہے یہ دنیا میں ایک important index ہے جو کہ ہیلتھ اور nutritional status کی index مانی جاتی ہے۔ اس کے اندر ہمارا اتنا poor indicator ہے کہ ایک ہزار بچوں میں سے 137 بچوں کی death ہو جاتی ہیں۔ اگر ہم اس قسم کے بجٹ مانگتے ہیں اور یہ ضمنی بجٹ کو ہم اتنا main پیسا کاٹ کر اور tax payer کی محنت کی کمائی کو ہم ان پراجیکٹس پر لگاتے ہیں اور ہمیں ان کے یہ results ملتے ہیں۔ یہ تھوڑی سی مثالیں ہیں جو میں نے آپ کو دی ہیں اگر ہم کتاب کھولیں تو وہ پہلے صفحہ سے لے کر آخری صفحہ تک اس طرح کی بے شمار مثالوں سے بھری ہوئی ہے۔ بہت شکریہ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: جی، ڈاکٹر وسیم اختر!

ڈاکٹر سید وسیم اختر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! آپ کی مہربانی ہے کہ آپ نے اس ضمنی بجٹ کی پانی کی مدھانی میں مجھے وقت عنایت فرمایا ہے۔ یہ ہر سال ضمنی بجٹ آتا ہے اس پر بڑا واویلا ہوتا ہے اور گمان یہی ہوتا ہے کہ جب اگلے سال بجٹ آئے گا تو اس میں ضمنی بجٹ کے حجم میں کمی سے کمی آتی چلی جائے گی لیکن اس مرتبہ جو 17-2016 کا بجٹ پیش ہوا ہے وہ پنجاب کی تاریخ

کا سب سے بڑا ضمنی بجٹ پیش ہوا ہے جس پر میں بہت ہی افسوس کا اظہار کرتا ہوں۔ ہم اس کو کوئی financial management کا نام تو نہیں دے سکتے میں کافی دیر سے سوچ رہا تھا کہ اس کو کیا نام دیا جائے۔ میرے ذہن میں تو یہی بات آئی کہ یہ "گھڑوس پروگرام" ہے جو پنجاب کے اندر رواں دواں ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! میں تھوڑی سی figures دینا چاہتا ہوں۔ اس ضمنی بجٹ میں 54 کروڑ سے زائد رقم ایگریکلچر پر خرچ کی ہے۔ ٹرانسپورٹ پر 54۔ارب 50 کروڑ روپے سے زائد رقم مانگ رہے ہیں۔

جناب سپیکر: پھر پڑھ لیں، پھر پڑھ لیں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! پڑھ لیا ہے۔ population welfare کے اندر 3۔ارب 51 کروڑ روپے خرچ کر دیئے۔ سکول ایجوکیشن میں ایک ارب روپیہ خرچ کر دیا، ہائر ایجوکیشن میں 2.5۔ارب روپے کی خطیر رقم خرچ کی ہے۔ اسی طرح سپورٹس ڈیپارٹمنٹ میں 43 کروڑ روپے خرچ کئے ہیں۔ یہ شکر ہے کہ وہ عثمان انور نام کا تحفہ جو ڈی جی سپورٹس لگایا تھا اس کی واپسی ممکن ہوئی ہے لیکن مجھے لگتا ہے کہ وہ پھر واپس آئے گا اور خوب اپنے گل کھیلے گا۔ اسی طرح یہ واٹر سپلائی سیوریج ڈرینج میں ایک ارب 50 کروڑ روپیہ خرچ کیا ہے۔ رُورل ورکس پروگرام پر 6۔ارب 93 کروڑ روپیہ خرچ کیا ہے۔ اسی طرح ہیلتھ پر 14.55۔ارب روپیہ جو بجٹ میں approve ہوا تھا اس سے زائد خرچ کیا۔ ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کے regular budget میں بھی رقم دی گئی لیکن اس میں 67.46۔ارب روپے کی خطیر over and above خرچ کی ہے۔

جناب سپیکر! میرے پاس roads and bridges کی لمبی لسٹ ہے جو ضمنی بجٹ کے اندر انہوں نے approve کرنے کے لئے اسمبلی کو کہا ہے اور ظاہر ہے کہ majority موجود ہے اور یہ approve ہو جانا ہے لیکن مجھے اس بات پر شدید غم و غصہ ہے کہ یہ کم و بیش 81 کے قریب roads and bridges کے منصوبے انہوں نے بجٹ سے ہٹ کر ترتیب دیئے ہیں اس پر اربوں روپیہ خرچ کیا ہے۔ یہ جنوبی پنجاب کی، بہاولپور کی بات تو بڑی کرتے ہیں لیکن پورے ضمنی بجٹ کے اندر انہوں نے roads and bridges پر جو رقم خرچ کی ہے اس میں صرف دو منصوبے بہاولپور کے ہیں۔ کوئی ایک منصوبہ بھی رحیم یار خان کا نہیں ہے، کوئی ایک منصوبہ بہاولنگر کا نہیں ہے اسی لئے ہم بار بار اس ایوان کے اندر واویلا کرتے ہیں کہ یہ ہمارے ساتھ زیادتی ہوتی ہے۔

جناب سپیکر! میں آپ کی خدمت میں عرض کروں گا کہ یہ لاہور رِنگ روڈ پر سالانہ بجٹ کا اربوں روپیہ منظور کروایا، اربوں روپے خرچ کرنے کے بعد بھی تسلی نہیں ہوئی اور 15.83- ارب روپیہ مزید لاہور رِنگ روڈ پر خرچ کئے ہیں۔ میں نے یہ باتیں اسی بجٹ کے documents میں سے آپ کی خدمت میں پیش کی ہیں۔ جب ہمارے علاقے کے لوگ اس کو دیکھتے ہے تو انہیں اس حوالے سے تکلیف ہوتی ہے۔ صرف بجٹ کے اندر یہاں تقریر ہوتی ہے اس کے اندر جنوبی پنجاب اور بہاولپور کی بات ہوتی ہے اور جب عملی اقدامات ہوتے ہیں تو اس میں ہمارا پتہ بالکل صاف ہوتا ہے اور میں اس پر شدید احتجاج کرتا ہوں۔ اسی طرح انہوں نے سالانہ بجٹ کے اندر بھی انصاف یعنی جوڈیشری کے لئے اربوں روپے کی رقم رکھی تھی اور اس ضمنی بجٹ کے اندر بھی 31.71- ارب روپیہ ان عدالتوں کو دیا گیا۔ بات یہ ہے کہ جن کی کارکردگی questionable ہے ابھی چار روز پہلے میں ایک اخبار کے اندر خبر پڑھ رہا تھا کہ 1995 میں ایک شخص نے دو قتل کئے اور 2016 میں 21 سال کے بعد وہ پھانسی کے پھندے پر چڑھا لیکن یہاں پر ججوں کی گاڑیوں اور تنخواہوں کی ایک لمبی لسٹ دی گئی ہے۔ آخر یہ انصاف جو اتنا delayed ہے اس کا کون کون ذمہ دار ہے، اس کو کس نے دیکھنا ہے اور ان کو کیوں اتنی مراعات دی جا رہی ہیں؟ صرف اس لئے کہ جب یہ جوڈیشری کی سپیشل کمیٹیاں بناتے ہیں تو وہ ان کو favour کریں۔۔۔

جناب سپیکر: اس کا notice ہو گا تو آپ ہی کو آئے گا۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! اسی طرح انہوں نے جیلوں میں موبائل جیمرز پر 33 کروڑ روپے سے زیادہ رقم خرچ کی ہے اور وہ ایسے جیمرز ہیں، میں خاص طور پر بہاولپور کی سنٹرل جیل کی بات کرتا ہوں کہ اس کے ارد گرد جتنی بھی آبادی ہے اور جو تاجر ہیں وہ بڑے تنگ ہیں۔ وہ دو تین فرلانگ دور جا کر فون کرتے ہیں اور یہ قصہ کہانی تقریباً صوبہ پنجاب کی ہر جیل کی ہے۔

جناب سپیکر: جی، آپ بھی تعاون فرمائیں، آپ کا بھی کام ہے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! ان سائل کو دیکھنے کی ضرورت ہے۔ اسی طرح لاء اینڈ آرڈر اور سکیورٹی کے حوالے سے ان کو اربوں روپے دیئے ہیں اس طرح سے نئی فورسز بنائی جا رہی ہیں لیکن جو عوام کا اصل مسئلہ تھانہ کلچر ہے جو بندہ تھانے کے اندر داخل ہوتا ہے چاہے وہ ملزم ہے یا مدعی پولیس دونوں کی جیب میں سے پیسے نکالنے کی کوشش کرتی ہے۔

جناب سپیکر! میں یہ عرض کروں گا کہ انہوں نے بڑا شور مچایا ہے کہ ایف آئی آر فری launch ہوتی ہے یہ بالکل فری launch نہیں ہوتی جب تک اوپر سے ڈی پی او یا آر پی او approval نہیں دیتے اس وقت تک ایف آئی آر درج نہیں ہوتی۔ میں یہ بہاولپور کی بات کر رہا ہوں اور یہی قصہ کہانی کم و بیش پورے پنجاب کی ہے۔

جناب سپیکر! میں عرض کروں گا کہ یہ اتنا بڑا بجٹ پیش کیا ہے اور اسی سال آل پاکستان کلرک ایسوسی ایشن کے کہنے پر کلرکس اور سپرٹینڈنٹ کے سکیل بڑھائے گئے اور یہ اچھی بات ہے لیکن جو ورک چارج اور daily wages ملازمین ہیں اور 250 کے قریب ایسے کیڈر ہیں جو ترقی سے محروم رہ گئے ہیں بلکہ یہاں پر آپ کی سربراہی میں اسمبلی کی فنانس کمیٹی کی میٹنگ ہوئی اور اس میں فیصلہ ہوا، ہماری اسمبلی کے ملازمین جو دن رات محنت کرتے ہیں ان کے لئے چند کروڑ روپے کا خرچہ درکار تھا، میں نے کئی دفعہ اسمبلی کے اندر اس بات کو بھی اٹھایا لیکن تاحال حکومت اس پر کچھ کرنے کے لئے تیار نہیں ہے۔ اصل تکلیف یہ ہوتی ہے اب لاہور کے اندر میٹرو بس بنی ہے اور اورنج لائن ٹرین بھی بن رہی ہے اور میں ذاتی طور پر سمجھتا ہوں کہ میگا پراجیکٹس بننے چاہئیں۔

جناب سپیکر! مجھے خوشی ہے کہ لاہور کے اندر یہ چیزیں بن رہی ہیں لیکن بات یہ ہے کہ جو محروم علاقے ہیں ان کی کاسٹ پر یہ چیزیں بنانا، میں اس پر سخت معترض ہوں اور آپ کو یاد ہو گا کہ میں نے میٹرو بس کے حوالے سے اسمبلی میں detail مانگی تھی کہ دوران سال کون کون سے پراجیکٹس سے رقم reappropriate کرکے میٹرو بس بنائی گئی ہے؟

جناب سپیکر! پہلی دفعہ تو گورنمنٹ نے بالکل اس کو گول مول کر دیا اور جواب دیا تھا کہ ہم نے ادھر ادھر سے رقم اکٹھی کرکے اتنا بڑا منصوبہ بنایا ہے۔ میں نے دوبارہ سوال دیا تو معلوم ہوا کہ 176 کے قریب جو منصوبے ہیں جس میں اربوں روپے کی farms to market roads بہاولپور، رحیم یار خان، بہاولنگر اور جنوبی پنجاب کی تھیں وہ ساری رقم reappropriate کرکے میٹرو بس کے اندر لگائی گئیں اس ناانصافی سے محرومیاں جنم لیتی ہیں۔ دیکھیں! یہ ڈیڑھ کھرب روپے سے زائد کا ضمنی بجٹ ہے۔

جناب سپیکر! آپ کی خدمت میں عرض کروں گا کہ بہاولپور کے اندر صاف پانی کا بڑا چرچا ہو رہا ہے بہاولپور میں 2004 کے اندر ایک ارب 20 کروڑ روپے کی لاگت سے منصوبہ بنایا گیا، 76 ٹربائین لگیں، 76 ٹرانسفارمر لگے اور پورے شہر کے اندر پلاسٹک کی دو نمبر پائپ بچھائی گئی اور کہا گیا

کہ شہریوں کو صاف پانی فراہم کیا جائے گا لیکن میں سمجھتا ہوں کہ وہ ایک ارب 20 کروڑ روپیہ تاحال ضائع ہوا ہے۔

جناب سپیکر! میں بار بار سیکرٹری لوکل گورنمنٹ کی خدمت میں پیش ہوتا ہوں، تین سیکرٹری تبدیل ہو چکے ہیں جس کے سامنے یہ ساری بات رکھتا ہوں وہ سر پکڑ کر بیٹھ جاتا ہے اور کہتا کہ انہوں نے اس کو design کس طرح کیا ہے؟ اس میں نقص رکھے گئے ہیں۔ سارے منصوبے کے اندر ٹیوب ویل آپریٹرز، ڈرائیور اور چوکیدار رکھے نہیں تھے، ٹی ایم اے نے اس کو take over نہیں کیا، پائپ گل کر پھٹ گئے ہیں۔ اب صورتحال یہ ہے کہ ٹرانسفارمرز چوری ہو گئے اور اس کی ایف آئی آر درج ہو گئی وہاں پانی تو نہیں ملا لیکن پولیس ٹرانسفارمرز recover کرنے کے لئے بھاگ رہی ہے۔

جناب سپیکر! میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ وزیراعلیٰ اور محترمہ وزیر خزانہ کو یہ نظر نہیں آیا؟ یہ ایک ارب 20 کروڑ روپے ضائع ہوا، اگر یہ اس میں چند لاکھ یا چند کروڑ روپے دے دیتے تو یہ منصوبہ مکمل ہو جاتا۔ میرے بھائی پبلک ہیلتھ انجینئرنگ کے منسٹر صاحب بیٹھے ہیں میں ان کی تحسین کرتا ہوں کہ جب بھی ان کی منسٹری کے حوالے سے بات کرتا ہوں تو یہ بھاگتے ہیں، یہ بہاولپور بھی تشریف لائے، اسلامی کالونی بہاولپور تین مرلہ سکیم میں پانی سپلائی کا منصوبہ چل رہا ہے اور اس کو دس سال ہو گئے ہیں۔ اس کے لئے چند کروڑ روپے درکار ہیں کبھی تھوڑے پیسے دے دیئے، پھر تھوڑے پیسے مزید کم کر دیئے اور پھر تھوڑے زیادہ پیسے دے دیئے تو میری گزارش یہ ہے کہ یہاں لاہور رنگ روڈ پر اربوں روپے بجٹ سے ہٹ کر خرچ کئے ہیں جس کے لئے اب ضمنی ڈیمانڈ کی منظوری آئی ہوئی ہے وہاں چند کروڑ روپے یکمشت نہیں دے سکتے تاکہ وہ منصوبہ مکمل ہو سکے؟

جناب سپیکر! اب میں ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ پر عرض کروں گا۔ آپ دیکھیں کہ انہوں نے جو رقم خرچ کی ہے وہ 14.55 کروڑ روپیہ سالانہ بجٹ میں دی ہوئی رقم سے زیادہ ہے۔ میں پنجاب کے ہر ہسپتال کے حوالے سے بات کر سکتا ہوں۔ میں خود بھی میڈیکل ڈاکٹر ہوں، practicing doctor ہوں اور میں بھی میڈیکل پریکٹس کرتا ہوں، جن کمپنیوں کی ہسپتالوں کے اندر ادویات available ہوتی ہیں ان کمپنیوں کا اوپن مارکیٹ میں نام و نشان تک نہیں ہوتا۔ یہ بہت بڑا مسئلہ ہے کہ fake companies بنتی ہیں، دو نمبر کمپنیاں بنتی ہیں کیونکہ lowest bid قبول ہوتی ہے اس کے نتیجے میں sub-standard ادویات ہسپتالوں کو سپلائی ہوتی ہیں اور یہ چیزیں کس نے دیکھنی ہیں؟ اس پر کسی کی

توجہ نہیں ہے۔ جب ہم لاہور آتے ہیں تو یہاں over bridge اور flyovers موجود ہیں، ہر چوک کے نیچے سے سڑک گزر رہی ہے اور یہ underways ہیں۔۔۔

(اس مرحلہ پر چیئرپرسن محترمہ راحیلہ خادم حسین
کرسیٔ صدارت پر متمکن ہوئیں)

محترمہ چیئرپرسن! میں پچھلے تین سال سے اسمبلی کے اندر بار بار واویلا کر رہا ہوں کہ بہاولپور میں سرکلر روڈ کے ایک سائیڈ پر محکمہ ہیلتھ کا ٹیچنگ انسٹیٹیوشن بہاولپور وکٹوریہ ہسپتال ہے جو قائداعظم میڈیکل کالج کے ساتھ منسلک ہے، ایک سائیڈ پر میڈیسن مارکیٹ ہے اور یہ بہت زیادہ رش روڈ ہے۔

محترمہ چیئرپرسن! میں آپ کی خدمت میں عرض کروں کہ میں ایسے واقعات جانتا ہوں کہ جب آپریشن تھیٹر سے مریض کے لواحقین کے پاس چٹ جاتی ہے کہ ابھی یہ دوائی چاہئے تو پتا نہیں کہ وہ ذہن کی کس کیفیت کے اندر ہوتا ہے، وہ بھاگتا ہوا روڈ کراس کرتے ہوئے accident کا شکار ہوتا ہے۔ میں بالکل خود ذاتی طور پر جانتا ہوں جس میں ایسے مریض کے attendant کی accident میں death ہو گئی، اتنی پریشانی ہے وہاں پر کمشنر سے بات کرتے ہیں تو وہ کہتے ہیں کہ ہم رنگ روڈ بنا رہے ہیں۔ اب یہ معلوم ہوا ہے کہ وہ رنگ روڈ نہیں بن سکتی کیونکہ رنگ روڈ کا ایک portion بہاولپور کنٹونمنٹ کے ساتھ متصل ہے اور اس کی دیوار کے ساتھ ساتھ چلتا ہے۔ آرمی نے اس پر اعتراض کیا ہے کہ ہم اپنی دیوار کے ساتھ رنگ روڈ نہیں بننے دیں گے۔ اس منصوبے کا جو لالی پاپ ہمیں دیا جا رہا تھا وہ کھٹائی میں پڑ گیا ہے۔

محترمہ چیئرپرسن! میں گزارش یہ کروں گا کہ آپ لاہور کے جو چوک رہ گئے ہیں اس پر بھی فلائی اوور اور انڈر پاسز بنا دیں مجھے اس پر کوئی اعتراض نہیں ہے لیکن خدا کے لئے ایک انڈر پاس یا ایک فلائی اوور کے لئے میں تین سال سے پیٹ رہا ہوں۔ پچھلی دفعہ رانا ثناء اللہ خان صاحب نے دو اجلاس قبل، جب میں نے یہ بات کی تھی تو انہوں نے کہا کہ ڈاکٹر صاحب آپ بار بار واویلا کرتے ہیں تو میں انشاء اللہ وزیراعلیٰ سے یہ بات کرتا ہوں لیکن اس بجٹ کے اندر بھی میں بہت ہی دکھ اور افسوس کا اظہار کرتا ہوں کہ اس حوالے سے کوئی رقم مختص نہیں کی گئی اور ضمنی بجٹ کے اندر کھربوں کے اخراجات ہوئے ہیں۔

محترمہ چیئرپرسن! محترمہ وزیر خزانہ بار بار اٹھ کر باہر چلی جاتی ہیں۔ مجھے احساس ہے کہ ان کا اس ضمنی بجٹ کے اخراجات میں کوئی حصہ نہیں ہے۔ مجھے یقین ہے کہ یہ جتنا بھی ضمنی بجٹ کا خرچہ ہوا

ہو گا، ہماری محترمہ وزیر خزانہ اس ٹریڈ کو جانتی ہیں، اسی سبجیکٹ سے متعلقہ ہیں competent ہیں۔ ان کا اس میں کوئی حصہ نہیں ہو گا، ظاہر ہے اس میں جو واویلا ہو رہا ہے، وہ سمجھتی ہیں کہ اپوزیشن جو بات کر رہی ہے، جائز بات کر رہی ہے۔ اس کا جواب دینا بڑا مشکل ہو جائے گا اس لئے وہ بار بار چلی جاتی ہیں۔ آپ دیکھیں کہ اس وقت خزانہ کے پارلیمانی سیکرٹری صاحب بھی تشریف نہیں رکھتے وہ بھی بائیکاٹ کر کے چلے گئے ہیں۔

محترمہ چیئرپرسن: وہ تشریف رکھتے ہیں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: محترمہ چیئرپرسن! اچھا وہ ادھر ایک سائیڈ پر جا کر بیٹھ گئے ہیں، اپنی سیٹ پر انہیں بیٹھنا چاہئے تھا۔

محترمہ چیئرپرسن: وہ ہاؤس میں تشریف فرما ہیں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: محترمہ چیئرپرسن! میں یہ گزارش کروں گا کہ یہ جو زیادتیاں بہاولپور کے ساتھ ہو رہی ہیں، بہاولپور ڈویژن کے ساتھ، ریاست بہاولپور کے ساتھ ہو رہی ہیں اس کی ایک اجمالی سی پکچر آپ کی خدمت میں پیش کی ہے۔ ہماری مینجمنٹ سے، وزیراعلیٰ سے یہ نہیں ہو سکتا کہ انہوں نے کھربوں، اربوں روپے کے اخراجات اس ضمنی بجٹ کے اندر ڈیمانڈ کئے ہیں، بہاولپور کے ایک دو چھوٹے چھوٹے منصوبوں کے لئے چند کروڑ روپے درکار ہیں لیکن وہ انہوں نے فراہم نہیں کئے اسی لئے میں زچ ہو کر اس بات کو اسمبلی کے اندر کرتا ہوں، آج بھی کروں گا کہ "اساں قیدی تخت لاہور دے" ہمارا صوبہ بحال کریں ہم اپنے صوبے کے اندر اپنی مینجمنٹ بہتر کر سکتے ہیں۔ آپ کے علم میں ہے کہ پاکستان جب بنا تھا پہلی چھ تنخواہیں سٹیٹ کی طرف سے پاکستان کی گورنمنٹ کو گفٹ کی گئی تھیں۔ قائداعظم رحمتہ اللہ علیہ کراچی میں جس رولس رائس گاڑی کے اندر سفر کرتے تھے وہ بہاولپور سٹیٹ نے ان کو provide کی تھی۔ محترمہ فاطمہ جناح رحمتہ اللہ علیہ جس گھر کے اندر کراچی میں قیام پذیر ہوئیں وہ بہاولپور سٹیٹ کی طرف سے گفٹ کیا گیا تھا۔ پورے پاکستان، پنجاب کے اندر سٹیٹ کی طرف سے کہیں یونیورسٹیوں میں ہال بنائے گئے، کہیں ہاسٹل بنائے گئے، بہاولپور کی اس حوالے سے پوری تاریخ ہے لیکن ہمارے ساتھ یہ سلوک ہے اس لئے میں یہ مطالبہ کرتا ہوں کہ ہمارا صوبہ بحال کریں اور یہ زیادتی جو ہمارے ساتھ ہوئی ہے اس پر میں باقی وقت کے لئے احتجاجاً واک آؤٹ کرتا ہوں۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبر ڈاکٹر سید وسیم اختر ایوان سے واک آؤٹ کر گئے)

رپورٹیں
(میعاد میں توسیع)

محترمہ چیئر پرسن: اب جناب امیر محمد خان مجلس قائمہ برائے ہاؤسنگ، اربن ڈویلپمنٹ اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع لینا چاہتے ہیں۔ میں انہیں دعوت دیتی ہوں کہ وہ توسیع کی تحریک پیش کریں۔

تحاریک التوائے کار نمبر 14/237، 15/278 اور نشان زدہ سوالات نمبر 16/2401، 16/4437 کے بارے مجلس قائمہ برائے ہاؤسنگ، اربن ڈویلپمنٹ اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع

جناب امیر محمد خان: محترمہ چیئر پرسن! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"Adjournment Motion No. 237/2014 moved by Mr Ahmad Shah Khagga MPA, PP-229, No. 2 Adjournment Motion No. 278/2015 moved by Dr Syed Waseem Akhtar MPA, PP-271, No 3 Starred Question No. 2401/2016 asked by Dr Waseem Akhtar MPA, PP-271, No, 4 Starred Question No. 4437/2016 Asked by Raja Rashid Hafeez M P A PP-11

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے ہاؤسنگ اربن ڈویلپمنٹ اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں دوماہ کی توسیع کر دی جائے۔"

محترمہ چیئر پرسن: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"Adjournment Motion No. 237/2014 moved by Mr Ahmad Shah Khagga MPA, PP-229, No. 2 Adjournment Motion No. 278/2015 moved by Dr Syed Waseem Akhtar MPA, PP-271, No 3 Starred Question No.

2401/2016 asked by Dr Waseem Akhtar MPA, PP-271, No, 4 Starred Question No. 4437/2016 Asked by Raja Rashid Hafeez M P A PP-11

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے ہاؤسنگ اربن ڈویلپمنٹ اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں دوماہ کی توسیع کر دی جائے۔"

یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور اب سوال یہ ہے کہ:

"Adjournment Motion No. 237/2014 moved by Mr Ahmad Shah Khagga MPA, PP-229, No. 2 Adjournment Motion No. 278/2015 moved by Dr Syed Waseem Akhtar MPA, PP-271, No 3 Starred Question No. 2401/2016 asked by Dr Waseem Akhtar MPA, PP-271, No, 4 Starred Question No. 4437/2016 Asked by Raja Rashid Hafeez M P A PP-11

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے ہاؤسنگ اربن ڈویلپمنٹ اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں دوماہ کی توسیع کر دی جائے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

(اذان ظہر)

محترمہ چیئرپرسن: محترمہ نبیلہ حاکم علی خاں مجلس قائمہ برائے سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع لینا چاہتی ہیں۔ میں انہیں دعوت دیتی ہوں کہ وہ توسیع کی تحریک پیش کریں۔

نشان زدہ سوالات نمبر 626، 6787، 7108، 7109، 7122 اور 7124 کے بارے مجلس قائمہ برائے سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع

محترمہ نبیلہ حاکم علی خاں: محترمہ چیئر پرسن! میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ:

1. Starred Question No. 626 asked by Mian Tahir MPA, PP-69.
2. Starred Question No. 6787 asked by Mr Amjad Ali Javid MPA, PP-86.
3. Starred Question No. 7108, 7109 asked by Mian Tariq Mehmood MPA PP-113.
4. Starred Question No. 7122 asked by Mrs Rahilla Anwar MPA W-357.
5. Starred Question No. 7124. asked by Dr Nausheen Hamid MPA W-356

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں دو ماہ کی توسیع کر دی جائے۔"

محترمہ چیئر پرسن: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

1. Starred Question No. 626 asked by Mian Tahir MPA, PP-69.
2. Starred Question No. 6787 asked by Mr Amjad Ali Javid MPA, PP-86.
3. Starred Question No. 7108, 7109 asked by Mian Tariq Mehmood MPA PP-113.
4. Starred Question No. 7122 asked by Mrs Rahilla Anwar MPA W-357.
5. Starred Question No. 7124. asked by Dr Nausheen Hamid MPA W-356

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں دوماہ کی توسیع کر دی جائے۔"

یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور اب سوال یہ ہے کہ:

1. Starred Question No. 626 asked by Mian Tahir MPA, PP-69.
2. Starred Question No. 6787 asked by Mr Amjad Ali Javid MPA, PP-86.
3. Starred Question No. 7108, 7109 asked by Mian Tariq Mehmood MPA PP-113. No.
4. Starred Question No. 7122 Asked by Mrs Rahilla Anwar MPA W-357.
5. Starred Question No. 7124. Asked by Dr Nausheen Hamid MPA W-356

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں دوماہ کی توسیع کر دی جائے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

محترمہ چیئرپرسن: جناب محمد توفیق بٹ مجلس قائمہ برائے خوراک کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع لینا چاہتے ہیں۔ میں انہیں دعوت دیتی ہوں کہ وہ توسیع کی تحریک پیش کریں۔

نشان زدہ سوال نمبر 7051/15 کے بارے مجلس قائمہ برائے خوراک کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع

جناب محمد توفیق بٹ: محترمہ چیئرپرسن! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"Starred Question No. 7051/2015 asked by Ch Ashraf Ali Ansari MPA, P P-93

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے خوراک کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں دوماہ کی توسیع کر دی جائے۔"

محترمہ چیئر پرسن: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"Starred Question No. 7051/2015 asked by Ch Ashraf Ali Ansari MPA, P P-93

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے خوراک کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں دو ماہ کی توسیع کر دی جائے۔"

یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور اب سوال یہ ہے کہ:

"Starred Question No. 7051/2015 asked by Ch Ashraf Ali Ansari MPA, P P-93

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے خوراک کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں دو ماہ کی توسیع کر دی جائے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

بحث

ضمنی بجٹ برائے سال 16-2015 پر عام بحث

(جاری---)

محترمہ چیئر پرسن: محترمہ راشدہ یعقوب!--- موجود نہیں ہیں۔ جی، جناب امجد علی جاوید!

جناب امجد علی جاوید: محترمہ چیئر پرسن! شکریہ۔ ضمنی بجٹ کے صفحہ نمبر 57 اور 58 پر relief کے نام پر 2۔ارب 7 کروڑ 90 لاکھ 24 ہزار روپے کی demand کی گئی ہے۔ اس حوالے سے میری ایک گزارش ہے کہ relief ہمیشہ عوام الناس کو مہیا کیا جاتا ہے اسی سلسلے میں پنجاب کے اندر بیت المال کے نام سے ایک ادارہ کام کر رہا ہے جس کے لئے پچھلے 26 سال سے 10 کروڑ روپے کی رقم بجٹ میں allocate کی جا رہی ہے۔ 26 سال پہلے جب یہ allocation کی گئی تھی اس وقت پنجاب کی آبادی یا پاکستان کی آبادی 8 کروڑ تھی اور آج 20 کروڑ کی آبادی ہے لیکن allocation وہی 10 کروڑ روپیہ ہے۔ جب ہم relief کے لئے دیگر مدات میں پیسے رکھتے ہیں اور ان کے لئے ضمنی بجٹ میں بھی amounts رکھی جاتی ہیں تو جو ایک مستقل ادارہ ہے اس کے لئے گرانٹ کیوں نہیں بڑھا دی جاتی جبکہ غربت کا معیار پہلے سے بھی زیادہ

بڑھا ہے اس لئے میری submission ہو گی کہ اس کو consider کیا جائے چونکہ یہ ایسا ڈیپارٹمنٹ ہے جو مسلسل نظرانداز ہو رہا ہے اور اب ضرورت ہے کہ اس پر نظر ڈالی جائے۔

محترمہ چیئرپرسن! اریگیشن کے حوالے سے 2- ارب 69 کروڑ 10 لاکھ 13 ہزار روپے کی ڈیمانڈ کی گئی ہے اس میں میری گزارش ہو گی کہ میرا ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ پنجاب کا وہ واحد ضلع ہے جہاں زیرزمین پانی قابل استعمال نہیں ہے جو پینے کے قابل بھی نہیں ہے اور فصلوں کے قابل بھی نہیں ہے۔ وہاں کاشتکاری کے لئے پنجاب کا سب سے کم ایوارڈ 1.5 کیوسک فی ایکڑ سالانہ ہے اور اس میں بھی ہمیں ایوارڈ کے مطابق 2100 کیوسک پانی ملنا چاہئے جو پچھلے کئی سالوں سے پورا حصہ نہیں مل رہا۔ اس وقت وجہ یہ بیان کی جا رہی تھی کہ ہماری نہریں اس قابل نہیں ہیں کہ وہ پورا پانی برداشت کر سکیں جب نہریں پختہ ہو جائیں گی تو پھر یہ پورا پانی ملنا شروع ہو جائے گا۔

محترمہ چیئرپرسن! میں آج اس ایوان کے توسط سے یہ بتانا چاہتا ہوں کہ اربوں روپیہ نہروں کی پختگی پر لگایا گیا ہے اس کے باوجود جیسے معزز ممبر ڈاکٹر سید وسیم اختر بھی بات کر رہے تھے کہ ڈیزائن کرنے والے منصوبہ ساز لوگ کہاں ہیں ان سے کیوں نہیں پوچھا جاتا کہ اربوں روپیہ لگانے کے بعد پچھلے ماہ دوبارہ سے وہ نہریں پانی برداشت نہیں کر پا رہی تھیں اور ہمارے علاقے کو پورا پانی نہیں مل رہا تھا اور پانی وافر ہونے کے باوجود نہریں بند کی جا رہی تھیں اور وارہ بندی کی جا رہی تھی۔ یہ سارا fault ہمارے کسی بھی شعبے میں انجینئرنگ ڈیپارٹمنٹ کا ہے، یہ اریگیشن میں ہے، مواصلات و تعمیرات میں ہے یا پبلک ہیلتھ میں ہے اور ہم جس طرف بھی نظر دوڑاتے ہیں تو انہیں کوئی پوچھنے والا نہیں ہے۔ جو اربوں کھربوں روپے کے منصوبے ڈیزائن کرتے ہیں ان کی منصوبہ بندی کرتے ہیں لیکن جب ان کی تکمیل ہوتی ہے تو وہ نتائج اس کے مطابق نہیں آتے۔ جانے والا چلا جاتا ہے اور نیا آ جاتا ہے، قوم کو اربوں کھربوں روپے کا ٹیکہ لگ چکا ہوتا ہے لیکن وہ منصوبے نتائج نہیں دے رہے ہوتے۔

محترمہ چیئرپرسن! میں اسی سلسلے کی مثال دینا چاہتا ہوں کہ ہمارے شہر میں پبلک ہیلتھ کی واٹر سپلائی سکیم پچھلے آٹھ سال سے چل رہی ہے جس میں ہر سال کچھ فنڈز رکھے جاتے ہیں۔ اس کا جو ڈیزائن کیا گیا تھا جیسے ڈاکٹر وسیم صاحب نے بہاولپور کی بات کی same ہی ہمارا مسئلہ ہے کہ جن لوگوں نے اس کی منصوبہ بندی کی تھی وہ ناقص تھی اس میں جو پائپ ڈیزائن کیا گیا تھا وہ نہیں مل رہا تھا اس کی cost exceed ہو گئی تھی اور وہ سکیم آٹھ سال سے اسی طرح چل رہی ہے اور لوگ پانی کی بوند بوند کو ترس رہے ہیں۔ اسی طرح سے وزیراعلیٰ پنجاب کے خادم اعلیٰ پنجاب روڈ پروگرام میں ہے، جب یہ

منصوبہ بندی کی جاتی ہے تو اس وقت ملٹی میڈیا پر بڑے گراف بنا کر دکھائے جاتے ہیں اس کی بڑی تعریفیں کی جاتی ہیں لیکن جب اس کا عملی phase آتا ہے تو بات بالکل اس کے برعکس نکلتی ہے۔ میں یہاں پر quote کروں گا کہ ایران عراق جنگ ہو رہی تھی صدام حسین باہر نکل کر ایک روڈ پر آیا تو روڈ پر گڑھا پڑا ہوا تھا اس نے اپنی گاڑی وہیں روکی اور کہا کہ جس انجینئر نے یہ سڑک بنائی ہے اسے بلاؤ۔ جب وہ انجینئر آیا تو اس نے گڑھا مزید گہرا کروایا اور اس انجینئر کو وہاں دفن کر دیا، اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ جنگ کے دوران بھی اس ملک کی سڑکیں نہیں ٹوٹیں۔ یہاں 70 سال سے یہ مذاق ہو رہا ہے کہ یہ لوگ منصوبے بناتے ہیں اپنا کمیشن کھاتے ہیں اور چلے جاتے ہیں لہٰذا یہاں بھی کوئی ایسا میکنزم ڈیزائن ہونا چاہئے کہ جو لوگ منصوبہ بنانے والے ہیں ان کی جواب دہی کا کوئی نظام بنایا جائے تاکہ جب بھی کوئی منصوبہ فیل ہو تو ان کی جواب دہی کی جائے۔ میں نے پچھلے دنوں یہاں ایک سوال بھی دیا تھا۔۔۔

محترمہ چیئر پرسن: غیر انسانی روایات اور مثالوں سے اجتناب کیا کریں۔

جناب امجد علی جاوید: محترمہ چیئر پرسن! یہ 70 سال سے کھا رہے ہیں، یہ دیمک لگی ہوئی ہے اور اربوں روپیہ غرق کرتے ہیں۔

محترمہ چیئر پرسن: ہمارا کام انسانیت کو بچانا ہے۔

جناب امجد علی جاوید: محترمہ چیئر پرسن! میں نے ایک مثال دی ہے۔ میں تو میکنزم کی بات کر رہا ہوں۔

محترمہ چیئر پرسن: آپ اچھی مثال دیا کریں۔

جناب امجد علی جاوید: محترمہ چیئر پرسن! میں یہ نہیں کہہ رہا کہ یہاں ہو لیکن جب تک جزا سزا کا نظام نہیں ہو گا تب تک یہ مذاق اس قوم کے ساتھ اسی طرح ہوتا رہے گا۔ قیادت ایک وژن دیتی ہے کہ اس طرح ہونا چاہئے یہ منصوبے بننے چاہئیں اور قوم اس کے لئے اپنا پیٹ کاٹ کر پیسے دیتی ہے لیکن جو لوگ اس کام کے لئے متعین ہوتے ہیں جن کو تنخواہیں ملتی ہیں وہ اپنا کام پورے طریقے سے مکمل نہیں کرتے اس لئے یہ موقع ہے کہ اس کو address کیا جائے اور ایسا میکنزم بنایا جائے کہ جو لوگ اس کے سزاوار ہوں ان کو سزا ملے تاکہ روزانہ ہماری یہ اکھاڑ پچھاڑ نہ ہوتی رہے۔

(اس مرحلہ پر جناب سپیکر کرسئ صدارت پر متمکن ہوئے)

معزز ممبران: جناب سپیکر! صدام نے گڑھا اپنے لئی کھودیا سی۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! تسیں کمیشن لیندے ہو؟ یہ 40/35 فیصد کمیشن لے کے کھا جاندے نیں، ایہ ایسی جونکاں لگیاں نیں کہ ایہناں نوں پچھدا ای کوئی نہیں دوسرے محکمے ایویں ای بدنام نیں۔

جناب سپیکر! ایگریکلچر میں ڈیمانڈ نمبر 5 میں 12۔ارب 70 کروڑ 85 لاکھ 84 ہزار روپے کی ڈیمانڈ کی گئی ہے۔ پورے سال سے اس ہاؤس میں اور ہاؤس سے باہر بھی کسان سراپا احتجاج ہیں، میں نے پہلے بھی گزارش کی تھی اور معزز ممبر میاں محمد رفیق بھی یہ بات کر رہے تھے کہ جو سبسڈی دی جاتی ہے یہ relief عارضی تو ہو سکتا ہے لیکن یہ مسئلے کا مستقل حل نہیں ہے۔ جب تک کسان کو اس کی فصل کی قیمت نہیں ملے گی تب تک اس کی زندگی آسان اور بہتر نہیں ہو سکتی۔

جناب سپیکر: جی، مہربانی۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! ہوتا یہ ہے کہ جب کسان سے فصل نکل جاتی ہے تو پھر اس کی قیمت بڑھ جاتی ہے، یہاں بھی ایک تجربہ کرنے کی کوشش کی گئی تھی لیکن جیسے افراد کے ساتھ پالیسیاں ختم ہو جاتی ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: بڑی مہربانی، بہت شکریہ۔ امجد علی جاوید صاحب! آپ کا بہت شکریہ۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! میری بڑی اہم تجویز ہے اس لئے استدعا ہے کہ میں یہ تجویز مکمل کر لوں۔ میری تجویز تھی کہ جیسے ہندوستان میں دیہاتوں کے اندر کوآپریٹو operate کرتا ہے اور یہ نظام چل رہا ہے کہ کسان اپنی فصل سٹوریج بنک میں رکھتے ہیں اور اس کے against بنک اس کی فصل کی موجودہ قیمت کا 90 فیصد تک اسے دیتا ہے اور جس وقت کسان چاہتا ہے کہ آج وہ اپنی فصل بیچنا چاہتا ہے تو اس دن اس کی فصل بیچ دی جاتی ہے اور اسے اس روز کی قیمت مل جاتی ہے۔ یہاں پنجاب کے اندر کروڑوں روپیہ لگا کر اس کا ایک پائلٹ پراجیکٹ بنایا گیا تھا لیکن سیکرٹری صاحب تبدیل ہوئے تو ان کے ساتھ یہ پراجیکٹ بھی ختم ہو گیا۔

جناب سپیکر: بڑی مہربانی، بہت شکریہ۔ ملک تیمور مسعود!

ملک تیمور مسعود: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شکریہ۔ جناب سپیکر! میں عرض کروں گا کہ مجھ سے پہلے میرے colleagues نے نہایت ہی تفصیل اور باریکی کے ساتھ ضمنی بجٹ کی افادیت کے حوالے سے اور اس میں شامل بہت سارے lacunas اور جو چیزیں تھیں ان پر in detail بات کی ہے۔

جناب سپیکر! میں مختصراً صرف چند valid points عرض کروں گا اور میری کوشش ہو گی کہ میں صرف تنقید برائے تنقید کے لئے بات نہ کروں بلکہ وہ بات کروں کہ جس سے نہ صرف اس پنجاب کی عوام کو فائدہ پہنچے بلکہ ہم لوگ جو بحیثیت نمائندہ اپنے عوام کی نمائندگی کا حق ادا کرنے کے لئے اس ایوان میں موجود ہیں صحیح طور پر وہ حق ادا کر سکیں۔ ہم اپنی آنکھوں اور کانوں کو کھولیں تاکہ احساس ذمہ داری کو سمجھ سکیں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ کسی بھی مہذب معاشرے کے اندر ضمنی بجٹ پیش کیا جاتا ہے۔ یہ وہ بجٹ ہوتا ہے کہ جب بعض اوقات unavoidable circumstances کے باعث حکومت کو اخراجات کرنے پڑتے ہیں۔ حکومت کی یہ کوشش ہونی چاہئے کہ جس حد تک ممکن ہو سکے وہ اپنے ضمنی بجٹ کو کم سے کم رکھے۔ حکومت کو چاہئے کہ وہ اپنے منظور شدہ اخراجات کے تخمینہ کے اندر رہ کر خرچ کرے۔ ایسا ہوم ورک کرنا چاہئے کہ جس سے پتا چل سکے کہ کس کس محکمہ کے اندر ہم نے کتنا خرچ کرنا ہے۔

جناب سپیکر! بد قسمتی کے ساتھ ہر سال یہاں پر اس حوالے سے تقاریر ہوتی ہیں لیکن اس کے باوجود ضمنی بجٹ کا حجم ہر سال پہلے سے بڑھتا چلا جاتا ہے۔ یہاں پر مجھ سے پہلے بھی بات کی گئی کہ سال 15-2014 کے اندر یہ ضمنی بجٹ 21۔ ارب روپے کا تھا۔ سال 16-2015 کے اندر double ہوا اور 42۔ ارب 95 کروڑ روپے کی رقم ضمنی بجٹ کے طور پر منظور کی گئی۔ اس سال 17-2016 میں یہ ضمنی بجٹ ایک کھرب اور 50۔ ارب روپے کے قریب جا پہنچا ہے۔ مجھے افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ ہم ان تمام احتیاطی تدابیر اور پہلوؤں کو ignore کرتے جا رہے ہیں اور اسی وجہ سے یہ بجٹ ہر سال دُگنا اور چوگنا ہوتا جا رہا ہے۔ ہم اپنی efficiency and working capability کو نہیں دیکھتے، ہم محکموں کے حوالے سے اپنا ہوم ورک مکمل نہیں کرتے کیونکہ ایک طرف تو محکمہ تعلیم کے بجٹ کے اربوں روپے خرچ نہیں ہوتے اور دوسری طرف ایسے محکمے بھی موجود ہیں کہ جن پر extra اخراجات کئے گئے ہیں یعنی over expenditure کئے جاتے ہیں۔

جناب سپیکر! میں حکومت کو اس بات پر credit دیتا ہوں کہ اگر سال 2014-15 میں حکومت پنجاب کا بجٹ 14 کھرب روپے تھا تو اس سال انہوں نے اپنے revenue and resources میں اضافہ کیا اور بجٹ کا حجم 16 کھرب اور 21۔ارب روپے ہو گیا ہے۔اگر انہوں نے اپنے اخراجات کو بڑھایا ہے تو یقینی طور پر اپنے revenue and income کو بڑھانے کے لئے بھی کوشش کی ہو گی۔جب ہم الفاظ کے گورکھ دھندوں میں جاتے ہیں، جب ہم ان figures کو دیکھتے ہیں تو مایوسی اور افسوس ہوتا ہے کہ ہم ضمنی بجٹ کے تحت بہت سے محکموں پر اربوں روپے خرچ کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر! میں امن وامان کے حوالے سے خصوصی طور پر بات کرنی چاہوں گا کہ پولیس کے لئے 88۔ارب روپے کا بجٹ رکھا گیا لیکن ضمنی بجٹ میں اس کے لئے مزید 5۔ارب روپے مانگے گئے ہیں۔صوبے کے اندر امن وامان کی صورتحال کو بہتر بنانا انتہائی ضروری ہے لیکن یہ دیکھنا بھی ضروری ہے کہ اتنے اخراجات کرنے کے بعد ہم نے اپنے صوبے میں امن وامان کی صورتحال کو کس حد تک بہتر بنایا ہے؟ صرف over expenditure کر دینے سے اور اربوں روپے مزید لگا دینے سے efficiency بہتر نہیں ہوتی۔

جناب سپیکر! میں اس کی تفصیل میں جائے بغیر حکومت کے ایک document کی بات کروں گا اور اس ایوان کی توجہ اور بالخصوص یہاں پر موجود میڈیا کی توجہ اس document کی طرف مبذول کروانا چاہوں گا کہ جو اس حکومت کے آغاز پر پیش کیا گیا تھا۔جب یہ حکومت بنی تو وزیراعلیٰ پنجاب نے یہ اعلان کیا تھا کہ ہم اس صوبے میں اخراجات کو کم کریں گے، ہم سادگی کے ساتھ اس صوبے کو چلائیں گے اور تمام محکموں کے اندر غیر ضروری اخراجات کو کم کریں گے۔یہ بہت اچھی بات تھی اور ہم تمام لوگوں نے اس کو support بھی کیا تھا۔اس حوالے سے ایک Austerity Committee بھی تشکیل دی گئی تھی۔

جناب سپیکر! اس کمیٹی کے سربراہ اس وقت کے وزیر خزانہ میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن تھے۔اس کمیٹی میں حکومت کی طرف سے ڈاکٹر اعجاز نبی مشیر وزیراعلیٰ، محترمہ مہوش سلطانہ ایم پی اے، جناب محمد وحید گل ایم پی اے، رؤف مینگل اور جناب عدنان فرید کو بطور ممبر شامل کیا گیا تھا۔اس کے علاوہ موجودہ محترمہ وزیر خزانہ ڈاکٹر عائشہ غوث پاشا بھی اس کمیٹی میں بطور ممبر شامل تھیں۔اس وقت اس Austerity Committee کا مقصد یہ تھا کہ تمام محکموں کے اندر غیر ضروری

اخراجات کو کم کیا جائے۔اس کمیٹی کی پہلی میٹنگ میں بہت سے measures لئے گئے تھے اور اس کمیٹی نے دولائنوں کا جو فیصلہ کیا میں وہ پڑھ کر سُنانا چاہتا ہوں۔

In order to ensure the effectiveness and economical use of the public resources, the provincial government has decided to introduce the following economic measures during the financial year.

جناب سپیکر! عوام کے پیسے، public resources کو خرچ کرنے کے لئے، اخراجات کے بوجھ کو کم کرنے کے لئے کچھ measures لئے گئے تھے۔ان measures میں سب سے پہلے air travelling تھی۔اس میں فیصلہ ہوا کہ:

The Chief Minister Punjab has been pleased to impose the ban on the foreign visit of Ministers, MPAs and government officials through the government funding.

یعنی حکومت کے فنڈز سے بیرون ملک جو غیر ضروری سفر کئے جاتے ہیں ان کو کم کیا جائے۔اس کے بعد دوسرا ban on the purchase of new vehicles measure تھا۔اسی طرح تیسرا Minimization of the request of supplementary grant تھا۔آگے چوتھا Special plan to save unnecessary expenditure on account of utilities and POL Charges. تھا۔اسی طریقے سے پانچواں Official functions not to be held in hotels. تھا۔پھر چھٹا measure on contingent appointments کا اور ساتویں measure میں Purchase of durable goods machinery equipment, furniture and fixtures. شامل تھے جبکہ آٹھواں The minimization of publicity advertisement expenditures اور نواں Regularization of monthly PFC release of Local Government. تھا تو یہ اس کمیٹی کے اندر measures لئے گئے تھے کہ ہم نے اس طریقے سے ان محکموں کے اندر اخراجات کو کم کرنا ہے لیکن افسوس کے ساتھ کہتا ہوں کہ آج تیسرے مالی سال کا بجٹ اس حکومت کی طرف سے پیش کیا جا رہا ہے مگر ان measures پر کہیں پر بھی عملدرآمد ہوتا نظر نہیں آرہا۔وہ کمیٹی جو وزیراعلیٰ کی خواہش پر بنائی گئی تھی، سابقہ وزیر خزانہ اس کمیٹی کے چیئرمین اور موجودہ وزیر خزانہ اس کی ممبر تھیں۔میں نے اس کمیٹی کی رپورٹ آپ کے سامنے ابھی

پیش کی ہے یہ alreadyمیڈیا پر بھی آچکی ہے۔یہ گورنمنٹ کاdocumentہے۔ کمیٹی کی میٹنگ میں فیصلہ ہوا تھا کہ ان تمامmeasuresپر عملدرآمد کیا جائے گا اور صرف اور صرف وزیر اعلیٰ کی صوابدید پر یہ اخراجات کئے جائیں گے۔اس کمیٹی کی طرف سے دیئے گئے پہلے measureیعنی اگر ہم travellingکی بات کریں تو اس وقت میرے پاس150کے قریب بیوروکریٹس،افسر شاہی جن کو ہم پبلک سرونٹس کہتے ہیں اور جو گریڈ19سے لے کر گریڈ21تک کے افسران ہیں کی ایک فہرست ہے جنھوں نے بیرون ملک سفر سرکاری اخراجات پر کئے ہیں۔ان سرکاری افسران نے سرکاری خرچ بیرون ملک سفر کیا، عیاشی کی اور اپنے اللے تللوں پر عوام کے خون پسینے کی کمائی خرچ کی ہے۔

جناب سپیکر!کیا ان تمام اخراجات کے لئے وزیر اعلیٰ سے منظوری لی گئی تھی اور یہ جو چار سے پانچ کروڑ روپیہ صرف بیرونی دوروں کی مد میں خرچ کیا گیا ہے کیا یہ وزیر اعلیٰ کی مرضی سے خرچ کیا گیا ہے؟قائداعظم رحمۃ اللہ علیہ نے جب پہلی دفعہ پاکستان کے اندر اس افسر شاہی سے خطاب کیا تھا تو انہوں نے فرمایا تھا کہ You are the public servantsاور تم لوگ پاکستان کے عوام کی جان اور مال کا تحفظ کرو گے۔یہ عوام کے خون پسینے کی کمائی ہے جو بیرون ملک دوروں پر خرچ کی جارہی ہے۔ان بیرون ملک دوروں پر کروڑوں روپے خرچ کئے گئے ہیں۔عوامی نمائندے ہمیشہ لوگوں کے غیظ وغضب کا نشانہ بنتے ہیں۔جب بھی ایسی بات آتی ہے تو لوگ جمہوریت کو گالی دیتے ہیں اس کی بنیادی وجہ یہی ہے۔ہم لوگ جو عوامی نمائندے کے طور پر سامنے آتے ہیں ان افسر شاہی کی عیاشیوں،ان کے اخراجات اور ان کے غیر ضروری معاملات پر بات نہیں کرتے اور ہمارے ان کے بارے میں بات کرنے سے پَر جلتے ہیں اور ہم ان معاملات کے اوپر بات نہیں کرتے اور ان کے بارے میں بات کرنے سے ہمارے پَر جلتے ہیں تو ہم کیوں نہ وہ بات کریں جو ہمارا حق ہے۔

جناب سپیکر!کیا ہمیں عوام نے یہاں پر صرف گلیاں، نالیاں اور سڑکیں بنانے کے لئے بھیجا ہے، کیا ہم یہاں پر اُن کی جان و مال کا تحفظ کرنے کے لئے نہیں آئے، وہ اپنے خون اور پسینے سے ٹیکس دیتے ہیں تو کیا اُن کے خون اور پسینے کی کمائی اس طریقے سے عیاشیوں میں لگائی جائے گی؟

جناب سپیکر!میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ جب یہاں پر purchase of new vehicles پر ban imposeکیا گیا تھا اور اُس وزیر اعلیٰ نے بڑے دعوے کے ساتھ کہا تھا کہ ہم اس پر عمل کرائیں گے تو بتائیں کہ ان vehiclesکے اوپر کتنا banلگا ہے؟آپ آج کے ضمنی بجٹ کو اُٹھا کر

دیکھیں اور یہاں پر محترمہ وزیر خزانہ ڈاکٹر عائشہ غوث پاشا نے یہ بات کی تھی اور اس ضمنی بجٹ کے اندر یہ لکھا تھا کہ:

Purchase of Toyota Double Cabin Vigo for Law Minister and Members of the Cabinet

اور اُس کی مالیت ساڑھے چار کروڑ روپیہ تھی تو کیا یہ ہم اپنے وزیر اعلیٰ کے اُس وژن کو آگے لے کر چل رہے ہیں، کیا ہم اُن اخراجات کو اس صورت میں کم کر رہے ہیں کہ ہم نے hiring and charges of private vehicles for security کی مد پر ساڑھے چار کروڑ روپیہ لگا دیا اور کیا ہم اس طریقے سے کفایت شعاری اور کیا ہم اس طریقے سے ملک کے اندر سادگی کو اپنانا چاہتے ہیں؟ آپ لوگوں نے تو اس document کے اندر بڑے دعوے کے ساتھ لکھا تھا کہ ہم publicity and advertisement کو minimize کریں گے تو آپ مجھے بتانا پسند کریں گے کہ جس دن اس ایوان کے اندر بجٹ پیش کیا گیا اُس دن سے لے کر آج تک اس ملک کا کوئی ایسا اخبار ہے کہ جس کے front page پر عوام کے خون اور پسینے کی کمائی سے اشتہارات نہ لگے ہوں؟ یہ اشتہارات اور دعوے اخبارات میں لگانے سے نہیں ہوتے جب تک عوام تک ان کے اثرات نہیں جائیں گے تب تک وہ آپ کی چیزوں کو acknowledge نہیں کریں گے Actions speak more louder than the words. اُن کے لئے ہمیں لاکھوں روپے کے اشتہارات پر اخراجات کی ضرورت نہیں ہے۔

جناب سپیکر! میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ آج اگر اس ایوان کے اندر موجود میرے سے لے کر تمام لوگ جو سوائے گورنمنٹ کے اندر بیٹھے ہیں یا حزب اختلاف میں ہیں ہم لوگ یہاں پر صرف اپنی چودھراہٹ کے لئے نہیں آئے ہمارے اوپر ایک ذمہ داری ہے، ہمارے اوپر ذمہ داری صرف ڈویلپمنٹ فنڈز کی نہیں، ہم لوگ تو شکر ادا کرتے ہیں کہ اگر آپ نے ہمیں ڈویلپمنٹ فنڈز نہیں دیئے تو ہمیں بھی آپ کی یہ خیرات نہیں چاہئے کیونکہ ہم آپ کے ان چند ٹکوں سے اڑھائی تین لاکھ کی آبادی کے اندر کتنے کام کرا لیں گے، کتنے لوگوں کی اُمیدوں اور خواہشات پر پورا اُتر لیں گے لیکن ہم اپنے ضمیر کی آواز کے اوپر ضرور بات کریں گے۔ ہم اُن غریب، ماؤں، بیواؤں اور یتیموں کے لئے ضرور بات کریں گے جن کے لئے منہ میں روٹی کا نوالہ میسر نہیں ہے اور ہم اُن غریب، بے کس اور بے گھر لوگوں کے لئے ضرور بات کریں گے جن کے لئے گھر کی چھت موجود نہیں ہے۔ اس ملک کے اندر ڈویلپمنٹ کے سوا بھی بہت سے ایسے مسائل ہیں جن پر بات کرنے کی ضرورت ہے۔

جناب سپیکر! مجھے خوشی ہوتی ہے جب حکومتی بنچوں پر سے اپنی leadership کے حوالے سے ایسے مرد مجاہد بات کرتے ہیں اور کسی کے خلاف ایسے بات کرنے سے کسی کی تضحیک نہیں ہوتی اور ہم عوامی نمائندوں کو اپنی leadership کی بھی کسی غلط بات پر ببانگ دہل بات کرنی چاہئے اور اپنی directions کو صحیح کرنا چاہئے تاکہ جو لوگ کہتے ہیں کہ جمہوریت سے بہتر آمریت ہے اُن لوگوں کے منہ کو بند کیا جائے۔ ہم اپنی صفوں میں موجود اُن کالی بھیڑوں کو صاف کریں اور اپنی اتنی بہتری کریں کہ کل ہمارے اوپر باہر سے انگلیاں نہ اُٹھ سکیں تو جو لوگ اپنی leadership کے حوالے سے یا اپنی directions کے حوالے سے بات کرتے ہیں اور اُن بنیادی issues پر بات کرتے ہیں کہ جن کی نیت صرف ڈویلپمنٹ فنڈ اُن کے منہ کو بند کرنے کے لئے کافی نہیں بلکہ وہ اپنے علاقے کے لوگوں کے ضمیر کی آوازوں پر بات کرتے ہیں اور میں سمجھتا ہوں کہ ہم یہاں پر بیٹھے لوگ صرف اپنے حلقے کا حق ادا کر دیں، ہمارے کندھوں کے اوپر جو ذمہ داری ہے ہم اُس کو ہی سمجھ لیں یا ہم اُس چڑیا سے بھی بدتر ہیں جو کہ آتش نمرُود کو بجھانے کے لئے اپنی چونچ میں پانی لے کر جاتی تھی تو باقی چڑیاں کہتی تھیں کہ تمہارے اس پانی سے کیا یہ آگ بجھ جائے گی تو اُس کا جواب تھا کہ میں اپنے حصے کی کوشش کروں گی آگ بُجھانا، نہ بُجھانا اللہ تعالیٰ کا کام ہے تو ہمیں اُس طرح سے اپنے حصے کی کوشش ضرور کرنی چاہئے کام ہو یا نہ ہو تاکہ روزِ محشر ہم اللہ کو یہ جواب دے سکیں کہ ہم نے اپنے حصے کا حق ادا کیا۔ ہم نے عوام کے اُن حقوق کی ضرور ترجمانی کی جن حقوق کے لئے انہوں نے ہمیں اس ایوان کے لئے منتخب کیا تھا۔

جناب سپیکر! میں آپ سے بھی یہ گزارش کروں گا اور اس ایوان میں موجود محترمہ وزیر خزانہ سے بھی یہ گزارش کروں گا کہ باقی باتیں اپنی جگہ، ہم سو بار لڑیں گے، ہم سو بار politically point scoring کریں گے، ہم اپنی leadership کے اوپر تنقید کئے بغیر وہ باتیں کریں گے جو اس ملک اور اس پنجاب کی عوام کے لئے ہوں گی لیکن خدارا یہ میرا سوال نہیں، یہ اس ایوان میں بیٹھے ہوئے ہر اُس عوامی نمائندے کا سوال ہے جو اپنے علاقے کے لوگوں کی اُمیدوں اور اُن کی خواہشات کا مرکز بن کر آج یہاں پر بیٹھا ہے۔ یہ جو کمیٹی بنائی گئی تھی اور اس کمیٹی نے وزیر اعلیٰ کی خواہشات کے اوپر جو فیصلے کئے تھے مجھے یہ بتائیں کہ اُس پر کس حد تک عملدرآمد کیا جا رہا ہے اور وہ اخراجات جن کی تفصیل میں نے یہاں پر پیش کی ان اخراجات کی تفصیل کے حوالے سے اگر کوئی justification پیش کرنا چاہے تو یقینی طور پر میرے لئے یہ بات باعثِ افتخار ہو گی۔ بہت شکریہ

جناب سپیکر: جی، آپ کا بہت شکریہ۔ قاضی احمد سعید!

قاضی احمد سعید: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جیئے بھٹو۔۔۔ جناب سپیکر! آپ کا شکریہ کہ آپ نے مجھے ضمنی بجٹ پر بات کرنے کا موقع فراہم کیا۔ بجٹ 17-2016 پیش ہوا میرے سمیت ممبران حزب اختلاف نے اُس پر بحث کی۔ عددی اعداد و شمار کی وجہ سے وہ بجٹ پاس ہو گیا۔ یہ ضمنی بجٹ بھی اُسی طرح حزب اختلاف کی چیخ و پکار اور اُن کی تجاویز کے باوجود پاس ہو جائے گا۔

جناب سپیکر! مجھے بجٹ کو پڑھ کر اور اس ایوان میں سُن کر یہ پتا چلا کہ اتنے بڑے صوبہ پنجاب کے محترم وزیر اعلیٰ کے گھر کے جنریٹر کا ذکر ہو کہ وہ قومی خزانے سے خریدا گیا، انہوں نے قومی خزانے کے کروڑوں روپیہ دوروں پر لُٹائے، 70 کروڑ روپیہ جاتی اُمرا کی چار دیواری پر خرچ ہوں اور سیکرٹریوں کے دوروں اور اُن کی عیاشیوں پر کروڑوں روپے خرچ ہوں تو یہ بڑے افسوس کی بات ہے۔

جناب سپیکر! جہاں تک ضمنی بجٹ کا تعلق ہے اگر ضمنی بجٹ میں کسی ایسے منصوبے کے لئے رقم مانگی جاتی یا منظور کرائی جاتی کہ وہ منصوبہ جنوبی پنجاب میں نظر آ رہا ہوتا یا اُس منصوبے سے جنوبی پنجاب کے لوگوں کو کوئی سُکھ کی گھڑی نظر آئی آتی لیکن کوئی ایسا منصوبہ نظر نہیں آیا جس کے لئے یہ رقم منظور کرائی گئی ہو۔ ضمنی بجٹ منظور کرانے کے لئے پیش کیا گیا ہے اور یہ منظور بھی ہو جائے گا لیکن افسوس میں صرف چند ڈیپارٹمنٹس ذکر کرنا چاہتا ہوں جن میں اس حکومت کی وجہ سے وہ رقم اُن منصوبہ جات میں یا اُن ڈیپارٹمنٹس میں خرچ نہیں کی جا سکی۔ زراعت کو ہی دیکھ لیں، پنجاب میں زراعت کو ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت حاصل ہے۔ ملک کی ترقی اور علاقے کی ترقی میں پنجاب کے کسان کا بڑا ہاتھ ہے۔

جناب سپیکر! آپ نے دیکھا کہ گزشتہ بجٹ میں 10-ارب روپے زراعت اور کسان کی فلاح کے لئے رکھے گئے ہم خوش ہوئے لیکن افسوس کہ صرف 10-ارب روپے میں سے 2-ارب روپے خرچ ہوئے۔ میرا یہ سوال ہے کہ کیا یہ بجٹ صرف کاغذوں میں درج کیا جاتا ہے۔ ورنہ 10-ارب روپے کہاں اور 2-ارب روپے کہاں۔

جناب سپیکر! آپ پھر کسان کی فلاح اور کسان package کی بات کرتے ہیں۔ ہم یہ مانتے ہیں کہ آپ اعداد و شمار کے ماہر ہیں۔ آپ نے بجٹ کی کتابوں میں اور وائٹ پیپر میں درج کر دیا کہ 10-ارب روپے پنجاب میں زراعت پر خرچ ہوں گے لیکن خرچ تو پھر 2-ارب روپے ہی ہوئے بقایا 8-ارب روپے کہاں گئے؟ میں اب اورنج لائن ٹرین کی بات کروں گا تو پھر یہ ناراض ہو جائیں گے۔ اس

کا یہ مطلب ہوا کہ وہ باقی رقم وزیر اعلیٰ پنجاب یا گورنمنٹ کی اپنی خواہشات کے مطابق جو منصوبے تھے اس پر خرچ کر دیئے گئے۔ اسی طرح کوئی ملک، کوئی صوبہ، کوئی علاقہ یا کوئی گھر ہو اس کی ترقی کا دارو مدار تعلیم پر ہے۔ ہم نے "بڑھو پنجاب پڑھو پنجاب" اور "پڑھا لکھا پنجاب" کے نعرے ضرور سنے ہیں اور بڑے بڑے اشتہارات بھی ہم نے دیکھے ہیں۔ پچھلے بجٹ میں 44-ارب روپے ایجوکیشن کے لئے رکھے گئے اور خرچ 19-ارب روپے ہوئے یہ وائٹ پیپر کے صفحہ نمبر 7 پر ہے کہ 50 فیصد سے بھی کم تعلیم پر خرچ ہوئے۔ یہ کہاں کا انصاف ہے؟ ابھی ڈاکٹر سید وسیم اختر جنوبی پنجاب کے حوالے سے فرما رہے تھے۔ ہمارے رحیم یار خان اور چولستان کو دیکھیں کہ وہاں پر سکول نہیں ہیں، گرلز سکولوں میں ٹائلٹ بلاک نہیں ہیں، سکولوں کی چھتیں نہیں ہیں اور یہاں پر 44-ارب روپے کا چرچا ہے کہ ایجوکیشن پر اتنا خرچ کیا گیا ہے۔ آخر میں جب پتا چلتا ہے تو 50 فیصد سے بھی کم خرچ ہوا ہوتا ہے۔

جناب سپیکر! اسی طرح لائیو سٹاک اینڈ ڈیری ڈویلپمنٹ کے بغیر بھی ہمارا گزارا نہیں ہے۔ محترمہ وزیر خزانہ تشریف رکھتی ہیں انہوں نے پچھلی دفعہ بھی بجٹ پڑھا تھا اور 4-ارب 99 کروڑ روپے لائیو سٹاک اینڈ ڈیری ڈویلپمنٹ کی ترقی کے لئے رکھے گئے تھے لیکن اس میں 40 فیصد سے بھی کم ایک ارب 98 کروڑ روپے خرچ ہوئے۔

جناب سپیکر! پچھلے بجٹ میں پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ کے لئے 13-ارب روپے رکھے گئے۔ آپ حکومت کی نااہلی دیکھیں اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ ان کا مایوس کن ذہن ہے کہ 4-ارب روپے خرچ ہوئے۔ یہ صاف پانی کے بڑے بڑے دعوے کر رہے ہیں۔ ہمیں تو خیر پانی ہی میسر نہیں ہے۔ ڈاکٹر سید وسیم اختر کہہ گئے ہیں کہ ایسے علاقے بھی موجود ہیں جہاں سے انسان اور جانور اکٹھے پانی پیتے ہیں۔ انہوں نے پچھلے بجٹ میں صاف پانی پروگرام کے لئے 11-ارب روپے رکھے تھے اور 4-ارب روپے خرچ ہوئے باقی رقم کہاں گئی؟ اعداد و شمار کی بازی گری شعبدہ بازی، ڈرامہ بازی ہے وہ پیسے میٹرو بس پر گئے یا اورنج لائن ٹرین پر گئے تو ہم اسی لئے جنوبی پنجاب کی بات کرتے ہیں۔ آپ میٹرو بس بنائیں اور اورنج لائن ٹرین بنائیں ہمارا اس سے اختلاف ہے لیکن جو ہمارے یعنی جنوبی پنجاب کے حقوق ہیں اور یہاں کا رہنے والا شہری چاہے وہ سرائیکی، پنجابی یا اُردو بولنے والا ہے وہ اس کا حصہ ہے اور وہ اپنے علاقے کی ترقی چاہتا ہے۔

جناب سپیکر! ضمنی بجٹ جو 146۔ارب روپے کی منظوری کے لئے پیش کیا گیا ہے۔ اس میں 75۔ارب روپے ڈویلپمنٹ اور روڈز کی مد میں بنتے ہیں۔ کیا ہی اچھا ہوتا کہ یہ آج ضمنی بجٹ میں اس ہاؤس میں تعلیم پر پیسے خرچ کئے ہوتے اور وہ مانگ رہے ہوتے۔ ہسپتالوں میں ادویات نہیں ہیں، مریض مر رہے ہیں، ڈاکٹر موجود نہیں ہیں کاش آج اس ضمنی بجٹ میں یہ ہیلتھ کے لئے پیسے مانگتے۔ انہوں نے جو 75۔ارب روپے ڈویلپمنٹ اور روڈز کی مد میں زائد خرچ کئے ہیں۔ یہ پیسا اپنے من پسند منصوبوں پر خرچ کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ ضمنی بجٹ خزانے پر ڈاکا ہے۔ گورنمنٹ ایسے منصوبوں پر رقم خرچ کرتی ہے جو فلاپ ہو گئے ہیں اور دوسری طرف زائد رقم خرچ کر کے منظوری لیتی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ پنجاب گورنمنٹ کی نااہلی ہے۔ جہاں تک وزیر خزانہ کا تعلق ہے تو ان کو تو لکھی لکھائی تقریر دے دی گئی۔ یہ سنا ہے کہ محترمہ بجٹ کی ماہر ہیں لیکن کاش جب انہوں نے بجٹ پڑھا تھا تو وہ اس بجٹ میں یہ بھی ذکر کر دیتیں کہ پچھلے بجٹ میں چار، پانچ یا آٹھ دن اپوزیشن نے اپنی تجاویز اور آراء دیں۔ ان کی آراء اور تجاویز پر کوئی ایک منصوبہ یا ایک اچھا کام اس گورنمنٹ نے کیا ہے لیکن نہیں۔ بس وہی روایات اور ghost programmes ان کے جاری ہیں۔ ہم نے اپنی تجاویز دے دی ہیں اور بات کر لی ہے پھر یہ ضمنی بجٹ منظور ہو جائے گا۔ میں صرف یہی کہتا ہوں کہ ہمیں ہمارا حق دیں۔ محترمہ وزیر خزانہ ہماری بات چیف منسٹر تک پہنچائیں۔

جناب سپیکر! چودھری پرویز الٰہی جب وزیر اعلیٰ تھے تو ہمارا ان سے اختلاف تھا۔ انہوں نے جنوبی پنجاب میں تین منصوبے، بہاولپور میں جھانگی والا ہسپتال، رحیم یار خان میں میڈیکل کالج اور ملتان میں کارڈیالوجی بنائے۔ ان جیسا ایک منصوبہ ان تین سالوں میں دکھا دیں تو ہم آپ کو appreciate کریں گے۔ ان کے بنائے ہوئے منصوبوں پر تختیاں مت لگاؤ، ہمیں ہمارا حق دو ورنہ ہم یہی کہتے رہیں گے کہ "ہم قیدی تخت لاہور کے"۔

جناب سپیکر: بڑی مہربانی۔ جناب آصف محمود!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ جناب جاوید اختر!

جناب جاوید اختر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! مہربانی شکریہ۔ ہمارا یہی مطالبہ ہے کہ ہم بجٹ تین سال سے سن رہے ہیں اور سن کر گھر چلے جاتے ہیں۔

جناب سپیکر: آپ کے پاس کتابیں ہوتی ہیں گھر کیوں جاتے ہیں؟

جناب جاوید اختر: جناب سپیکر! کتابیں تو ویسے ہی ہوتی ہیں۔ میرا کہنے کا مطلب ہے کہ ہم تین سال سے ادھر آ رہے ہیں ہمارے علاقے میں جو کام ہم کہتے ہیں وہ کیوں نہیں ہو رہا؟ ہم آتے ہیں جناب سے اپیل کرتے ہیں کہ ہمارے علاقے میں ترقیاتی کام کیوں نہیں ہوتے؟ یہ جو اربوں کھربوں روپے کے بجٹ بولے جاتے ہیں وہ کس لئے بولے جاتے ہیں، کیا یہ عوام کے لئے بولے جاتے ہیں؟ عوام تو ٹیکس دیتی ہے۔ مزدور طبقہ تک لوگ ٹیکس دیتے ہیں۔ ان کے لئے اس بجٹ میں ان لوگوں نے کیا ریلیف دیا ہے؟ کسی غریب آدمی کو اس بجٹ میں کوئی ریلیف نہیں ملا۔ خدارا یہ بجٹ کے پیسے یا جو ہمارے علاقے کے پیسے ہیں اس بارے میں بتایا جائے کہ یہ پیسے واسا کے فنڈز میں دیئے گئے ہیں یا ترقیاتی فنڈز میں دیئے ہیں۔ یہ پیسے کس مد میں لگتے ہیں؟ ہم یہاں آتے ہیں کارروائی دیکھتے ہیں اور اپنے گھر چلے جاتے ہیں۔ میرے علاقے کے جو حالات آج بنے پڑے ہیں، میں آج ان کی تصاویر اپنے ساتھ لایا ہوں۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبر نے اپنے علاقے کی تصاویر ایوان میں دکھائیں)

جناب سپیکر! یہ ثبوت ہیں۔ ہمارے کہنے سے تو کوئی نہیں سنتا۔ ہم تین سال سے آپ کو یہی کہہ رہے ہیں کہ خدارا ان کو دیکھو کہ یہاں تو لوگ جانور بھی نہیں باندھ سکتے۔ میں یہی کہوں گا کہ کیا یہ تمھاری کارکردگی ہے؟ یہ شہر کی آبادی ہے۔ خدا جانتا ہے کہ اس کو دیکھیں اور کچھ کریں۔ یہ لوگ جو اس آبادی میں رہتے ہیں وہ اپنے دن کیسے پورے کر رہے ہیں؟

جناب سپیکر! میں آپ سے یہی کہوں گا کہ ہمارے علاقے میں پاور لوم انڈسٹری تقریباً ایک سال سے بند پڑی ہے، ان کو بلاسود قرضے اور بجلی کے بلوں میں ریلیف دیا جائے کہ عرصہ ایک سال سے یہ 50/60 ہزار لومز بند پڑی ہیں تو ہم یہی کہیں گے کہ ہم لوگ بلاوجہ تنقید کرتے ہیں اور نہ ہی کریں گے۔ اگر ہمیں ہمارا حق مل جائے تو ہم آپ سے کیوں کچھ کہیں گے؟ ہم تین سال سے یہی کہہ رہے ہیں اور نہ ہی ہمارے پاس کوئی فنڈ ہے۔ لوگ ہمارے پاس کام کے لئے آتے ہیں تو ہمارے ہی ڈیروں کے دروازے کھڑکتے ہیں اور جواب بھی ہم نے ہی دینا ہے تو جو ہمارے سے ہارے ہوئے candidate ہیں، وہ بھی اللہ کی رحمت سے ایسے ہی ہیں۔ میں یہ نہیں کہتا کہ آپ ہم کو ہی فنڈ دیں چلیں آپ ان کو ہی فنڈ دے دیں کوئی بات نہیں کسی طرح علاقے میں کام تو ہو۔

جناب سپیکر: بہت شکریہ

جناب جاوید اختر: جناب سپیکر! آج سے ایک سال پہلے DO Roads نے مجھے بلایا اور میں وہاں پر پہنچا تو کہنے لگا کہ sorry یہ پیسے آپ کے ہاتھ سے نہیں لگیں گے بلکہ یہ جو آپ سے ہارے ہوئے ایم پی اے ہیں ان کے ہاتھ سے لگیں گے۔ آپ کو ان لوگوں کے خلاف ایکشن لینا چاہئے کہ دیکھیں ہم منتخب ہو کر آئے ہیں عوام کو ہم سے توقعات ہیں۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: انصاری صاحب! بہت شکریہ

جناب جاوید اختر: جناب سپیکر! ہم آپ سے یہی کہیں گے اگر اس مرتبہ اس بجٹ میں ہمیں فنڈ نہ دیئے گئے تو خدا جانتا ہے کہ ہم دھرنے دیں گے اور ضرور دیں گے اور اپنا حق ہم لیں گے کیونکہ یہ ہمارا حق ہے۔ "ساڈا حق ایتھے رکھ"۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے
"ساڈا حق ایتھے رکھ" کی نعرے بازی کی گئی)

جناب سپیکر: جی، حلقے کا حق وہاں پر ملنا چاہئے۔ بہت شکریہ۔ جی، محترمہ نبیلہ حاکم علی خاں!

محترمہ نبیلہ حاکم علی خاں: بہت شکریہ۔ جناب سپیکر! "ساڈا حق ایتھے رکھ"

پارلیمانی سیکرٹری برائے خزانہ (رانا بابر حسین): جناب سپیکر! جناب جاوید اختر نے کچھ تصویریں بھیجی ہیں تو میں چند سیکنڈ بات کرنے کے لئے لینا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری صاحب! نہیں، ابھی آپ تشریف رکھیں پھر بعد میں بات کریں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے خزانہ (رانا بابر حسین): جناب سپیکر! ایک تصویر میں شاہ محمود قریشی صاحب اپنے حلقے میں پھر رہے ہیں اور وہاں پر کچھ پانی کھڑا ہے تو میں صرف معزز ممبران کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ یہ شاہ محمود قریشی وہ شخص ہے کہ جب سے وہ پیدا ہوا ہے، اس وقت سے اسمبلی کا ممبر ہے اور حکومت میں ہے۔

جناب سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری صاحب! ابھی آپ بیٹھ جائیں اور آپ اس بات کو چھوڑیں۔

محترمہ نبیلہ حاکم علی خاں: بہت شکریہ۔ جناب سپیکر! جیسے کسی ایک شخص کی یہاں پر بات کی گئی ہے تو میں سمجھتی ہوں کہ پنجاب حکومت سالہا سال سے حکومت میں ہے، پنجاب کا جو بُرا حال ہے، وزیراعلیٰ میاں محمد شہباز شریف کی جو بجٹ پالیسیاں ہیں، اس کا ثبوت آج ہمارے ہاتھوں میں ضمنی بجٹ کی صورت میں ہے کہ کس طرح سے 146۔ارب روپے خرچ کئے گئے ہیں اور اس کا کیا حساب ہے؟ ہم

نے ضمنی بجٹ کے صفحات پر جو چیزیں دیکھی ہیں اس کو سننے کے بعد میرا خیال ہے کہ پنجاب حکومت کو بہت بہت داد دینی چاہئے کہ انہوں نے اتنی محنت کی، اتنی بچت پالیسیاں بنائیں اور اتنی گڈ گورننس کے ثبوت دے دیئے ہیں تو بلاشبہ یہ تصویریں اور چیزیں ان کے آگے تو کچھ بھی نہیں ہیں۔ ہم ضمنی بجٹ پر بات کر رہے ہیں اور اس میں جو شاہ خرچیاں کی گئی ہیں، جس کے پیچھے ابھی ایک کمیٹی بنی اور اس کمیٹی میں بہت ساری چیزیں decide کی گئی، measures لینے کی بات کی گئی، ہماری بہت ہی محترم وزیر خزانہ یہاں پر موجود ہیں اور جس طرح کہ انہوں نے بھی اپنی بجٹ تقریر میں کہا کہ ہم نے یہ measures لے لئے ہیں، ہم نے یہ کر دیا ہے، کیا یہ وہ measures ہیں، کیا یہ وہ ضمنی بجٹ ہے جو ہمارے اور ہماری عوام کے حقوق پر جو ڈاکا ڈالا گیا، کیا یہ measures لئے گئے تھے۔

جناب سپیکر! کیا یہ پچھلے سال بجٹ بنایا گیا تھا، کیا اس لئے آج ہم ایوان میں موجود ہیں، کیا ایک خاندان کے سرپرست کو اس طرح کی پالیسیاں بنانی چاہئیں، کیا پنجاب حکومت کے تحفظ کے دعویدار خادم اعلیٰ کہلوانے کے شوقین کیا اس طرح کی بچت پالیسیاں بناتے ہیں، یہ بلاشبہ واضح ثبوت ہے اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ 146۔ارب روپے ہم نے ضمنی میں جھونک دیئے ہیں اور کیا ہم justify کرتے ہیں کہ جو بجٹ allocation ہوتی ہے، بجٹ allocation کے بعد جس طرح سے percentage کا اندازہ کیا جاتا ہے کہ اتنے percent صرف خرچ کیا گیا اور اپنی من مانیاں جہاں کرنی ہوں وہاں پر بجٹ کو کس طرح سے دوسری مدوں میں لے جا کر excess کیا گیا، کیا یہ اس کی justification ہے؟

جناب سپیکر! اگر یہاں پر میں کچھ چیدہ چیدہ مثالیں دوں تو اس میں گورنر ہاؤس کے لئے 14 کروڑ 36 لاکھ روپے رکھے گئے جو کہ shift کر کے 14 کروڑ 70 لاکھ روپے کی پھر ہمیں ضرورت پڑ گئی، کیا یہ وہ بچت پالیسی ہے کہ جو وزیر اعلیٰ نے اپنی کمیٹی میں measures لئے؟ 17-2016 کے بجٹ میں گورنر ہاؤس کے اخراجات کے لئے excess اس سے بھی زیادہ بجٹ رکھنے کی ضرورت پڑی تو یہ ہے بچت پالیسی اور تو اور وزیر اعلیٰ ہاؤس کے اندر جو الاؤنسز دیئے گئے ہیں وہ 5 کروڑ روپے جاری ہوئے جو صرف اور صرف تحفے تحائف کی مد میں دیئے گئے ہیں۔

جناب سپیکر! میں سمجھتی ہوں کہ اسی طرح جو اعلیٰ حکومتی افسران ہیں جن کو نوازنے کے لئے ہمیشہ بجٹ میں سپیشل چیزیں رکھی جاتی ہیں۔ ابھی ہم نے ban کیا کہ ہم نئی گاڑی نہیں خریدیں گے اور لاء منسٹر کے لئے آ گئی، اسی طرح جو ہمارے ڈیپارٹمنٹ کے سیکرٹریز ہیں ان کو بھی نئی گاڑی کی

ضرورت ہوگی اور پھر purchase of one vehicle, furniture and some other equipments کے لئے 12 کروڑ روپے ہم نے ضمنی میں خرچ کئے ہیں یہ صفحہ نمبر 32 پر ثبوت موجود ہے۔ میں سمجھتی ہوں کہ ہمیں بے تحاشا اس طرح کی چیزیں نظر آ رہی ہیں کہ جہاں پر یہ سمجھ نہیں آ رہی کہ کون سی آفت ٹوٹی ہوئی تھی کہ یہ گاڑی خریدی جانی بہت ضروری تھی۔ کیا یہ عوام کی ویلفیئر کے لئے خریدی گئی اس میں عوام کی بھلائی کی کون سی بات تھی، کیا ہمیں یہ محترمہ وزیر خزانہ بتانا پسند فرمائیں گی؟ اسی طرح بات ہوتی ہے کہ ہم اپوزیشن والوں کا مقصد صرف اور صرف تنقید ہے یہ ایک general perception ہے لیکن میں سمجھتی ہوں کہ beyond perception اگر ہم دیکھیں کہ یہ بات logic کے ساتھ ہم آج کر رہے ہیں کیونکہ ہم کو جو یہ پیپر اور books دی گئی ہیں ان کے اندر سے ہم نے یہ چیزیں نکالی ہیں۔

جناب سپیکر! میں سمجھتی ہوں کہ صرف بلند و بانگ دعوے کرنا ہی گڈ گورننس نہیں ہوتی بلکہ justify کرنا گڈ گورننس ہوتی ہے۔ ضمنی بجٹ میں ہم نے بہت سے صفحات کے اندر دیکھا کہ advertisement پر لاکھوں روپے خرچ کئے گئے اور ہمارے وزیر اعلیٰ کو ایک اور شوق چڑھا ہے وہ شوق کیا ہے؟ وہ شوق ہے جی video links اور ہم video links پر کروڑوں روپے خرچ کر رہے ہیں، ہر سال ہم اسی طرح سے ایک بڑی رقم video links کے لئے خرچ کرتے رہیں گے اور اس بات کا بھی تہیا کر لیا ہے، یہ ہے ہماری سوچ، یہ ہے ہمارا نظریہ، یہ ہے ہماری ویلفیئر کی سوچ کہ ہم نے اس عوام کی بھلائی کے لئے video links کرنی ہے۔ ہمارے پاس ای میل کی سہولت موجود ہے۔ ہم اپنی بات through e-mail کر سکتے ہیں لیکن ہم نے تو بچت پالیسی بنائی ہے اور بچت پالیسی کے لئے کروڑوں روپے خرچ کرنا بہت ضروری ہے۔ چاہے وہ video links کی مد میں ہی کیوں نہ ہوں کیونکہ تصویر جانی چاہئے پھٹی نظر آنی چاہئے، چہرہ نظر آنا چاہئے، اس کے لئے ہم نے کروڑوں روپے دے دیئے۔

جناب سپیکر! میں سمجھتی ہوں کہ یہ ضمنی بجٹ ہمارے لئے کسی طور پر مناسب نہیں ہے ہم ایک developing country ہیں اور پنجاب سب سے بڑا صوبہ ہے۔ ہم سمجھتے ہیں کہ پنجاب میں بہت لائق فائق لوگ موجود ہیں۔ ہمیں منسٹر صاحبہ کی اہلیت پر پورا یقین ہے لیکن اس کے باوجود کیوں ہم bureaucratic ہاتھوں میں رہنا پسند کرتے ہیں۔ کیوں ہم ان کے بنائے ہوئے بجٹ کو اپنی تصویر اور آواز کے ساتھ عوام تک پہنچانا چاہتے ہیں کیا ہم اس کلچر کو بدل نہیں سکتے، کیا ہم اپنی priorities define نہیں کر سکتے، کیا ہمیں یہ پتا نہیں ہونا چاہئے کہ ہمارے لئے کیا بہتر ہے، کیا ہمیں دوسرے

ممالک کی نقل کرنا ہی ضروری ہے، کیا ہمیں نئی گاڑی ضرور خریدنی ہے اور کیا ہمیں ضروری ہے کہ ہم نے advertisement پر من چاہی رقم خرچ کرنی ہے ؟ آج ہم دیکھ رہے ہیں کہ کوئی ڈیپارٹمنٹ ایسا نہیں ہے کہ جہاں پر بجٹ کی excess نظر نہیں آرہی، بجائے اس کے کہ allocated funds صحیح طور پر utilize کئے جاتے۔ ان allocated بجٹ کو ہم اپنی خواہش کے مطابق اورنج لائن ٹرین میں جھونکنا زیادہ بہتر سمجھتے ہیں۔ یہ ہے ہماری بچت پالیسی اور وزیر اعلیٰ پنجاب کا نظریہ اور خیالات کہ کسی مزدور یا کسان کو relief نہیں دینا بلکہ اُن کی صرف کمیشن مافیا کو فروغ دینے کی نیت نظر آرہی ہے جس کو میں condemn کرتی ہوں اور اس ضمنی بجٹ کو بالکل رد کرتی ہوں۔

جناب سپیکر! میں آپ کے توسط سے یہ گزارش کرتی ہوں کہ ہماری یہ آواز پہنچائی جائے کیونکہ ہم کوشش کر رہے ہیں کہ ہم اپنے فرائض اور ذمہ داری پوری کرتے ہوئے اپنی عوام کی آواز ہاؤس میں اٹھائیں۔ اللہ کرے کہ ہمارے حکمرانوں کو اللہ توفیق دے اور وہ صحیح طور پر اس پنجاب کو چلانے کے لئے مخلصانہ پالیسیاں بنا سکیں۔ بہت شکریہ۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ محترمہ راشدہ یعقوب! میں نے آپ کا نام پکارا تھا لیکن آپ اُس وقت موجود نہیں تھیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ترقی خواتین (محترمہ راشدہ یعقوب): اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! شکریہ کہ آپ نے مجھے بات کرنے کا موقع دیا۔ سب سے پہلے میں محترمہ وزیر خزانہ کا شکریہ ادا کرتی ہوں جنہوں نے متوازن اور عوام دوست بجٹ ہمارے visionary and revolutionary لیڈر میاں محمد شہباز شریف کی قیادت میں دن رات کی محنت سے یہ بجٹ تیار کیا ہے۔ یہ ایک ایسا بجٹ ہے جس میں ہر سیکٹر کو priority wise رقم مختص کی گئی ہے جیسا کہ صحت کے منصوبے کو جس انداز میں رقم کی ضرورت تھی اس طرح مختص کی گئی ہے اور اسی طرح تعلیم کے لئے بھی مختص کی گئی ہے۔

جناب سپیکر! میں اعداد و شمار میں نہیں جاؤں گی کہ کس شعبہ کے لئے کتنی رقم مختص ہوئی ہے لیکن میں اتنا ضرور سمجھتی ہوں کہ یہ بجٹ اتنا متوازن ہے کہ اس میں ہر ڈیپارٹمنٹ کو اس کی ضرورت کے مطابق بجٹ allocate کیا گیا ہے۔ میاں محمد شہباز شریف کی قیادت میں جو بجٹ بنایا گیا ہے اس میں ان کی تمام ٹیم مبارکباد کی مستحق ہے۔ سب سے پہلے میں تعلیم کے حوالے سے ضرور بات کرنا چاہوں گی کہ اس وقت پورے پنجاب میں سکولوں، کالجوں اور یونیورسٹیوں کا جال بچھایا گیا ہے

حالانکہ آج سے پہلے کبھی کسی حکومت میں تعلیم کے اوپر اتنا کام نہیں کیا گیا جتنا میاں محمد شہباز شریف کے اس دَور میں کیا گیا ہے۔ ایجوکیشن میں جتنے reforms لائے گئے اور مختلف اضلاع میں یونیورسٹیاں بنائی گئیں جس میں اگر میں اپنے حلقہ کی بات نہ کروں تو یہ بہت بڑی ناانصافی ہوگی۔ وزیراعلیٰ پنجاب نے ان تین سالوں میں مجھے بے شمار فنڈز allocate کئے۔ پاکستان بننے کے بعد میرے حلقہ میں صرف ایک کالج تھا لیکن الحمدللہ پچھلے tenure میں ایک کالج وزیراعلیٰ نے وہاں مکمل کروایا اور اس دفعہ مزید ایک گرلز کالج زیر تعمیر ہے۔ وزیراعلیٰ/خادم اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف تعلیم کی اہمیت کو سمجھتے ہیں اسی لئے انہوں نے ہمیشہ تعلیم کو priority دی ہے جس کے لئے زیادہ سے زیادہ فنڈز مختص کئے ہیں۔ اسی طرح صحت کے حوالے سے کہوں گی کہ اپوزیشن بنچوں پر بیٹھ کر بغیر ثبوت بازو ہلا ہلا کر یہ بات کر دینا کہ یہاں بھی کام نہیں ہوا اور یہاں بھی بہت خرابیاں ہیں تو میرے خیال میں باتیں کرنا بہت آسان ہے لیکن کام کر کے دکھانا بہت مشکل ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! اس وقت اورنج لائن ٹرین منصوبے کو بے شمار تنقید کا نشانہ بنایا جاتا ہے۔ میں سمجھتی ہوں کہ وہ لوگ اس چیز کی اہمیت کو نہیں سمجھتے جو خود بڑی بڑی لینڈکروزر اور دیگر بڑی گاڑیوں میں گھومتے ہیں لیکن وہ یہ کیوں نہیں چاہتے کہ اس ملک میں رہنے والی غریب عوام کو بھی معیاری سفری سہولتیں میسر ہوں؟ وزیراعلیٰ پنجاب نے ہمیشہ عوام کی خدمت کو مقدم جانا ہے لیکن اپوزیشن کا اس وقت مقصد صرف اور صرف یہ ہے کہ وزیراعلیٰ پنجاب نے ترقی کا جو سفر شروع کر رکھا ہے اس کو روکنا ہے۔ جب گورنمنٹ آف پاکستان کو بنے ہوئے صرف ایک سال ہوا تھا تو یہ دھرنے جیسے مذموم مقاصد لے کر سڑکوں پر آئے تاکہ مسلم لیگ (ن) نے ترقی کا جو سفر عوام کی خوشحالی کے لئے شروع کر رکھا ہے اس کو روک سکیں۔ میں آپ کے توسط سے ان کو بتانا چاہتی ہوں کہ جس طرح سے یہ سفر شروع ہوا ہے اور خادم اعلیٰ پنجاب وہ مرد مجاہد ہیں کہ وہ انشاء اللہ تعالیٰ تمام رکاوٹوں کے باوجود اس سفر کو جاری و ساری رکھیں گے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! میرے حلقہ سے ایک بھائی نے بڑا نعرہ جیئے بھٹو کا لگایا تو سب سے پہلے میں اس نعرے کا جواب دوں گی کہ "میاں محمد شہباز شریف زندہ باد"۔ اس کے بعد میں ان کو یہ بتانا چاہوں گی کہ "چھج تو بولے چھلنی کیا بولے"۔ یہ انہی کا دَور تھا جب عوام آٹے کے لئے اور لوڈشیڈنگ سے تڑپ رہی تھی لیکن آج وزیراعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف نے میاں محمد نواز شریف کی قیادت اور سربراہی میں مختلف علاقوں میں توانائی کے اتنے منصوبے شروع کر رکھے ہیں کہ الحمدللہ آج غیر اعلانیہ

لوڈشیڈنگ پنجاب میں کہیں نہیں ہو رہی۔ توانائی کے جتنے منصوبے لگائے جا رہے ہیں میں آپ کو یقین سے کہتی ہوں کہ 2018 تک آپ کے ملک میں لوڈشیڈنگ کا خاتمہ ہو جائے گا۔۔۔

جناب سپیکر: محترمہ! آپ ضمنی بجٹ پر آئیں اور اس پر بات کریں۔ I will not allow.

پارلیمانی سیکرٹری برائے ترقی خواتین (محترمہ راشدہ یعقوب): جناب سپیکر! یہ دھرنے دینے والے خوابوں میں زندہ رہتے ہیں اور انہیں وزیراعظم بننے کا فوبیا ہو گیا ہے لیکن انشاء اللہ تعالیٰ یہ خوابوں میں ہی زندہ رہیں گے۔

جناب سپیکر: جی، آپ relevant ہو جائیں اور ضمنی بجٹ پر بات کریں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ترقی خواتین (محترمہ راشدہ یعقوب): جناب سپیکر! میں آپ کے توسط سے یہ بتانا چاہوں گی کہ آج تک انہوں نے جن منصوبوں پر انگلی اٹھائی ہے ان میں سے کسی بھی منصوبے پر یہ ثبوت کے ساتھ بات نہیں کر سکے۔ یہ ہے وزیراعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف کی گڈ گورننس اور ان کی جانفشانی جس سے وہ اور ان کی ٹیم دن رات کام کر رہی ہے۔ میں خود اور میرے حلقہ کی عوام تہہ دل سے میاں محمد شہباز شریف کی شکر گزار ہے کہ انہوں نے ہمیں یونیورسٹی آف جھنگ کے نام سے یونیورسٹی دی ہے جس کا سفر الحمدللہ جاری و ساری ہے۔ اس حوالے سے میں محترمہ وزیر خزانہ کے توسط سے ایک request وزیراعلیٰ تک پہنچانا چاہوں گی کہ یونیورسٹی ہمارا خواب ہے اور وزیراعلیٰ کا بھی خواب ہے لہٰذا جلد از جلد اس کو شروع کرنے کے لئے ADP میں جو رقم مختص کی گئی ہے وہ بہت کم ہے اس کو بڑھایا جائے اور فوری طور پر وہاں کلاسز کا اجراء کروایا جائے۔ میں آخر پر وزیراعلیٰ میاں محمد شہباز شریف کا تہہ دل سے شکریہ ادا کرتی ہوں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ محترمہ فائزہ احمد ملک!

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! شکریہ۔ ضمنی بجٹ پر بات ہو رہی ہے لیکن ممبران قلابیں ملانے شروع ہو جاتے ہیں جنہیں آپ allow بھی کر دیتے ہیں لیکن جب ہم تھوڑا سا de-track ہونے کی کوشش کرتے ہیں تو پھر آپ ہمیں ڈانٹتے ہیں۔ ضمنی بجٹ اس لئے رکھا جاتا ہے یا اس کی demand حکومت کی طرف سے اس لئے کی جاتی ہے۔۔۔

جناب سپیکر: محترمہ! آپ نے اپنے طور پر یہ کہا ہے۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! میں نے اپوزیشن کی طرف سے بات کی ہے اور ہمیں بھی قلابیں ملانے کی اجازت ہونی چاہئے۔

جناب سپیکر: جی، میں ایسے اجازت نہیں دوں گا۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! ہمیں بھی قلابیں ملانے دیا کریں، کوئی بات نہیں ہے۔

جناب سپیکر: جی، آپ ضمنی بجٹ پر بات کریں۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! ضمنی بجٹ کے اندر جو grants رکھی گئی ہیں ان کا مطالبہ حکومت کی طرف سے ہمیں معلوم ہے کیونکہ ان کا مطالبہ اس لئے کیا جاتا ہے کہ اگر کسی بھی محکمہ کو ضرورت پڑے تو وہ اپنے اخراجات میں ضمنی گرانٹ کی صورت میں اضافہ کر سکتا ہے۔ میں یہاں چند محکموں کے حوالے سے بات کروں گی کیونکہ باقی جگہوں کی تقریباً detail سے بات ہو چکی ہے۔ میں صحت کے حوالے سے بات کرنا چاہوں گی جو اس وقت صوبہ پنجاب کا انتہائی serious and important issue ہے۔ پچھلے 2015-16 کے بجٹ میں جو فنڈ رکھا گیا وہ صرف اور صرف 38 فیصد خرچ کیا گیا یعنی ٹوٹل بجٹ میں سے صرف 38 فیصد خرچ کیا گیا ہے۔ Kidney and Liver Institute بنانے کا اعلان کیا گیا جس کے لئے 3۔ارب روپے رکھے گئے جن میں سے صرف 147 کروڑ روپے پچھلے سال خرچ کئے گئے اور مزے کی بات یہ ہے کہ اس دفعہ پھر 4۔ارب روپے کا اعلان اسی ہسپتال کے لئے کر دیا گیا اور یہ مزید 4۔ارب روپے خرچ کریں گے۔

جناب سپیکر! میں اس سے پہلے بھی بات کر چکی ہوں کہ سرکاری ہسپتالوں میں missing facilities اور نرسوں کی کمی موجود ہے۔ 1398 نرسوں کی کمی اس وقت پنجاب کے سرکاری ہسپتالوں میں ہے۔ اگر میں لاہور کی بات کروں تو میو ہسپتال کے اندر تقریباً 495 نرسوں کی کمی ہے۔ آپ اپنے اضافی اخراجات کے لئے ضمنی گرانٹس منظور کریں گے تو میں آج یہ گزارش کروں گی کہ یہ گرانٹس منظور کرنے کی بجائے ہیلتھ کی improvement کے لئے رکھے گئے فنڈز میں سے فوری طور پر ڈاکٹروں کے لئے package دیں۔ نرسیں جو اپنے مطالبات، تنخواہوں میں اضافے اور اپنی محنت کی اجرت مانگنے کے لئے سڑکوں پر احتجاج کرتی ہیں تو انہیں اچھے package دیں اور اچھے incentives دیں تاکہ وہ اپنے فرائض کو دیانتداری اور ایمانداری سے سرانجام دے سکیں۔ ڈاکٹروں کی ہڑتالوں کی وجہ سے بے شمار مریض اپنی جان سے ہاتھ دھو بیٹھتے ہیں۔

جناب سپیکر! میرا خیال ہے کہ ایسی صورتحال میں حکومت کو ڈاکٹروں اور نرسوں کو facilitate کرنا چاہئے اور incentives دینے چاہئیں تاکہ وہ اپنی ذمہ داریوں کو احسن طریقے سے ادا کر سکیں۔ اگر ذریعہ معاش نہیں ہوگا تو اتنی تعلیم حاصل کرنے کے بعد ڈاکٹر اپنے فرائض کس طریقے سے سرانجام دے سکیں گے۔ اگر ان کے گھروں میں چولہا جلے گا تو ہی وہ کسی کے چولہے کو جلانے کے لئے اس کی مدد کو تیار ہوں گے اس لئے انہیں سڑکوں پر نہ آنے دیں۔ ان کے مسائل کو ان کے door step کے اوپر حل کیا جائے۔ صرف بات چیت اور ڈنگ ٹپاؤ والا کام نہ کیا جائے بلکہ ان کے مسائل کو in real حل کیا جائے۔

جناب سپیکر! ہمارا دعویٰ ہے کہ صوبہ پنجاب کو باقی تینوں صوبوں کی نسبت ایجوکیشن کے حوالے سے سب سے زیادہ طاقتور بنادیا ہے۔ مجھے یہ کہتے ہوئے کوئی عار نہیں ہے کہ مجھے یہاں قلابے نہیں ملانے اور میں یہاں پر سچ سامنے لانا چاہتی ہوں۔ سکولز ایجوکیشن پر پچھلے سال 16-2015 میں رکھے گئے بجٹ کا 52 فیصد خرچ کیا، ہائر ایجوکیشن میں 28 فیصد رکھا گیا بجٹ خرچ کیا۔ محترمہ وزیر خزانہ نے یہاں کہا کہ تقریباً چھ ہزار سے زائد سکولوں میں ہر چیز درست کر دی ہے اور عمارتیں بھی درست ہو گئی ہیں۔ یہ اعداد و شمار سامنے آ رہے ہیں اور میں چیلنج کرتی ہوں کہ یہ اعداد و شمار اگر غلط ہیں تو آئیں میرے ساتھ visit شروع کریں۔ میڈیا کو ہم ساتھ لے جاتے ہیں تو دودھ کا دودھ پانی کا پانی سامنے آ جائے گا۔ ہم زیادہ دور نہیں جاتے صرف لاہور کے سکولوں کا visit کر لیتے ہیں۔ Missing facilities of schools کا 2.5۔ ارب روپے کا بجٹ تو خرچ ہی نہیں ہوا جو کہ lapse ہو گیا یا کہہ لیں کہ وزیراعلیٰ پنجاب نے بچالیا۔

جناب سپیکر! سکولوں میں ٹیچر ہی نہیں ہیں کیونکہ آپ نے بھرتیاں ہی نہیں کیں۔ اگر سکولوں میں ٹیچر ہوں گے تو وہ پڑھائیں گے ناں۔ خالی سکول کیا کرنے ہیں؟ ایجوکیشن کے حوالے سے میرے کچھ اسمبلی سوالات تھے۔ میں نے یہ سوال اٹھایا تھا کہ لاہور کے اندر 22 سرکاری سکولوں کو merge کیا جا رہا ہے اور اس کی وجہ یہاں on the floor of the House منسٹر نے یہ بتائی کہ چونکہ وہاں پر حاضری کم ہے، ٹیچر کی کمی ہے اس لئے ہم سکولوں کو merge کرنے جا رہے ہیں یا ہم نے ان سکولوں کو merge کیا ہے۔

جناب سپیکر! حکومت پنجاب کا دعویٰ ہے کہ انرولمنٹ بڑھانے کے لئے سر توڑ کوششیں کر رہے ہیں بلکہ اُلٹے لٹکے ہوئے ہیں تو کہاں گئی وہ انرولمنٹ کہ لاہور جیسے بڑے شہر میں 22 سکول آپ merge کر دیتے ہیں؟

جناب سپیکر! اس وقت ایجوکیشن کے حوالے سے گرانٹس اور فنڈز رکھ رہے ہیں اور 50- ارب روپے کا ایجوکیشن کے نام پر اضافہ کر دیا ہے۔ بہت بڑی تکلیف کی بات ہے کہ آپ سرکاری سکولوں کے معیار تعلیم کو بہتر کرنے کے اقدامات کی بجائے اچھے اور پڑھے لکھے ٹیچرز کو depute کرنے کی بجائے سول سوسائٹی کے حوالے وہ سکول کئے جا رہے ہیں۔ کیوں کئے جا رہے ہیں کہ کچھ ایسے بیوروکریٹس یا سول سوسائٹی کے کچھ لوگوں کے ساتھ ان کی ذاتی دوستیاں ہیں تو من پسند خواتین کو یہ سکول donate کئے جا رہے ہیں اور پنجاب کے غریب عوام کے ساتھ ایک مذاق کیا جا رہا ہے۔

جناب سپیکر! ضمنی گرانٹ کے اندر مجھے کہیں پر بھی 1122 کے لئے کوئی allocation نظر نہیں آئی۔ حد کی بات یہ ہے کہ 1122 خیراتی ادارہ بن گیا ہے۔ جب کسی عام آدمی کو کوئی حادثہ پیش آئے یا کوئی آفات پیش ہوں تو اسے ریلیف دینے کے لئے 1122 پروٹیکشن کا ایک رفاہی ادارہ تھا اور بجائے اس کا دائرہ کار بڑھانے کے لئے بجٹ کے اندر اعلان کرتے کہ اتنے کروڑ یا اتنے ارب روپے رکھے گئے ہیں لیکن کچھ بھی نہیں رکھا گیا جس کے باعث آج 1122 اخباروں میں زکوۃ اور خیرات کے پیسوں کی امداد مانگتا ہوا نظر آ رہا ہے جو کہ ہمارے لئے ڈوب مرنے کا مقام ہے لیکن کسی کو بھی شرم نہیں آتی۔

جناب سپیکر! آج ہمارے بجٹ کے اندر ہر ٹی ایم اے کو یہ حکم دیا گیا کہ تین کروڑ روپے اورنج لائن ٹرین کے لئے وقف کیا جائے گا اور ہر ٹی ایم اے سے لیا جائے گا۔ 200- ارب روپے کا loan پنجاب حکومت نے چینی حکومت سے لیا اور مزید 200- ارب روپے کے loan کے لئے apply یا درخواست دی ہے۔ اگر ہر ٹی ایم اے تین کروڑ روپے پنجاب حکومت کو دے گا تو ہماری لوکل ڈویلپمنٹ کہاں جائے گی؟ آپ نے کسی بھی شہر کے ٹی ایم اے کو allocate کیا ہے کہ وہ اپنے اپنے علاقے کے اندر ڈویلپمنٹ کے چھوٹے موٹے کام کروائے تو جب وہ تین تین کروڑ روپے صوبائی حکومت کو اورنج لائن ٹرین کے لئے دے دیں گے تو باقی کے کام کیسے ہوں گے اور باقی مسائل کہاں سے حل ہوں گے؟

جناب سپیکر! میری بہن نے ابھی یہاں بڑے جوش و خروش سے کہا کہ پنجاب بہت زیادہ اندھیروں میں ڈوبا ہوا فلاں دے گیا اور فلاں پنجاب کو اندھیرے دے گیا اور فلاں پاکستان کو اندھیرے

دے گیا لیکن ہم تو آج بھی اندھیرے میں ہیں۔اگر کل اندھیرے میں تھے تو آج بھی اندھیرے میں ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: جی، نہیں۔ہم اندھیرے میں نہیں ہیں۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر!وزیراعلیٰ پنجاب نے چھ مہینے میں پنجاب کو بجلی دینے کا وعدہ کیا تھا۔آج ساڑھے تین سال گزر رہے ہیں تو وزیراعلیٰ پنجاب اپنا نام بدلیں اس لئے کہ انہوں نے چھ مہینے میں نام بدلنے کا وعدہ اس قوم کے ساتھ کیا تھا۔انہوں نے یہ کہا تھا کہ اگر میں بجلی نہ دے سکا تو میں اپنا نام بدل لوں گا۔

(اس مرحلہ پر معزز خواتین ممبران حزب اقتدار کی طرف سے
"18 کی بجائے 6 گھنٹے لوڈ شیڈنگ ہو گئی" کی آوازیں)

جناب سپیکر: بہت شکریہ۔محترمہ!اب آپ wind up کریں۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر!پچھلے بجٹ کے اندر چار پاور پلانٹس کا اعلان کیا گیا تھا اور میں آج یہاں پر آپ کو بتاؤں گی کہ ان میں گوجرانوالہ، جھنگ، ملتان اور راولپنڈی کے پراجیکٹس بند ہو چکے ہیں۔ساہیوال coal پراجیکٹ بھی بند ہو چکا ہے۔میری بہن نے کون سے اندھیرے دور کرنے کی بات کی ہے۔۔۔

جناب سپیکر: محترمہ!ذرا اپنی انفارمیشن ٹھیک رکھیں۔باقی ٹھیک ہے۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر!میری انفارمیشن بالکل ٹھیک ہے۔نندی پور پاور پراجیکٹ کا سکینڈل کہاں گیا؟سستی روٹی پروگرام کا سکینڈل کہاں گیا؟بے نظیر انکم سپورٹ پروگرام کے مقابلے میں فوڈ سٹیمپ سکیم پنجاب میں شروع کی گئی جو کہ پہلے سال ہی سکینڈل کی نذر ہو گئی۔یہ سارے سکینڈل آپ کے سامنے آرہے ہیں اور آپ کے سامنے آئیں گے۔جو کل خادم اعلیٰ پنجاب کے ساتھ اپنے حلقے کے اندر عوام نے کیا یہ آئندہ آپ کے ساتھ ہونے والا ہے اور یہ ہو گا اس لئے کہ عوام کے حقوق پر ڈاکے نہ ڈالیں۔اب آپ کی گاڑیوں پر حملے ہوں گے اور عوام اب آپ کی گاڑیوں پر حملے کریں گے اور اب آپ حملوں سے بچ نہیں پائیں گے۔

جناب سپیکر: جی، شکریہ۔جناب طارق مسیح گل!

پارلیمانی سیکرٹری برائے انسانی حقوق واقلیتی امور(جناب طارق مسیح گل): جناب سپیکر! شکریہ۔ شروع کرتاہوں اُس نام سے جس نے کہاآسمان اور زمین ٹل جائیں گے لیکن میرے منہ کی بات ہے یہ ہرگز نہ ٹلیں گی۔ میں آپ کی خدمت میں اور اپنے عوام کی خدمت میں اپنی طرف سے سلام پیش کرتا ہوں آج کا یہ ضمنی بجٹ جو150۔ارب روپے پر مشتمل ہے اس بجٹ میں ان پیارے بھائی اور بہنوں جن کا تعلق اپوزیشن سے ہے اُن کو بتانا چاہتا ہوں یہ بجٹ basically قدرتی آفات اور اور ایمرجنسی منصوبوں کے لئے ترتیب دیا جاتا ہے۔ابھی بجٹ کو فضول میں ایسی ایسی باتیں کہہ کر کہ بجٹ میں یہ ٹھیک نہیں ہے،اس بجٹ میں یہ بات آگئی ہے،یہ بات آگئی ہے ہمارے اس ایوان کا بھی مذاق بنانے کی کوشش کی جاتی ہے اور تنقید برائے تنقید جو کی جاتی ہے۔

جناب سپیکر!اس کے لئے صرف میں یہ بات کہوں گا کہ یہ اپنی چڑی کی چونچ میں پانی کی تو بات کرتے ہیں کہ ہم آگ بجھانے والے ہیں ہم چونچ میں پانی بھر کر لانے والی چڑیا کی بات کرتے ہیں۔ مجھے صرف یہ بتادیں کہ یہ آگ لگانے والوں میں سے ہیں یاآگ بجھانے والوں میں سے ہیں؟جب کنٹینر کے اوپر بیٹھ کر،جب ٹرالے کے اوپر بیٹھ کر اس ملک کی تاجر برادری کی دکانوں پر آگ لگاتے ہیں جب یہ اس ملک کا ستیاناس کرنا چاہتے ہیں،جب یہ اسمبلی ہال کے سامنے کنٹینر کی بجائے ٹرالے بھی لگاتے ہیں اور میری ماں بہن اور بیٹی کی عزت کو پامال کرتے ہیں اُس وقت ان کا پانی،ان کی چونچ،ان کی چڑیا کہاں پر جاتی ہے؟[*********]تاکہ یہ محسوس کریں کہ میرا قائد،میرا لیڈر،میرا شیر ببر۔۔۔

جناب سپیکر: ان الفاظ کو کارروائی کا حصہ نہ بنایا جائے۔آپ ضمنی بجٹ پر رہیںrelevant رہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے انسانی حقوق واقلیتی امور(جناب طارق مسیح گل): جناب سپیکر! میاں محمد شہباز شریف جو کہ پنجاب کی عوام کی خدمت کے لئے دن رات ایک کرکے کوشش کرتے ہیں یہاں پر جئے بھٹو تو ضرور کہتے ہیں لیکن جس کا نعرہ لگانا ہے اُس کا نعرہ لگانے سے یہ کیوں شرماتے ہیں؟

جناب سپیکر: Please relevant ہو جائیں بڑی مہربانی۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے انسانی حقوق واقلیتی امور(جناب طارق مسیح گل): جناب سپیکر!یہ بجٹ جو150۔ارب روپے پر مشتمل ہے یہ غریبوں کا بجٹ ہے،یہ مزدوروں کا بجٹ ہے،یہ اُن لوگوں کا بجٹ

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

ہے جن کا کوئی آسراء نہیں ہے۔ میں آپ کی وساطت سے یہ بتانا اپنا فرض سمجھتا ہوں، ہمیں اس ایوان میں بیٹھتے ہوئے چار سال ہو گئے ہیں یہ لوگ ہمیشہ اُس بات پر ضرور زور دیتے ہیں جس کا کوئی منہ نہیں ہوتا، جس کی کوئی ٹانگ نہیں ہوتی، جس کی کوئی بنیاد نہیں ہوتی لیکن ایک بات ضرور بتاؤں گا کہ میرا لیڈر دن رات محنت کرتا رہے گا[*********]

جناب سپیکر: آپ کسی کی بات کیوں کر رہے ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے انسانی حقوق و اقلیتی امور (جناب طارق مسیح گل): جناب سپیکر! جب میں کہتا ہوں کہ ہمارا لیڈر دن رات محنت کرتا ہے پنجاب کی عوام کے لئے---

جناب سپیکر: آپ کا بہت شکریہ۔ بڑی مہربانی۔Please sit-down

پارلیمانی سیکرٹری برائے انسانی حقوق و اقلیتی امور (جناب طارق مسیح گل): جناب سپیکر! یہ جو ضمنی بجٹ ہے عوام کی فلاح و بہبود کے لئے ہے۔

جناب سپیکر: بڑی مہربانی بہت شکریہ۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے انسانی حقوق و اقلیتی امور (جناب طارق مسیح گل): جناب سپیکر! پنجاب کی عوام یہ کہتے ہیں کہ جو ٹیکس ہم دیتے ہیں---

جناب سپیکر: آپ سر نہ کھپائیں میرا بھی اور اپنا بھی۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے انسانی حقوق و اقلیتی امور (جناب طارق مسیح گل): جناب سپیکر! ہم یہی ٹیکسز اکٹھے کر کے دوبارہ عوام کے لئے spend کر دیتے ہیں۔

جناب سپیکر: Please be relevant

پارلیمانی سیکرٹری برائے انسانی حقوق و اقلیتی امور (جناب طارق مسیح گل): جناب سپیکر! ہمیں return کرنے سے نہ روکا جائے ہم قوم کی خدمت کریں گے، ہم عوام کی خدمت کریں گے، پاکستان مسلم لیگ (ن) کی حکومت میں شیر پنجاب، شیر پاکستان میاں محمد شہباز شریف میاں نواز شریف کی زیر قیادت عوام کی خدمت کرتے رہیں گے۔

---

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

جناب سپیکر: بڑی مہربانی بہت شکریہ۔آپ تشریف رکھیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے انسانی حقوق واقلیتی امور (جناب طارق مسیح گل): جناب سپیکر! فنانس منسٹر اپنی پیاری باجی محترمہ وزیر خزانہ ڈاکٹر عائشہ غوث پاشا جس نے بڑی حکمت کے ساتھ، بڑی دانائی کے ساتھ، بڑی عقلمندی کے ساتھ، بڑی دانشمندی کے ساتھ یہ بجٹ پیش کر کے پنجاب کی عوام کو سہولیات سے نوازا ہے، پنجاب کی عوام کے لئے بہت سہولیات کا انتظام کیا ہے، ان کو جو کچھ مرضی ہوتا رہے ہمیں کسی چیز کی پرواہ نہیں۔ ہمارا کام ہے دن رات کام کرنا آپ کا کام ہے کام بگاڑنا میرے قائد کا کام ہے سڑکیں بنوانا ہے ان کا کام ہے سڑکیں۔۔۔

جناب سپیکر: آپ کی بڑی مہربانی۔آپ تشریف رکھیں۔آپ کا مائک بند ہے۔ محترمہ خدیجہ عمر آپ بات کریں۔

محترمہ خدیجہ عمر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ تمام تعریفیں اُس رب کے لئے ہیں جو نہایت رحیم ہے اور کرم کرنے والا ہے۔ بے شک تمام تعریفیں اُسی ذات کے لئے ہیں۔

جناب سپیکر! میں نے اُس دن بھی بجٹ تقریر میں یہ بات کہی تھی اور آج میں پھر دُہرانا چاہوں گی کہ آج کی اتنی کھن زدہ speeches سن کر جو حکومتی بنچز سے آئی ہیں خدارا ہم یہ نہیں کہتے کہ آپ اچھے کام کی تعریف نہ کریں لیکن خدارا اتنا تو کر لیں کہ حق کو حق کہیں اور غلط بات کو غلط کہیں اس طرح کی بات کر کے آپ اپنی leadership کو بھی misguide کرتے ہیں۔آپ اُن کے ساتھ بھی ظلم کر رہے ہیں اس لئے کہ جب آپ اُن کو حق کی بات نہیں بتائیں گے اُن کو سب اچھے کی رپورٹ دیں گے تو میں سمجھتی ہوں اپنے لیڈر کے سب سے بڑے دشمن یہ خود ہیں جو اُن کو غلط بات گائیڈ کر کے آج قوم کو تباہی کے دھانے پر یہ لوگ لے کر آچکے ہیں۔ ایسے ہی لوگ ہوتے ہیں جو ملک کی تباہی کا باعث بنتے ہیں۔اب میں ضمنی بجٹ کی طرف آتی ہوں۔۔۔

جناب سپیکر: Order please, Order please ان کی بات سنیں۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! 146-ارب روپے کا ضمنی بجٹ خرچ کیا گیا جو کہ financial mismanagement سب سے بڑی example ہے۔ سب کو پتا ہے ضمنی بجٹ کس لئے پیش کیا جاتا ہے یہ emergencies میں دیا جاتا ہے آپ ایمرجنسی دیکھیں کس طرح کی emergencies میں یہ ضمنی بجٹ استعمال ہو رہا ہے۔ میں اپنے حکومتی بنچوں جنھوں نے بڑی زوردار

تقریریں بجٹ کے حق میں کی ہیں میں یہ کہنا چاہوں گی کہ ہم ایک غریب ملک ہیں، اس وقت ہمارے صوبے کا بچہ بچہ اور ہماری آنے والی نسلیں قرضے میں ڈوبی ہوئی ہیں۔ کیا ہم اس طرح کے لوازمات اور اس طرح کے royal طریقے سے جو ہمارے اخراجات ہیں اسے afford کر سکتے ہیں؟ چیف منسٹر ہاؤس کے لئے تقریباً 22 کروڑ روپے کا خرچہ ہے اور اس وقت پروٹوکول کے لئے 68 لاکھ روپے کا خرچہ ہے اور ہم یہاں پر سادگی کا پرچار کر رہے ہیں صفحہ نمبر 14 پر 14- دسمبر 2015 سے 19- دسمبر 2015 کے دوران کچھ Turkey parliamentarians non کا پانچ روزہ دورہ کرتے ہیں اور اُس پانچ روزہ دورے میں 45 لاکھ روپے خرچ کئے جاتے ہیں۔ کیا ہم یہ afford کر سکتے ہیں کہ ایک دوسرے ملک کے parliamentarian جب آتے ہیں اور جب ہم وہاں جاتے ہیں تو اُن کے parliamentarian پر بھی ہم نے 45 لاکھ روپیہ خرچ کر دیا ہے جس سے ہماری پتا نہیں کتنی غریب عوام رات کو روٹی کھا کر سو جائے اور ہم ہماری سادگی کا عالم دیکھیں کہ ان کے لئے 45 لاکھ روپے کس مد میں خرچ کئے اور کیا ہماری قوم ان کو یہ اجازت دیتی ہے جس کے پیسے پر یہ experiment کرتے ہیں۔ یہ شاہانہ اخراجات کر رہے ہیں، کیا اس وقت ہمارا ملک یہ afford کر سکتا ہے، کیا ہمارا صوبہ afford کر سکتا ہے جو کہ اس وقت 900- ارب روپے کا مقروض ہے اور کیا ہم اس طرح کے شاہانہ اخراجات afford کر سکتے ہیں؟

جناب سپیکر! میں محترمہ وزیر خزانہ سے کہوں گی کہ وہ ہمارے لئے بڑی محترم ہیں لیکن انہوں نے جو کھڑے ہو کر تقریر کی کیا وہ ان اخراجات کی detail بتا سکتی ہیں کہ اس طرح کے شاہانہ اخراجات ہم کیسے afford کر سکتے ہیں؟ جبکہ سب کچھ ہم قرضے پر چلا رہے ہیں، 45 لاکھ روپیہ ترکی کے parliamentarians کے اوپر ہم نے خرچ کر دیئے۔

جناب سپیکر! یہاں پر میں یہ بات کروں گی کہ VIP flights کی دیکھ بھال کے لئے 48 لاکھ 34 ہزار روپیہ خرچ کر دیا گیا ہے جبکہ اس کی مد میں 21 لاکھ 21 ہزار روپے کا بجٹ مختص تھا سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ بچت کرنے کے دعوئے کرنے والے یہ بتائیں کہ یہ ہم نے اخراجات کئے ہیں اور وزیر اعلیٰ پنجاب خود اس کا جواب دیں کہ یہ جو ہم وی آئی پی کلچر کی بات کرتے ہیں اور ہم نے اس کو ختم کرنا ہے اس میں سو فیصد اضافہ ہو گیا ہے تو ہم کس بات کے نعرے لگا رہے ہیں، ہم کس بات کے دعوے کر رہے ہیں، ہم کس سادگی کے دعوے کر رہے ہیں؟ میرے بھائی تیمور نے بڑی detail میں ایک بات بتائی تھی جو کہ 2013 میں ہمارے وزیر اعلیٰ نے کہا تھا اُس کی جو detail تھی وہ نہیں بتا سکے اُس میں انہوں نے کہا تھا کہ 2013 میں وزیر اعلیٰ پنجاب نے ایک نوٹیفکیشن جاری کیا تھا جس میں یہ کہا گیا تھا کہ جتنے

officialsایم پی ایز اور ایم این ایز وغیرہ کے جو بیرون ملک کے اخراجات ہیں اس کی ایک کمیٹی بنائی گئی تھی جس میں ہمارے یہاں کے ممبر بھی تھے منسٹر صاحبہ بھی اُس کی ممبر ہیں اس میں یہ بڑاclearly کہا گیا تھا کہ جو اخراجات ہوں گے اس کی کمیٹی سے اجازت لی جائے گی اور ایک حد سے تجاوز کرنے والی رقم وزیر اعلیٰ کی permission سے دی جائے گی۔ میں سماء ٹی وی پر ایک انٹرویو دیکھ رہی تھی وحید گل صاحب بھی اس کے ممبر ہیں۔

جناب سپیکر! ان سے پوچھا گیا کہ بیرون ملک کے اخراجات کی اتنی لمبی لسٹ ہے کیا یہ آپ کے علم میں ہے، کیا آپ سے اجازت لی گئی ہے؟ تو انہوں نے کہا کہ یہ میرے علم میں ہی نہیں ہے۔ آپ اس سے اندازہ لگا سکتے ہیں کہ ایک طرف تو یہ دعوے کرتے ہیں، بڑی بڑی باتیں کرتے ہیں اور نوٹیفکیشن جاری کرتے ہیں اگر اس پر عملدرآمد نہیں ہوتا تو کیا آپ نے قوم کو بے وقوف بنانے کے لئے یہ کر رکھا ہے؟ پچھلے آٹھ سال سے ہم یہ دیکھ رہے ہیں کہ مسلسل دکھاوا ہے، اشتہار لگا دیئے جاتے ہیں، ٹی وی پر ads آ رہے ہیں لیکن ان پر عملدرآمد کچھ نہیں ہے۔ اس کا نہ کوئی ہوم ورک ہوتا ہے اور آج بھی ہم یہ سن رہے ہیں کہ "ہم یہ کر دیں گے" مجھے بتائیں کہ آپ کے پاس ٹائم کتنا رہ گیا ہے؟

جناب سپیکر! پچھلے آٹھ سالوں سے کیا آپ جھک مار رہے ہیں، کیا کر رہے ہیں؟ آٹھ سال ہو گئے ہیں آپ نے قوم کو بے وقوف بنایا ہوا ہے۔ میں آج یہاں پر یہ بات کرنا چاہوں گی کہ جب کوئی اچھا کام کرتا ہے تو اس کو اپوزیشن بھی سراہتی ہے۔ آج میرے بھائی جن کا تعلق پیپلز پارٹی کے ساتھ ہے انہوں نے اس کو سراہا ہے اُس وقت جبکہ وہ اپوزیشن میں تھے لیکن چودھری پرویز الٰہی زندہ باد انہوں نے یہ نہیں دیکھا کہ یہ ممبر اپوزیشن سے ہے بلکہ انہوں نے دیکھا کہ اس سے عوام کو ریلیف مل رہا ہے تو انہوں نے وہ تمام سہولیات جنوبی پنجاب کو دیں۔ انہوں نے یہ نہیں سوچا کہ یہ یہ میری جماعت کا ممبر نہیں ہے اس لئے میں اس کو فنڈز نہیں دوں گا۔

جناب سپیکر: ان کو173۔ارب روپے دے رہے ہیں۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! یہ ہماری سوچ ہونی چاہئے۔ اس حکومت کی سب سے بڑی نااہلی کی وجہ revenge ہے۔ یہ اگر revenge والی سوچ اپنے دماغ سے نکال دیں تو دیکھیں اللہ تعالیٰ ان کو کامیابی دے گا لیکن اگر اسی ڈگر پر چلتے رہے اور چودھری پرویز الٰہی کے دور کے وہ تمام منصوبے جیسے ریسکیو1122، وزیر آباد کارڈیالوجی ہسپتال، میو ہسپتال کا سرجیکل ٹاور ہیں یہ انہیں مکمل نہیں کروا رہے

اس میں عوام کا کیا قصور ہے؟ میرے قائد نے تو یہاں تک کہہ دیا تھا کہ آپ اپنی تختیاں لگا لیں میرا نام مٹا دیں لیکن عوام کو اس کی سزا نہ دیں۔

جناب سپیکر: ضمنی بجٹ پر آئیں۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! میں ضمنی بجٹ کی ہی بات کر رہی ہوں اور comparison کرنا چاہ رہی ہوں کہ اچھا کام، اچھی ایڈمنسٹریشن اور گڈ گورننس ہوتی کیا ہے؟ چودھری پرویز الٰہی نے ہر کام ہوم ورک کے ساتھ کیا اسی وجہ سے ان کا کوئی منصوبہ، کوئی پراجیکٹ ناکام نہیں ہوا۔ آج ہر پراجیکٹ شروع ہوتا ہے، تھوڑے عرصے تک تجربہ ہوتا ہے اور اس کے بعد ٹھپ ہو جاتا ہے۔ اس پر ہوم ورک ہوتا ہے اور نہ ہی کام ہوتا ہے۔ ہماری کچھ بہنیں ہیں جو ہر دو منٹ بعد کھڑی ہو کر درمیان میں بات کرنا شروع کر دیتی ہیں۔ میں ان سے گزارش کرنا چاہتی ہوں کہ ہم خواتین ہیں ہمیں respectful طریقے سے ہاؤس میں بیٹھنا چاہئے۔ اگر کوئی male member آپ کے بارے میں یہ رائے دے کہ یہ کھڑی ہو کر ایک دم سے اس طرح سے بولتی ہیں تو اس سے تمام خواتین کی تذلیل ہو گی۔ خدارا اگر آپ لوگ ہاؤس میں بیٹھے ہیں تو respectful طریقے سے بیٹھیں اس طرح سے مت کیا کریں۔ آپ اٹھ کر ایسے کلمات بیان کرنا شروع کر دیتی ہیں کہ اس سے ہمیں بھی شرمندگی ہوتی ہے۔

جناب سپیکر: چلیں، ضمنی بجٹ پر آ جائیں اور جلدی سے final کریں۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! میں یہاں پر یہ کہنا چاہوں گی کہ اس وقت لوڈشیڈنگ کے بہت برے حالات ہیں۔ آپ دیکھ رہے ہیں کہ رمضان میں بھی 16,16 گھنٹے لوڈشیڈنگ ہو رہی ہے۔ انہوں نے maximum کوشش کی ہو گی کہ عوام کو facilitate کیا جائے اور انرجی کرائسز کو کم کیا جائے لیکن آٹھ سالہ کوشش کے باوجود جس کے دعوے کئے گئے تھے کہ چھ مہینے میں بجلی کا کرائسز ختم کر دیا جائے گا لیکن آج سولہ سولہ گھنٹے کی لوڈشیڈنگ سحر و افطار میں بھی ہو رہی ہے۔ آپ اس کے بھی اخراجات سنیں۔ انرجی ڈیپارٹمنٹ نے گاڑی اور فرنیچر کی خریداری اور دفتر کی تزئین و آرائش پر ایک کروڑ 22 لاکھ روپے خرچ کئے۔ اس محکمے کو تو بند کر دیں۔

جناب سپیکر! یہ دیکھیں کہ اس وقت لوڈشیڈنگ کا حال کیا ہے، لوگ بلبلا رہے ہیں یہ کم از کم رمضان میں تو ریلیف دے دیتے۔ اس وقت نہ سحری میں سکون ہے نہ افطاری میں سکون ہے۔ یہ 2018 کی بات کر رہے ہیں انہوں نے 2018 کی بات اُس وقت کیوں نہیں کی جب انہوں نے لوگوں سے ووٹ لئے؟ اس وقت تو انہوں نے کہا کہ ہم چھ ماہ میں بجلی کے کرائسز کو ختم کر دیں گے۔ بات وہ

کرنی چاہئے جس پر یہ عملدر آمد کر سکیں۔اس حکومت نے ہمیشہ دعوے کئے ہیں، بڑی بڑی باتیں کی ہیں لیکن آج تک کسی چیز پرimplement نہیں کر سکے۔

جناب سپیکر! میری محترمہ وزیر خزانہ سے گزارش ہے، یہ ہمارے لئے بہتrespectable ہیں لیکن پلیز ہمیشہ وہ بات کریں، وہ دعوے کریں اور کھڑے ہو کر وہ تقریریں کریں جن پر عملدر آمد کر سکیں۔ لیڈر شپ سے بڑی بھی ایک ذات ہے جس کے آگے آپ نے جواب دینا ہے۔اس وقت کوئی پروٹوکول کام آنا ہے نہ ہی لیڈر نے کام آنا ہے بلکہ آپ کے اپنے اعمال کام آئیں گے۔آپ نے جو commitment کی ہے کیونکہ یہ عزت آپ کو اُس خدا نے دی ہے یہ کسی وزیر اعلیٰ یا کسی پارٹی نے نہیں دی۔آپ کو عزت اللہ تعالیٰ کی ذات نے دی ہے آج اگر آپ اس کی پاسداری کریں گی تو آپ اللہ کے حضور بھی سر خرو ہوں گی اور اپنے عوام کے سامنے بھی ہوں گی۔بہت شکریہ

جناب سپیکر: آج کی اجلاس کی کارروائی مکمل ہو گئی ہے۔ یاد رہے کہ کل مورخہ 29۔جون 2016 کو ضمنی مطالبات زر پر بحث اور رائے شماری ہو گی۔کٹ موشن کے ذریعے مطالبات زر پر کارروائی ایک بجے تک جاری رہے گی۔ باقی مطالبات زر پر کارروائی قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب مصدرہ 1997 کے قاعدہ 144(4) کے تحت گلوٹین کے اطلاق کے ذریعے براہ راست سوال کے ذریعے ہو گی اور کل محترمہ وزیر خزانہ wind up بھی کریں گی۔ اب اجلاس بروز بدھ مورخہ 29۔جون 2016 صبح 10:00 تک کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔